دینی، سماجی، اخلاقی اور ملّی اقدار کا محافظ جوہر آباد
تنظیمی و تحریکی مجلہ
انوارِ رضا
زیر ادارت ملک محبوب الرسول قادری
6
مارچ 786/92/66 2003ء
بزمِ انوارِ رضا
مذاہب عالم میں
رحمتِ عالم ﷺ کا ذکرِ خیر
امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ
ڈاکٹر انعام الحق کوثر، سید خورشید گیلانی، میجر محمد قاسم، طارق سلطانپوری کی تحریریں
سفیرِ اسلام
مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی قدس سرہ
تحریر: قاری شکیل احمد قادری رضوی
ایک گمنام نعت گو اور سیرت نگار
راجہ محمد شریف
مرحوم
اڈا شریف آباد (راولپنڈی)
تاجدار بریلی نمبر
بہت جلد آ رہا ہے
اسلام میں محرم الحرام کی اہمیت و فضیلت
میجر (ر) حاجی رائے محمد قاسم ڈھڈی کے قلم سے
عظیم صوفی بزرگ
حضرت پیر سید مقصود علی شاہ
کوٹ گلہ شریف
قاری ملک محمد اکرم اعوان
شیخ القرآن
مولانا علی احمد سندھیلوی
سے انٹرویو
پیر بل شریف میں
جامع مسجد گنج شکر کا سنگِ بنیاد
حضرت بابا جی سید طاہر حسین شاہ نے رکھا
جامع مسجد گنج شکر
سنگ بنیاد
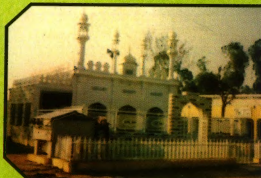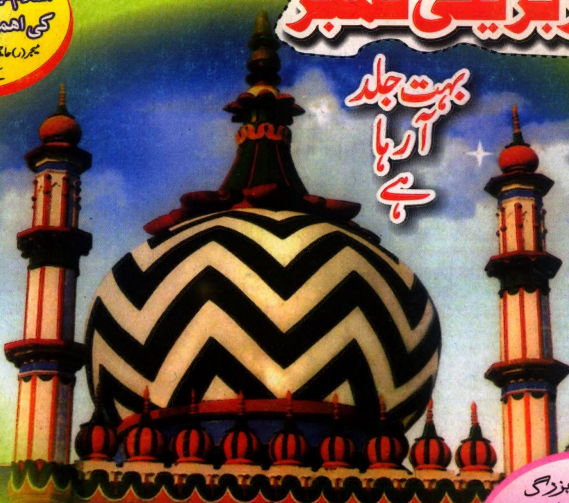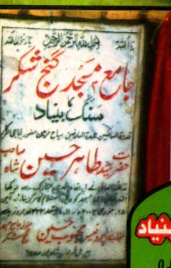
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

تنظیمی تحریکی مجلہ

انوار رضا

جوہر آباد

مارچ 2003ء

مدیران معاون: صاحبزادہ طاہر سلطان قادری، قاری محمد عامر خان

چیف ایگزیکٹو: مفتی آصف محمود قادری

چیف ایڈیٹر: ملک محبوب الرسول قادری

ایڈیٹر: محمد تاج قادری رحمانی

سرکولیشن مینجر: صوفی حافظ محمد یوسف قادری

مجلس تحریر

محقق العصر مفتی محمد خان قادری
پروفیسر محمد ظفر الحق بندیالوی
پروفیسر حفیظ تائب، سید صابر حسین بخاری
علامہ مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری
سید عبداللہ شاہ قادری، طارق سلطانپوری

زیر سرپرستی

سیاح حرمین حضرت بابا پیر سید طاہر حسین شاہ نقشبندی،
پیر طریقت صاحبزادہ محمد عتیق الرحمان (ڈھانگری شریف)
استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبدالحق بندیالوی
پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین چشتی (بیربل شریف)

قیمت فی شمارہ 40 روپے

مجلس انتظامیہ

مرزا محمد کامران طاہر، ملک محمد قمر الاسلام، مظہر حیات قادری

کمپوزنگ: عبد القدیر

مجلس مشاورت

پیر طریقت میاں غلام صفدر گولڑوی، ملک مطلوب الرسول اعوان، ملک محمد فاروق اعوان، سید ضیاء النور شاہ، حافظ خان محمد ماہل ایڈووکیٹ، الطاف چغتائی، پروفیسر قاری محمد مشتاق انور، ملک الطاف عابد اعوان، ملک قاری محمد اکرم اعوان، ڈاکٹر خالد سعید، محمد جاوید اقبال کھارا، مرزا عبدالرزاق طاہر، صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ، ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی، ریاض صدیق ملک

Mob: 0300-9429027
Ph: 0454/721787 انوار رضا لائبریری بلاک نمبر ۴ جوہر آباد ضلع خوشاب

حسن ترتیب

حمدِ باری تعالیٰ

حضرت حافظ لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

جس شے پہ نظر اٹھے مجھے تیری خبر دے
جو دیکھ سکے نور ترا ایسی نظر دے

کاشانہ ادراک میں ہو تیری تجلی
سینے کو مرے معرفت ذات سے بھر دے

ہوں ذکر سے تیرے مرے اشعار مجلی
افکار کو تابندگی شمس و قمر دے

ہو حمد تری میرے خیالات کا محور
جو تیری شہادت ہے مجھے ایسا ہنر دے

ہوں سوز کا آئینہ مرے حمدیہ اشعار
جذبات و خیالات کو وہ رنگ اثر دے

مدت سے مری زیست ہے زندانی حالات
آزاد ہر اک فکر رنج سے کر دے

مل جائے مجھے جس سے حضوری کی بشارت
ایسا کوئی پیغام مجھے باد سحر دے

کعبے کی زیارت سے مشرف ہوں نگاہیں
تو اپنے خزانے سے مجھے رخت سفر دے

ہاتھوں میں ہو حافظؔ کے تری حمد کا دیوان
جب اذن حضوری تو مجھے بار دگر دے

مناجات

مدام لب پہ مرے حمد کا ترانہ رہے
یونہی کلام کا انداز والہانہ رہے

جدھر نگاہ اٹھے تو ہی تو نظر آئے
نظر میں قدرت حق کا نگار خانہ رہے

نفس نفس میں رچے تیری یاد کی خوشبو
کچھ ایسا ربط حسیں تجھ سے غائبانہ رہے

ہوں میری زیست کا حاصل وہ رتجگے پھر بھی
بروئے کعبہ وہ کیفیت شبانہ رہے

فضائے صحن حرم سے ہو پھر نظر شاداب
مری نگاہ میں منظر وہی سہانہ رہے

تصورات میں عہد سلف کی ہو تنویر
نظر میں سرور کونین کا زمانہ رہے

جو دل کے ساز پہ نغمہ بنے محبت کا
مرے لبوں پہ وہ اک حرف محرمانہ رہے

کچھ اس طرح سے میں لکھتا رہوں ثنا تیری
کہ تیرا لطف و کرم مجھ پہ بیکراں نہ رہے

ترا ہی نور ہو حافظؔ کی خلوت جاں میں
ترے ہی ذکر سے روشن چراغ خانہ رہے

نعت سرور کونین ﷺ

وہ حسن ہے ٹھرنا نظر کا محال ہے
دیکھے رخِ نبی ﷺ کسے تابِ جمال ہے
آیا نظر جو طور پہ نورِ جمال ہے
کہتے ہیں جس کو برق وہ شانِ جلال ہے
میں اور مری زبان یہ توصیف شاہ دیں ﷺ
بخشا ہوا حضور ﷺ کا حسن مقال ہے
رنگِ بقا ہے جلوۂ آئینۂ بقا
یہ عالم ثبات فقط اک خیال ہے
دل سے نکل کر آ گئے جلوے نگاہ میں
آنکھوں میں رکھ لیا' یہ نظر کا کمال ہے
تڑپا رہی ہے کاوشِ ہجر نبی ﷺ مجھے
بیٹھا ہوا جگر پہ وہ تیر ملال ہے
بے خود بنا دیا ہے تمنائے دید نے
یہ فرط محویت' مرا شوقِ وصال ہے
دل لے رہا ہے شوقِ زیارت میں چٹکیاں
کوسوں بڑھا ہوا مرا پائے خیال ہے
کیا پوچھتے ہو حسرتِ دیدارِ مصطفیٰ ﷺ
کہہ دیں گی آرزوئیں جو اس دل کا حال ہے
ہر وقت ہے طلب تو اسی کی ہے اک طلب
کوئی سوال ہے تو اسی کا سوال ہے
دل پر کھنچی ہوئی ہے جو تصویر مصطفیٰ ﷺ
رونق یہ اک کرشمۂ رنگ خیال ہے
(منشی پیارے لال رونق دہلوی)

نعت کیا ہے؟ تپش دل کا وفورِ اظہار
نعت کیا ہے؟ دل بے تاب کو سامانِ قرار
نعت کیا ہے؟ چمن دل کے لئے اذنِ حیات
جس سے ہوتی ہے ہر اک چشم بصیرت بیدار
نعت کیا ہے؟ دم عیسیٰ کا بدل بہر خیال
جس سے جاگ اٹھتے ہیں آئینۂ دل میں افکار
نعت ہے توبہ آدمؑ کے لئے راہِ قبول
نعت ہے نوحؑ کی کشتی کے لئے اذنِ قرار
نعت ہے اصل اساس ید بیضائے کلیمؑ
جس سے ہو جاتے ہیں دل سحر جہاں سے بیزار
نعت ہے سایۂ رحمت میں ضیا پاشیٔ نور
جس کے صدقے میں ہوا کون و مکاں کا اظہار
نام سے جن کے ہوا ذات احد کا چرچا
دیکھ کر جن کو کیا سب نے خدا کا اقرار
جن کے ہاتھوں نے کیا پاک بتوں سے کعبہ
نقش پا جن کے ہوئے دہر میں توحید آثار
نعت ہے ان کی ثناء خوانی کی جرأت کا نشاں
مدح خواں جن کا ہے قرآن میں رب مختار
چشم خورشید ہے وا ان کی نگہ کے باعث
خاکِ پا ان کی ہوئی سرمۂ چشم ابرار
حاصل تجربۂ دہر یہی ہے سجاد
جو نثار احمد مرسل پہ جہاں اس پہ نثار
(سید سجاد رضوی)

تاجدار بریلی قدس سرہ کے حوالے سے اپنی بات

آپ اس لازوال حقیقت سے بخوبی آگاہ واقف ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس شخص سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کا حقیقی فہم عطا فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان محبوب بندوں میں اعلیٰ حضرت امام اہل محبت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری محدث بریلوی قدس سرہ کی ذات گرامی بھی شامل ہے یہی وجہ ہے آپ نے 65 علوم پر مبنی 1222 کتب تصنیف فرمائیں کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن کے نام سے خدمت قرآن کا تاریخی کارنامہ سرانجام دیا۔ فتاویٰ رضویہ کی صورت میں فتاویٰ عالمگیری کے بعد سب سے بڑا دینی وعلمی معرکہ سر فرمایا۔ حدائق بخشش کی شکل میں اپنا عدیم النظیر نعتیہ دیوان یادگار چھوڑا۔ وہ علوم روحانیات کے بھی ماہر وعامل ہستی تھے۔

مجلّہ ''انوار رضا'' جوہر آباد (جو کہ پہلے بھی اس نوعیت کے چند اہم کام سرانجام دے چکا ہے) نے اب فیصلہ کیا ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ کی شخصیت، خدمات، عقائد و نظریات، علمی وعملی کارناموں پر مشتمل ایک عظیم الشان تاریخی نوعیت کے حامل ''تاجدار بریلی نمبر'' کے عنوان سے خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا جائے جو مارچ 2003ء کے آخری ہفتے میں انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہو جائے گا۔

اس سلسلہ میں ہمارا خیال ہے کہ چند موضوعات بھی پیش نظر رہنے چاہییں۔ مثلاً امام احمد رضا اور تقدیس الوہیت...... امام احمد رضا اور احترام رسالت...... امام احمد رضا اور علم حدیث...... امام احمد رضا اور علم فقہ...... امام احمد رضا اور خدمت قرآن...... امام احمد رضا اور تفسیری خدمات...... امام احمد رضا اور علم کلام...... امام احمد رضا کی فکری وسیاسی بصیرت...... امام احمد رضا اور علم الحروف...... فتاویٰ رضویہ کا تقابلی جائزہ...... کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن کا تقابلی جائزہ...... حدائق بخشش (فکروفن کے آئینے میں)...... امام احمد رضا اور علوم روحانیت...... امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات...... امام احمد رضاؒ اور اصلاح معاشرہ...... امام احمد رضا اور احترام سادات...... امام احمد رضا اور معاصرین کرام (روابط)...... امام احمد رضا کی قلمی خدمات...... امام احمد رضا اور انکے خلفاء کی تبلیغی خدمات...... امام احمد رضا اور ردعیسائیت

......امام احمد رضا اور رد قادیانیت...... امام احمد رضا اور وحدتِ امت...... امام احمد رضا اور تحریکات (شدھی تحریک...... گاؤ کشی تحریک...... تحریک خلافت...... تحریک پاکستان...... وغیرہ)...... صحافت اور امام احمد رضا...... امام احمد رضا پر تحقیقی کام اور ان کی نوعیت............ امام احمد رضا اور علوم سائنس...... سلام رضا کی ہمہ گیر مقبولیت...... امام احمد رضا اور صنعت تضاد...... امام احمد رضا کے چند مستفتی...... سرزمین سرحد اور امام احمد رضا...... امام احمد رضا ایک محتاط مفتی...... ترجمان قرآن، امام احمد رضا بریلوی...... امام احمد رضا کی ظریفانہ و طنزیہ شاعری...... امام احمد رضا اور محققین جامعہ ازہر مصر......... امام احمد رضا پر الزامات کا تعاقب...... سائنسی تحقیقات "الملفوظ" کے آئینے میں...... امام احمد رضا کی علمی جلالت...... عالم عرب میں کنز الایمان کی پذیرائی...... الشیخ احمد رضا البریلوی الھندی............ امام احمد رضا ایک تاریخ ساز شخصیت...... امام احمد رضا ایک عظیم محقق...... تاجدار بریلی نمبر کے حوالے سے اہم پیغامات

ان میں سے کچھ موضوعات پر کام ہو چکا ہے کچھ ہو رہا ہے۔ علاوہ ازیں امام احمد رضا کی تصانیف و فتاویٰ سے نہایت اہم تبرکات، اشتہارات وغیرہ بھی شامل اشاعت ہوں گے۔ آنجناب سے التماس ہے کہ اپنی حیثیت و صلاحیت کے مطابق قلم اٹھائیے اور منظوم/منثور اپنا حصہ شامل کیجئے۔ تحریر میں تحقیق اور انداز تحریر کا مثبت و سلیس ہونا یقیناً اس کے حسن کو نکھار دیتا ہے۔

کاروباری ادارے اور مخیر حضرات اس خصوصی نمبر کو بہتر بنانے کے لئے مالی معاونت کو یقینی بنائیں۔ اشتہارات اعانت کا بہترین ذریعہ ہیں۔ عوام الناس اس سلسلہ میں اپنی مرضی کے مطابق زیادہ سے زیادہ تعداد میں پرچے ایڈوانس ادائیگی کے ساتھ بک کروا سکتے ہیں۔

اپنے عزم کی روشنی میں ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ انشاء اللہ یہ کاوش وطن عزیز میں اپنی نوعیت کی منفرد کوشش، ثابت ہوگی اور بین الاقوامی معیار پر پوری اترے گی۔ لیکن اسے یقینی بنانے کے لئے آپ کا تعاون بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔

اٹھیئے اور نیکی کے فروغ کے لیے دست تعاون دراز کیجئے۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

غبار راہ حجاز

محمد محبوب الرسول قادری

(مدیر اعلیٰ)

کتاب زندہ

ورفعنالك ذكرك

تحریر: شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہٗ

حضور سرور عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کے خصائص میں سے ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو رفعت و بلندی عطا فرمائی ہے آپ کے ذکر پاک کی عظمت و رفعت کا یہ عالم ہے کہ جب سے دنیا کی ابتداء ہوئی ہے۔ آپ کا ذکر جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ وقت کا کوئی لمحہ اور گردش لیل و نہار کی کوئی ساعت ایسی نہیں ہے۔ جس میں آپ کا ذکر نہ ہو اور آپ کی ذات اقدس پر صلوٰۃ وسلام کا مبارک عمل جاری نہ ہو......... اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ذکر کو ابدیت بخشی ہے اور ایمان کی تکمیل آپ کے ذکر پر موقوف رکھی ہے اور آپ کے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا ہے۔ اس لیے آپ کا ذکر اللہ کا ذکر ہے اور جہاں ذکر خدا ہے وہاں ذکر مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبریل امین میرے پاس آئے اور کہا آپ کا رب فرماتا ہے۔ اے حبیب ﷺ تمھیں معلوم ہے کہ میں نے تمھارا ذکر کیسے بلند کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ قَالَ اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِیْ (زرقانی علی المواہب)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ذکر کے ساتھ تمھارا ذکر بھی ہوگا...... حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

جَعَلْتُ تَمَامَ الْاِیْمَانِ بِذِكْرِكَ مَعِیْ، جَعَلْتُ ذِكْرًا مِنْ ذِكْرِیْ فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِیْ۔ (شفا ص ۱۲، ج ۱)

میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ اے میرے رسول ﷺ میرے ذکر کے ساتھ تمھارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمھارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے تو جس نے تمھارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

صحابی رسول حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

رَفَعَ اللّٰہُ ذِکْرَہٗ، فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند فرمایا ہے۔

(خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۱۹۶)

اکوئی خطیب، کوئی کلمہ پڑھنے والا اور نماز ادا کرنے والا ایسا نہیں ہے جو شہادت الوہیت کے ساتھ شہادت رسالت نہ ادا کرے۔

خطبات میں کلموں میں اقامت میں اذاں میں ہے نام الٰہی سے ملا نام محمد ﷺ

سورہ آل عمران آیت اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ سے واضح ہے کہ سب سے پہلے خود رب کائنات نے عالم ارواح میں حضور اقدس ﷺ کا ذکر فرمایا اور تمام انبیاء کرام سے حضور ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا پختہ عہد لیا۔ اسی عہد ربانی کے مطابق تمام انبیاء و رسل علیہم السلام حضور ﷺ کے ذکر جمیل سے رطب اللسان رہے اور آپ کے فضائل و مناقب اپنی اپنی امتوں کو سناتے رہے اور آپ کی آمد کی بشارتیں دیتے رہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام سے فرمایا۔ میرے بعد تم میرے خلیفہ ہو۔ لہٰذا خلافت کو تقویٰ اور یقین محکم کے ساتھ پکڑے رہو۔

فَکُلَّمَا ذَکَرْتَ اللّٰہَ فَاذْکُرْ اِلٰی جَنْبِہٖ اِسْمَ مُحَمَّدٍ۔ اور جب تم اللہ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ ہی محمد ﷺ کا ذکر بھی کرنا

کیونکہ جب میں روح و مٹی کے درمیان تھا تو میں نے ان کا نام عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا۔ میں نے آسمانوں پر نظر کی تو کوئی جگہ ایسی نظر نہ آئی جہاں نام محمد ﷺ لکھا ہوا نہ ہو۔ جب میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا تو میں نے جنت کے ہر محل، ہر بالا خانے پر، ہر آمدے پر، حوروں کے سینہ اور جنت کے تمام درختوں اور ان کے پتوں، شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہٰی کے ہر گوشہ اور ملائکہ کی آنکھوں پر محمد ﷺ لکھا ہوا دیکھا ہے۔

فَاَکْثِرْ ذِکْرَہٗ (زرقانی علی المواہب) لہٰذا تم ان کا کثرت سے ذکر کیا کرو

حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے موقع پر حضور کی بعثت کی دعا مانگی۔ اسی طرح

تمام انبیاء کرام نے اپنے اپنے دور میں حضور ﷺ کی عظمت و رفعت کے خطبے پڑھے۔ حتیٰ کہ آخری مژدہ رساں حضرت مسیح کلمۃ اللہ علیہ السلام مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ کہتے ہوئے دنیا میں آئے۔ یہ حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ کا بہت بڑا اعزاز ہے کہ ایک اولوالعزم صاحب کتاب اور صاحب معجزات رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کا ذکر کرتے ہوئے دنیا میں قدم رکھ رہے ہیں اور یہ حضور ﷺ کی بہت ہی عظیم و جلیل خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرائض نبوت میں سے ایک فرض یہ رکھا کہ وہ یہ اعلان کر دیں کہ میرے بعد خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف لا رہے ہیں۔ اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں اور سب سے آخر میں جس نے میری آمد کی بشارت دی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ (ابن عساکر)۔

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا دعائے خلیل اور نوید مسیحا

حضور اقدس ﷺ کی ذات اقدس پر نبوت ختم ہوگئی۔ آپ نبی آخر ہیں۔ آسمان نبوت کے نیر اعظم اور ہدایت و موعظت کے ماہ تاباں ہیں۔ قرآن نے اعلان کیا۔ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ جو شریعت آپ لائے وہ بھی آخری شریعت ہے۔ آپ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ شریعت، قیامت تک آپ کا ہی دین باقی رہے گا۔ اس لیے آپ کے ذکر جمیل کی محفلیں قائم ہوتی رہیں گی۔ آپ کی سیرت طیبہ اور اسوۂ حسنہ کا ذکر ہوتا رہے گا اور آپ کی ذات مبارک پر درود و سلام کا سلسلہ جاری رہے گا حتیٰ کہ آخرت میں بھی اولین و آخرین آپ کا ذکر اور آپ کی مدح و ثنا کریں گے۔ ارشاد باری ہے:۔

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

قریب ہے کہ تیرا رب تجھے اس مقام پر کھڑا کرے گا جہاں سب تیری حمد کریں گے

روز محشر حضور ﷺ کو ایک جھنڈا بارگاہ الٰہی سے مرحمت ہوگا۔ جس کا نام لوا الحمد ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے کر آخر دنیا تک سب اس جھنڈے تلے ہوں گے۔ مقام محمود وہ جگہ ہے جہاں روز محشر تمام انبیاء، اصفیاء، شہدا و صدیقین اولیا، کرام جن و انسان حضور سرور کائنات ﷺ کا ذکر آپ کی مدح و ثناء اور آپ کی تعریف و توصیف کریں گے (تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۹۲)

ذکر رسول ﷺ کی عظمت کا یہ پہلو بھی بہت اہم ہے کہ بارگاہ الہی میں کوئی دعا آپ کی ذات اقدس پر درود وسلام پڑھے بغیر قبول نہیں ہوتی۔ حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْهُ شَیْئٌ حَتّٰی نُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ۔

دعا زمین وآسمان کے درمیان رکی رہتی ہے اوپر نہیں جاتی جب تک نبی علیہ السلام پر درود نہ بھیجا جائے۔

نہ صرف یہ بلکہ مرضی الہی یہ ہے کہ مسلمانوں کی کوئی نشست اور کوئی مجلس ذکر اللہ اور ذکر الرسول ﷺ سے خالی نہیں ہونی چاہیئے اگر زندگی میں ایک نشست بھی ذکر الہی اور ذکر الرسول ﷺ سے خالی ہوئی تو قیامت کے دن اس پر باز پرس ہوگی اور اس وقت سخت حیرت وپشیمانی ہوگی۔ چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ جولوگ کہیں بیٹھے اور انھوں نے اس نشست میں نہ اللہ کو یاد کیا اور نہ ہی اپنے نبی پر درود بھیجا۔

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰهَ فِیْهِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّهِمْ اِلَّا کَانَ عَلَیْهِمْ تِرَةً فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ عَلٰی وَ اِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُمْ۔ (ترمذی)

تو قیامت میں ان کے لیے حسرت وخسران کا باعث ہوگی۔ پھر چاہے اللہ ان کو عذاب دے اور چاہے معاف فرمادے اور بخش دے۔

الغرض یہ خصوصیت صرف اور صرف حضور سرور کائنات ﷺ ہی کو حاصل ہے کہ عالم ارواح میں، بزم ملائکہ میں، انبیاء ومرسلین کی مجالس میں، عبادات وطاعات میں، مواعظ وخطبات میں، کلمہ طیبہ میں، اذان واقامت میں آپ کا ذکر ہوتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت نماز میں السلام علیک ایها النبی کے الفاظ جمیل کے ساتھ اور حریم حق میں ان اللّٰہ وملائکتہ یصلون علی النبی کے کلمات طیبات سے آپ کا ذکر ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا اور یہی حضور سرور کائنات ﷺ کے ذکر پاک کی وہ خصوصیت وفضیلت ہے اور آپ کے مرتبہ ومقام کی وہ عظمت ہے جسے رب کائنات نے **ورفعنالک ذکرک** سے بیان فرمایا۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا، عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

مذاہب عالم میں

رحمت عالم ﷺ کا ذکر خیر

تحریر: محمد محبوب الرسول قادری

رحمت عالم ﷺ کا ذکر خیر ایک لازوال حقیقت ہے تخلیق کائنات سے بھی پہلے جب صرف ارواح کو پیدا کیا گیا اس وقت انبیاء کی مقدس روحوں کے بڑے اجتماع میں یہ ذکر خیر شروع ہوا جس پر قرآن حکیم گواہ ہے۔ ارشاد الہی ہوتا ہے...... "اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔ جو تم کو کتاب وحکمت دوں پھر تشریف لائے تمھارے پاس وہ رسول، کہ تمھاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور، ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور، ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ ہے۔ سب نے عرض کی۔ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمھارے ساتھ گواہوں میں ہوں....." (آل عمران:۸۱) تفسیر طبری میں سیدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک اسی آیت کی ذیل میں یوں ہے کہ آدم سے لے کر مسیح تک جتنے پیغمبر گذرے، خدا نے ہر ایک سے سید عالم ﷺ کی نبوت کی تصدیق اور تائید کا پختہ قول وقرار لیا...... تفسیر خزائن العرفان نے بھی مولا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ تفسیری حاشیہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت عہد لیا، اور انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم ﷺ مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں...... گویا ثابت ہوا کہ ذکر رسول رحمت ﷺ ہر دور کی ضرورت رہا ہے قرآن حکیم ہی میں دوسری جگہ ارشاد الہی ہے...... "......اور ہم نے تمھارے لیے تمھارا ذکر بلند کر دیا......" (الم نشرح:۴) مفسرین کرام کا کہنا ہے کہ اس آیت مبارکہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ذکر رسول ﷺ اور مقام رسول ﷺ کے حوالے سے ہر آنے والی ساعت ہر گزری ہوئی ساعت سے بہتر ہے۔ اور چونکہ دنیا سے آخرت بہتر ہے اس لیے آخرت میں بھی مصطفیٰ جان رحمت ﷺ سب سے زیادہ خداوند کریم کے محبوب اور قریب ہوں گے۔ قرآن مجید میں پھر ارشاد

ہوا...... ''...... اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا......'' ...... (آل عمران: ۱۸۷) مشہور مفسر قرآن صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر وتشریح میں فرماتے ہیں کہ...... اللہ تعالیٰ نے علماء توریت وانجیل پر واجب کیا تھا کہ ان دونوں کتابوں میں سید عالم ﷺ کی نبوت پر دلالت کرنے والے جو دلائل ہیں وہ لوگوں کو خوب اچھی طرح مشرح کر کے سمجھا دیں اور ہرگز نہ چھپائیں...... گویا آمد مصطفیٰ ﷺ سے قبل خدا کی ساری مخلوق ان کی آمد کا شدت سے انتظار کر رہی تھی۔

اللہ کی مخلوق منتظر تھی دلوں میں تھا اشتیاق پیدا   ازل سے آنکھیں ترس رہی تھیں وہ کنز مخفی دکھائی دیتا

صرف کتب آسمانی ہی نہیں بلکہ تمام مذاہب عالم میں ہمارے حضور ﷺ کا ذکر خیر موجود ہے۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام سے متعلق زبور میں یوں ارشاد موجود ہے...... ''...... میرا محبوب نورانی گندم گوں، ہزاروں میں سردار ہے۔ اس کا سر ہیرے کا سا چمکدار ہے۔ اس کی زلفیں مسلسل مثل کوے کے کالی ہیں۔ اس کا چہرہ مانند ماہتاب کے، جواں مانند صنوبر کے، اس کا گلا نہایت شیریں...... اور...... وہ بالکل ''محمد'' یعنی تعریف کیا گیا ہے۔ یہ ہے میرا دوست اور میرا محبوب، اے یروشلم کی بیٹیو......'' ...... (زبور۔ غزل الغزلات، باب ۱۵۔ درس ۱۰ تا ۱۶) سبحان اللہ! اس ارشاد گرامی پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ کتنے واضح اور والہانہ انداز میں حضور رسول رحمت ﷺ کے ساتھ محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔

حسینوں میں حسیں ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے
وہ نبیوں میں نبی ایسے کہ امام الانبیاء ٹھہرے

مشہور غیر مسلم مورخ ایڈورڈ گبن آپ کے حسن کا نہایت مختصر جملے میں یوں تذکرہ کرتے ہیں کہ...... ''...... آنحضرت حسن میں شہرہ آفاق تھے......'' ......

حضرت شعیب علیہ السلام نے ان الفاظ میں اپنی قوم کو رحمت عالم ﷺ کی بشارت سنائی......

''...... میں نے دو سواروں کو دیکھا جن کے نور سے زمین روشن ہو گئی ان میں سے ایک خچر پر سوار تھا اور دوسرا اونٹ پر۔ خچر سوار ماہتاب وآفتاب کے حسن کا مالک تھا اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے جبکہ شتر سوار (اونٹ والا) آفتاب وماہتاب کے حسن کو شرما رہا تھا اور یہ حضرت محمد ﷺ تھے......'' ......

تورات اور انجیل میں تو رحمت عالم ﷺ کا ذکر خیر متعدد مقامات پر بہت واضح انداز میں موجود ہے اور اس پر قرآن مجید بھی گواہ ہے ارشاد الٰہی ہوتا ہے...... ''...... جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تورات اور انجیل میں، وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا......'' ...... (الاعراف: ۱۵۷) یعنی جس پیغمبر کو اپنے پاس لکھا ہوا پاتے ہیں اس پیغمبر سے مراد حضور رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی ہے حضرت عطاء ابن یسار نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سید عالم ﷺ کے وہ اوصاف دریافت کیے جو توریت میں مذکور ہیں انھوں نے فرمایا کہ حضور کے جو اوصاف قرآن کریم میں آئے ہیں انہی میں سے بعض اوصاف تورات میں مذکور ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے پڑھنا شروع کیا۔ اے نبی ہم نے تمھیں بھیجا شاہد ومبشر اور نذیر اور امیوں کا نگہبان بنا کر، تم میرے بندے اور میرے رسول ہو۔ میں نے تمھارا نام متوکل رکھا۔ نہ بد خلق ہو نہ سخت مزاج، نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والے۔ نہ برائی کو برائی سے دفع کرتے ہو۔ لیکن خطا کاروں کو معاف کرتے ہو اور ان پر احسان فرماتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمھیں نہ اٹھائے گا۔ اب تک کہ تمھاری بدولت غیر منقسم ملت کو اس طرح راست نہ فرما دے کہ لوگ صدق دل کے ساتھ کلمہ طیب پکارنے لگیں اور تمھاری بدولت اندھی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا اور پردوں میں لپٹے ہوئے دل کشادہ ہو جائیں...... اب اس تناظر میں تورات اور انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ایک پادری کے ساتھ یوں گفتگو کرتے نظر آتے ہیں۔ تفسیر ضیاء القرآن میں حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ انجیل برنا باس باب ۹۷ صفحہ ۱۱۳ کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا۔

The name of Messiah is admirable, for God himself gave him the name when he has created his soul and placed it in acelestial splendour. god said, Wait Mohammad, for thy sake, I will to create paradise, the worlds, and a great multitude of Creatures, ...I shall send thee into the world. I shall send thee as my messenger of salvation and thy word shall be true, in somuch that heaven and eart shall fail, but thy faith shall never fail. 'Mohammad is his blessed name'.

(ترجمہ) مسیحا کا نام ''تعریف کیا گیا'' ہے اللہ تعالیٰ نے جب ان کی روح مبارک کو پیدا کیا اور آسمانی آب وتاب میں رکھا تو خود ان کا نام رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... ''..... اے محمد ﷺ! انتظار کرو میں نے تیری خاطر جنت کو پیدا کیا ہے ساری دنیا کو پیدا کیا ہے اور بے شمار مخلوقات کو پیدا کیا ہے جب میں تجھے دنیا میں بھیجوں گا تو تمھیں نجات دہندہ رسول بنا کر بھیجوں گا۔ تیری بات سچی ہوگی۔ آسمان اور زمین فنا ہو سکتے ہیں لیکن تیرا دین کبھی فنا نہیں ہو سکتا..... آپ نے کہا کہ ''محمد ﷺ'' ان کا بابرکت اسم گرامی ہے.....''

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بات مکمل کی تو ان کے تمام سامعین نے فریاد اور زاری شروع کر دی اور بار بار التجا کرنے لگے۔

O God send us the messenger. O Mohammad come quickly for the salvation of the world.

اے اللہ! اپنے رسول کو ہماری طرف بھیج۔ یا رسول اللہ ﷺ! دنیا کی نجات کے لیے جلدی تشریف لے آیئے۔

سبحان اللہ! وہ عظیم رسول ہے کہ جس کی بشارتیں، انبیاء اور رسول دیتے آئے اور ان کی امتیں اس کے ظہور کی دعائیں کرتی رہیں۔ خداوند قدوس نے محض اپنے فضل واحسان سے ہمیں عطا فرما دیا۔ الحمد للہ سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر نے مبشرات عیسیٰ انجیل برناباس صفحہ ۱۳۱ کے حوالے سے لکھا ہے کہ..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد تین روز کے لیے دوبارہ روئے زمین پر تشریف لائے تھے اس موقع پر آپ نے اپنے شاگردوں کو وہی مشن جاری رکھنے کی ہدایت کی جس کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا۔ اس جگہ پھر آپ نے فرمایا کہ مجھ پر چوروں کے درمیان مصلوب ہونے کی بدنامی کا جو داغ لگا ہے اس کو حضور ﷺ دھو ڈالیں گے..... یوحنا کی انجیل (۱۶:۷) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہ خطاب موجود ہے جو انھوں نے اپنے حواریوں کے ایک خاص اجتماع سے ارشاد فرمایا..... تاہم میں تمھیں سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا ہی تمھارے لیے بہتر ہے اگر میں نہ جاؤں گا تو فارقلیط تمھارے پاس نہ آئے گا۔ اگر میں جاؤں تو میں اسے تمھارے پاس بھیج دوں گا.....''..... فارقلیط کے معنی ''احمد'' ہیں۔ ابوداؤد اور مسلم کی روایت میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے..... انا محمد و

انا احمد والحاشر ..... یعنی میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں حاشر ہوں۔ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا..... و مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد..... اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام ''احمد'' ہے۔ (الصف:۶)

کتاب فطرت کے سرورق پہ جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجود لوح و قلم نہ ہوتا
یہ محفل کن فکاں نہ ہوتی جو وہ امام امم نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے حاشیہ خزائن العرفان میں حضرت صدر الافاضل فرماتے ہیں کہ جب صحابہ کرام نجاشی بادشاہ کے پاس گئے تو نجاشی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہی رسول ہیں جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی اگر امور سلطنت کی پابندیاں نہ ہوتیں تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کفش برداری کی خدمت بجا لاتا.....

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے شاگرد برناباس کو رب کریم کا پیغام سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ۔

My messenger is the moon who from me receiveth all: and the stars are my prophets which have preached to you my will.

یعنی۔ میرا رسول چاند ہے جو مجھ سے سب کچھ لیتا ہے اور ستارے میرے نبی ہیں جنھوں نے تمھیں، میری مرضی کی تبلیغ کی ہے۔

نازاں ہے جس پہ حسن، وہ حسن رسول ہے
یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے

یہ خدائی پیغام'' انجیل برناباس کے باب ۷۷ صفحہ نمبر ۲۵۱ اور ۲۵۲ پر مرقوم ہے یہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق کہتے ہیں کہ۔

And when I saw him, my soul was filled with consolation, saying O Mohammad God be with thee and may he make me worthy to untied shoelatchedt, for obtaining this I shall be a great prophet and holy one of God. And having said this Jesus rendered his thanks to God.

ترجمہ:۔ اور جب میں نے اسے دیکھا تو میری روح تسکین سے بھر گئی یہ کہہ کر کہ...... اے محمد ﷺ...... خدا تیرے ساتھ ہو اور وہ مجھے اس لائق بنائے کہ میں تیری جوتی کا تسمہ کھول سکوں کیونکہ یہ (اعزاز) پاکر میں ایک بڑا نبی اور خدا کا مقرب (قدوس) ہو جاؤں گا۔ اور یہ کہنے کے بعد یسوع (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ علامہ اقبال نے خوب کہا کہ۔

عالم آب و خاک میں ترے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

ہندوؤں کی مشہور مذہبی کتاب اتھر وید کھنڈ۔ ۲۰ سوکت ۱۲۷ کے منترا۔ ۳ میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ......" اے لوگو! کان کھول کر سن لو، محمد ﷺ لوگوں میں مبعوث ہوگا، اس کی بلند و بالا حیثیت آسمانوں کو چھولے گی......"

اسی طرح بھگوت پرا حصہ ۱۲ باب ۳۔ اشلوک ۱۹ میں ہے کہ......" آخری اوتار کی سب سے بڑی صفت یہ ہوگی کہ وہ بدکاری کو مٹائیں گے، اچھے لوگوں کو نہیں......" اس میں مندرجہ ذیل الٰہی صفات بھی ہوں گی علم و دانائی، عالی نسبی، نفس پر قابو یافتہ، حامل وحی، طاقتور و بہادر، کم سخن، صدقہ و خیرات کرنے والے......اور......شکر گزار......

کلکی پران باب ۲۔ اشلوک ۷ میں اس عظمتوں کے حامل رسول رحمت ﷺ کے متعلق مرقوم ہے کہ......" آخری اوتار کے چار مددگار ہوں گے جو ہر طرح کی حمایت کریں گے اور جنگ میں ان کی مدد کے لیے فرشتے بھی آسمان سے اتریں گے......" کتاب بھوشن پران (حصہ چار) پرتی سرگ برو باب ۲۵ صفحہ ۵۹۷۔ اشلوک ۸ تا ۱۰ میں ہے......" اے دیوتاؤ! شمبھل گرام میں یہ کشب پیدا ہوگا وہ وشنو اشیا کے نام سے مشہور ہوگا۔ وشیو کیرتی اس کی چہیتی ہوگی......" مطلب یہ ہے کہ وہ پیغمبر عرب میں پیدا ہوں گے اور رسول اللہ کے نام سے مشہور ہوں گے ان کی چہیتی بیوی کا نام خدیجۃ الکبریٰ (وشیو کیرتی) ہوگا۔

تورات باب ۱۸۔ آیت ۱۸ تا ۲۰ (مطبوعہ مرزا پور) میں مرقوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا......" میں ان کے لیے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہو

گا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔
قرآن حکیم نے سورۃ والنجم میں ارشاد فرمایا۔ "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝" ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی، جو انہیں کی جاتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے رسول برحق وہی کہتے ہیں جو انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے کہا جاتا ہے۔ ذرا غور کیا جائے تو، تورات کی یہ بشارت قرآن حکیم کے عین مطابق نظر آتی ہے۔ مجدد اسلام اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ خوب فرما گئے۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے اعلان نبوت کے وقت یہ اعلان کرتے ہیں کہ میں جنگل بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو (یوحنا: ۶۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ......" جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو کچھ سنے گا، وہی کہے گا۔ اور تمھیں آئندہ کی خبریں دے گا۔" (یوحنا۔ باب ۱۶، آیت ۱۳) اس سے پہلے یہاں تک فرماتے ہیں کہ "...... بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا۔ اس لیے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں......" (یوحنا باب ۱۵، آیت ۳۰) مقاتل بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے خود زبور شریف میں پڑھا کہ...... يَا دَاوٗدُ سَيَأْتِيْ مِنْ بَعْدِكَ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ وَمُحَمَّدٌ ۔ یعنی اے داؤد عنقریب تیرے بعد آئے گا جس کا نام نامی احمد اور محمد ہے (ﷺ) توریت میں "بِمُوْذمَاذ" آیا ہے۔ جس کا معنی بھی محمد ہے اس کے اعداد بھی اسم محمد ﷺ کی طرح ۹۲ ہیں اور عبرانی زبان میں دال کی جگہ ذال پڑھا بولا جاتا ہے۔ اسی طرح انجیل میں حضور علیہ السلام کا اسم پاک "منحمنا" ذکر کیا گیا ہے اور اس کا معنی سریانی زبان میں "محمد" ہی ہے...... اسی طرح انجیل ہی میں مختلف مقامات پر حضور اکرم ﷺ کے لیے استعمال ہونے والے دو الفاظ فارقلیط اور بارقلیط کا ترجمہ بھی سریانی زبان میں محمد ﷺ ہی ہے۔ اسی طرح سکھ مذہب کے بانی بابا گرونانک نے ایک خوبصورت رباعی لکھی ہے جس سے دنیا کی ہر شے میں اسم محمد ﷺ کے جلوے نظر آتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ۔

ہر عدد کو چوگن کرلو، دو کو اس میں دو بڑھائے
پورے جوڑ کر پنج گن کرلو، بیس سے اس میں بھاگ لگائے

باقی بچے کو نو گن کر لو، دو کو اس میں دو بڑھائے گرو نانک یوں کہے تو ہر شے میں محمد کو پائے

ترجمہ:۔ ہر عدد کے چار گنا کر کے اس میں دو بڑھا دو۔ جو جواب آئے اس کے پانچ گنا کر کے بیس سے تقسیم کر دو۔ باقی جو بچے اس کے نو گنا کر لو اور پھر اس میں دو بڑھا دو۔ گرو نانک کہتے ہیں کہ اس کا جواب ۹۲ ہو گا اور ۹۲، اسم محمد ﷺ کے اعداد ہیں۔

اور کیوں نہ ہو؟ حضور ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں مسلم اور مشکوۃ شریف کی حدیث ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چن لیا اور قریش کو کنانہ سے چن لیا اور بنو ہاشم کو قریش سے چن لیا اور مجھ کو بنو ہاشم سے چن لیا...... سبحان اللہ ۔ ہندو، سکھ اور عیسائی شعراء نے حضور نبی رحمت ﷺ کے حضور، گلہائے نعت پیش کیے ہیں۔ بابو روشن لعل نعیم، رشی پٹیالوی، کرشن موہن، منشی رام پرشاد، چرن جیولال فانی، رام پرتاپ اکمل، کالکا پرشاد، لالہ دھرم پال گپتا وفا، پنڈت آنند موہن، زرتشتی گلزار، منشی راج بہادر زخمی، بشن سنگھ بیکل، بلوان سنگ راجا بوداتی، شیر سنگھ شمیم فرخ آبادی، کنور مہندر سنگھ بیدی سحر، ڈاکٹر شیر پرتاب سنگھ کشل اور عیسائی جان رابرٹ جان کی نعتیں بہت مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ چوہدری دلورام کوثری کی کتاب "آب کوثر" پنڈت بالمکند عرش ملسیانی کی "آہنگ حجاز" اور چرن سرن ناز مانک پوری کی "رہبر اعظم" نے اہل محبت میں بہت مقبولیت حاصل کی۔ فانی مرادآبادی اور عبدالمجید کاوش سوہدروی نے "ہندو شعراء کا نعتیہ کلام" کے نام سے دو الگ الگ مجموعے شائع کیے ہیں، نور احمد میرٹھی نے نور سخن اور مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ نے "ہندو شعراء کا نذرانہ عقیدت" کے نام سے خوبصورت مجموعے شائع کیے ہیں۔ کنور مہندر سنگھ بیدی سحر کا خوبصورت شعر ہے کہ

عشق ہو جائے کسی سے، کوئی چارہ تو نہیں صرف مسلم کا محمد ﷺ پہ اجارہ تو نہیں

اور جس کو رحمت دو جہاں ﷺ سے سچی محبت ہو جائے پھر وہ چوہدری دلورام کوثری نہیں رہتے بلکہ چوہدری کوثر علی کوثری بن جایا کرتے ہیں ایمان ان کے سینے میں گھر کر جایا کرتا ہے اور وہ حضور ﷺ کے وفادار امتی اور سچے عاشق بن جاتے ہیں کیونکہ اہل عرب کا کہنا ہے کہ

لَوْ کُنْتَ صَادِقًا فِیْ حُبِّہٖ لَاَطَعْتَہٗ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ

یعنی اے محبت نبوی ﷺ کے دعویدار، اگر تو آپ ﷺ کی محبت میں سچا ہوتا تو ضرور آپ کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتا کیونکہ محبت کا خاصہ ہے کہ محب اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوا کرتا ہے آیئے مل کر دعا کریں کہ اے رب مصطفیٰ جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں حضور ﷺ کی پکی سچی محبت، غلامی اور اطاعت کی دولت عطا فرما۔ آمین

مواعظِ غوثیہ

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا تاریخی خطاب

پہلا خطبہ جو بمقام رباط بتاریخ ۳ شوال ۵۴۵ھ کو دیا گیا

اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض، مذہب کی موت ہے توحید کی موت ہے توکل کی موت اور اخلاص کی موت ہے۔ مومن کا دل کیوں اور کیسے کا سوال نہیں کیا کرتا، اس کا اصول تو حکم پر رضامند رہنا اور نفس کی مخالفت کرنا ہے جو شخص نفس کی اصلاح کرنا چاہتا ہے لازم ہے کہ اس سے جہاد کرے اسی کی وجہ سے وہ اس کے شر سے محفوظ رہ سکے گا کیونکہ وہ از سر تا پا شر ہے۔ جب تم اس سے جہاد کر کے کامیاب ہو گئے۔ تو سمجھ لو وہ پھر سر تا سر خیر ہے۔ وہ خدا کی اطاعت میں تمہاری موافقت کرے گا گناہوں کے ترک کرنے میں تمہارا ہمنوا ہو گا۔ اس وقت غیب سے اس کو آواز آئے گی اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف خوشی اور رضامندی سے لوٹ جا۔ اب اس کی آرزو پوری کی جائے گی اس کا شر زائل ہو جائے گا۔ مخلوقات میں سے کسی پر وہ منحصر نہ ہو گا بلکہ ہر چیز اس پر منحصر ہو گی اور اسی کے لیے ہو گی۔ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس کی نسبت صحیح ہو گی جنہوں نے نفس کی حکومت سے خروج کیا تھا اور خواہشات کی غلامی سے آزاد ہو گئے تھے۔ جب ہی تو ان کے قلوب کو سکون حاصل ہوا۔ ہر مخلوق ان کی اطاعت کے لیے آمادہ ہو گئی بلکہ ان کی مدد کی طالب ہو گئی۔ مگر وہ کہتے تھے کہ میں تمہاری مدد نہیں کرنا چاہتا تم بھی اپنے رب سے مدد لو۔ کہو کہ میرا رب میرے حال سے واقف ہے ہم کو کسی سے سوال کی کیا حاجت ہے؟ جب ان کا توکل صحیح ہو گیا تو کہا کہ اے آگ! ابراہیم پر سرد ہو کر اس کی سلامتی کا سبب بن جا۔ صابر کے لیے دنیا میں بھی اللہ کی مدد بے حساب ہے آخرت میں بھی اس کی نعمتیں بے حساب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ صابروں کو بے شمار اجر عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ پر مخفی نہیں ہوتا کہ اس کے لیے تکلیف اٹھانے والوں نے کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں۔ ایک ساعت بھی تم اس کی تکلیف پر صبر کرو گے تو سالوں اس کے لیے لطف و انعام سے فائدہ حاصل کرو گے۔ ایک گھڑی کا صبر بھی شجاعت ہے۔

باقی بچے کو نو گن کرلو، دو کو اس میں دو بڑھانے   گرو نانک یوں کہے تو ہر شے میں محمد کو پائے

ترجمہ:۔ ہر عدد کے چار گنا کر کے اس میں دو بڑھا دو۔ جو جواب آئے اس کے پانچ گنا کر کے بیس سے تقسیم کردو۔ باقی جو بچے اس کے نو گنا کرلو اور پھر اس میں دو بڑھا دو۔ گرو نانک کہتے ہیں کہ اس کا جواب ۹۲ ہوگا اور ۹۲، اسم محمد ﷺ کے اعداد ہیں۔

اور کیوں نہ ہو؟ حضور ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں مسلم اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چن لیا اور قریش کو کنانہ سے چن لیا اور بنو ہاشم کو قریش سے چن لیا اور مجھ کو بنو ہاشم سے چن لیا...... سبحان اللہ ۔ ہندو، سکھ اور عیسائی شعراء نے حضور نبی رحمت ﷺ کے حضور، گلہائے نعت پیش کیے ہیں۔ بابو روشن لعل نعیم، رشی پٹیالوی، کرشن موہن، منشی رام پرشاد، چرن جیولال فانی، رام پرتاپ اکمل، کالکا پرشاد، لالہ دھرم پال گپتا وفا، پنڈت آنند موہن، زرتشتی گلزار، منشی راج بہادر زخمی، بشن سنگھ بیکل، بلوان سنگ راجا بوداتی، شیر سنگھ شمیم فرخ آبادی، کنور مہندر سنگھ بیدی سحر، ڈاکٹر شیر پرتاب سنگھ کشل اور عیسائی جان رابرٹ جان کی نعتیں، بہت مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ چوہدری دلورام کوثری کی کتاب ''آب کوثر'' پنڈت بالمکند عرش ملسیانی کی ''آہنگ حجاز'' اور چرن سرن ناز مانک پوری کی ''رہبر اعظم'' نے اہل محبت میں بہت مقبولیت حاصل کی۔ فانی مرادآبادی اور عبدالمجید کاوش سوہدروی نے ''ہندو شعراء کا نعتیہ کلام'' کے نام سے دو الگ الگ مجموعے شائع کیے ہیں، نور احمد میرٹھی نے نور سخن اور مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ نے ''ہندو شعراء کا نذرانہ عقیدت'' کے نام سے خوبصورت مجموعے شائع کیے ہیں۔ کنور مہندر سنگھ بیدی سحر کا خوبصورت شعر ہے کہ۔

عشق ہو جائے کسی سے، کوئی چارہ تو نہیں   صرف مسلم کا محمد ﷺ پہ اجارہ تو نہیں

اور جس کو رحمت دو جہاں ﷺ سے سچی محبت ہو جائے پھر وہ چوہدری دلورام کوثری نہیں رہتے بلکہ چوہدری کوثر علی کوثری بن جایا کرتے ہیں ایمان ان کے سینے میں گھر کر جایا کرتا ہے اور وہ حضور ﷺ کے وفادار امتی اور سچے عاشق بن جاتے ہیں کیونکہ اہل عرب کا کہنا ہے کہ۔

لَوْ کُنْتَ صَادِقًا فِیْ حُبِّہٖ لَاَطَعْتَہٗ   اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٗ

یعنی اے محبت نبوی ﷺ کے دعویدار، اگر تو آپ ﷺ کی محبت میں سچا ہوتا تو ضرور آپ کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتا کیونکہ محبت کا خاصہ ہے کہ محب اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوا کرتا ہے آیئے مل کر دعا کریں کہ اے رب مصطفیٰ جل جلالہٗ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں حضور ﷺ کی پکی سچی محبت، غلامی اور اطاعت کی دولت عطا فرما۔ آمین

مواعظِ غوثیہ

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا تاریخی خطاب

پہلا خطبہ جو بمقام رباط بتاریخ ۳ شوال ۵۴۵ھ کو دیا گیا

اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض، مذہب کی موت ہے توحید کی موت ہے توکل کی موت اور اخلاص کی موت ہے۔ مومن کا دل کیوں اور کیسے کا سوال نہیں کیا کرتا، اس کا اصول تو حکم پر رضامند رہنا اور نفس کی مخالفت کرنا ہے جو شخص نفس کی اصلاح کرنا چاہتا ہے لازم ہے کہ اس سے جہاد کرے اسی کی وجہ سے وہ اس کے شر سے محفوظ رہ سکے گا کیونکہ وہ ازسرتا پا شر ہے۔ جب تم اس سے جہاد کر کے کامیاب ہو گئے۔ تو سمجھ لو وہ پھر سرتاسر خیر ہے۔ وہ خدا کی اطاعت میں تمہاری موافقت کرے گا گناہوں کے ترک کرنے میں تمہارا ہمنوا ہو گا۔ اس وقت غیب سے اس کو آواز آئے گی اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف خوشی اور رضامندی سے لوٹ جا۔ اب اس کی آرزو پوری کی جائے گی اس کا شر زائل ہو جائے گا۔ مخلوقات میں سے کسی پر وہ منحصر نہ ہوگا بلکہ ہر چیز اس پر منحصر ہوگی اور اسی کے لیے ہوگی۔ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس کی نسبت صحیح ہوگی جنہوں نے نفس کی حکومت سے خروج کیا تھا اور خواہشات کی غلامی سے آزاد ہو گئے تھے۔ جب ہی تو ان کے قلوب کو سکون حاصل ہوا۔ ہر مخلوق ان کی اطاعت کے لیے آمادہ ہوگئی بلکہ ان کی مدد کی طالب ہوگئی۔ مگر وہ کہتے تھے کہ میں تمہاری مدد نہیں کرنا چاہتا تم بھی اپنے رب سے مدد لو۔ کہو کہ میرا رب میرے حال سے واقف ہے ہم کو کسی سے سوال کی کیا حاجت ہے؟ جب ان کا توکل صحیح ہو گیا تو کہا کہ اے آگ! ابراہیم پر سرد ہو کر اس کی سلامتی کا سبب بن جا۔

صابر کے لیے دنیا میں بھی اللہ کی مدد بے حساب ہے آخرت میں بھی اس کی نعمتیں بے حساب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ صابروں کو بے شمار اجر عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ پر مخفی نہیں ہوتا کہ اس کے لیے تکلیف اٹھانے والوں نے کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں۔ ایک ساعت بھی تم اس کی تکلیف پر صبر کرو گے تو سالوں اس کے لیے لطف و انعام سے فائدہ حاصل کرو گے۔ ایک گھڑی کا صبر بھی شجاعت ہے۔

اللہ صابروں کے ساتھ ہوتا ہے یعنی اس کی مدد اور فتح ان کے ساتھ ہوتی ہے تم اس کے ساتھ ہو کر صبر کرو اس کے لیے ہوش میں آؤ اس سے غفلت مت کرو۔ موت کے بعد ہوش میں آنے کا انتظار مت کرو اس وقت ہوش میں آنا تمھیں کوئی نفع نہ دے گا موت کے آنے سے پہلے ہی ہوش میں آجاؤ۔ اس سے پہلے ہوش میں آؤ جب کہ تمھارے ارادے کے بغیر تمھیں ہوش میں لایا جائے گا۔ اس وقت تم پچھتاؤ گے جبکہ تمھارے لیے پچھتانا کوئی فائدہ مند نہ ہوگا۔ دلوں کی اصلاح کرلو جب وہ ٹھیک ہو جائیں گے تو پھر سب ٹھیک ہو جائے گا اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابن آدم کے اندر ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب درست ہوتا ہے تو سارا کارخانہ جسم درست رہتا ہے جب وہ بگڑتا ہے تو سارا بدن بگڑتا ہے یہ لوتھڑا وہی دل ہے۔ دل کی اصلاح تقویٰ سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور توحید پر ثابت قدم رہنے سے ہوتی ہے اور اعمال میں اخلاص سے دل بگڑتا کیسے ہے؟ ان صفات کے فقدان سے دل ایک پرندہ ہے جو اس جسد کے پنجرے میں قید ہے جیسے کوئی موتی صدف میں بند رہتا ہے یا جیسے دولت خزانہ میں بند رہتی ہے تو لحاظ پرندہ کے ہونا چاہیے نہ کہ قفس کا، لحاظ موتی کا ہونا چاہیے نہ کہ صدف کا، لحاظ دولت کا ہونا چاہیے نہ کہ خزانہ کے سنگ وخشت کا۔ اے اللہ! تو ہمارے اعضاء جوامع کو اپنی اطاعت میں مصروف کردے اور ہمارے دلوں کو معرفت سے بھردے جب تک بھی ہم زندہ رہیں تو ہمیں دن رات ان لوگوں کے پرتو سے فیضیاب کر جو نیکوں کی قسم سے گزرے ہیں اور ہمیں وہ چیزیں عنایت کر جو انھیں عنایت کی تھیں ہماری راہ پر اسی طرح رہیو جس طرح کہ ان کے ساتھ رہتا تھا۔

اے قوم! تو ہمہ تن اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جا جیسا کہ پہلے کے صالحین اس کے لیے ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بھی ہمہ تن تیرے لیے ہو جائے جس طرح کہ ان کے لیے ہو گیا تھا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تمھارے لیے ہو جائے تو اس کی اطاعت میں مشغول ہو جاؤ اور اس کی تکلیفوں کے ساتھ صبر میں، اس کے کئے پر رضامندی میں چاہے وہ تمھارے ساتھ کچھ سلوک کرے یا تمھارے غیر کے ساتھ تم اس پر راضی ہو۔ یہ صالح قوم وہ تھی جس نے دنیا سے بیزاری دکھلائی۔ اپنی قسمتیں انھوں نے تقویٰ و پاک بازی کے ہاتھوں بنائیں۔ پھر انھوں نے آخرت کو چاہا یعنی اس کو درست کرنے کے اعمال کئے اپنی خواہشوں کی مخالفت کی اور اپنے رب کی اطاعت کی، اپنی جانوں کو سنوارا پھر کہیں دوسروں کی جانوں کو سنوارنے کے لیے اٹھے۔

اے صاحبزادہ! پہلے تو اپنی جان کو سنوار، پھر دوسروں کو سنوارنے کے لیے آمادہ ہو۔ خبردار کہیں

ایسا نہ ہو کہ تیرے نفس کی خصلتیں دوسروں کو بھی اپنے اندر لپیٹ لیں وہ تیرے پاس ہی رہیں جب تک کہ تو ان کی اصلاح نہ کرلے۔ افسوس کہ تو سمجھتا ہے کہ دوسروں کو تو خلاصی دلا سکتا ہے اس حالت میں تو خود اندھا ہے۔ اندھا دوسروں کو کس طرح سیدھا راستہ بتلا سکتا ہے؟ راہ دکھانے والا تو آنکھ والا ہونا چاہیے۔ سمندر سے ڈوبتوں کو بچانا اس کا کام ہے جو بہترین شناور ہو دنیا سے پھیر کر لوگوں کا دل اللہ سے کون لگا سکتا ہے وہی جو اللہ کا عارف ہے جو جاہل ہے کیسے رہبر ہو سکتا ہے۔ اللہ کی طرف لو لگانے کے لیے تجھ کو زیادہ گفتگو کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ جب تو اسی سے محبت کرتا ہے تو چاہیے عمل بھی اسی کے لیے کرے نہ کہ اس کے غیر کے لیے۔ اسی سے ڈرے نہ کہ اس کے غیر سے۔ یہ بات دل کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ زبان کی بلاغت سے یہ بات تنہائی میں حاصل ہو سکتی ہے نہ کہ جلوہ گاہ عام میں۔ یاد رکھو جب توحید دل کے دروازہ پر ہی ہو اور شرک اندر داخل ہو گیا ہو تو سراسر یہ نفاق ہے۔ افسوس ہے تجھ پر کہ تیری زبان پر تو تقویٰ ہو اور دل میں فجور ہی فجور ہے زبان تو شکرگذاری کی رٹ لگا رہی ہو مگر دل میں کفران نعمت کا چور بیٹھا ہوا ہو۔

ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے اولاد آدم! میرا خیر تو میری طرف نزول کرتا ہے مگر تیرا شر میری طرف صعود کرتا ہے۔

افسوس کہ تو دعویٰ تو کرتا ہے اس کی بندگی کا، پھر دوسروں کی عبادت کے لیے جھک جاتا ہے اگر تو حقیقت میں اسی کا بندہ ہے تو پھر تیری دوستی و دشمنی کے ہر عمل کی بنیاد اس کی اطاعت پر ہونی چاہیے۔ صاحب ایقان مرد مومن تو اپنے نفس کی لعینی شیطان خبیث کی کبھی اطاعت نہیں کرتا بلکہ وہ اس شیطان ہی کو مطیع کر لیتا ہے وہ دنیا کے ہاتھوں ذلیل نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے آگے دنیا کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیتا ہے۔ وہ دنیا کے ذریعہ، آخرت کا طالب ہوتا ہے۔ وہ جب مل جاتی ہے تو پھر دنیا کو چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے آقا اپنے مولا یعنی خدائے لایزال سے ملنے کا مشتاق و آرزومند ہوتا ہے۔ بسا اوقات مخلصانہ طور پر اس کی عبادت گزاری میں محو رہتا ہے وہ اپنے آقا کا یہ قول پیش نظر رکھتا ہے۔ وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لیعبدو اللّٰہ مخلصین لہٗ الدین حنفاء ۔ وہ صرف یہی حکم دے گئے ہیں کہ دینی اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت میں کامل توجہ و یکسوئی کے ساتھ متوجہ رہیں۔ مخلوق کو خدا کا شریک بنانا چھوڑ دے صرف اسی معبود و یکتا کے آگے جھک جا جو تمام اشیاء کا خالق مطلق ہے اسی کے قبضہ قدرت میں تمام اشیاء ہیں پھر دوسروں سے اشیاء طلب کرنے والے کیا تو سمجھتا ہے کہ کوئی ایسی چیز بھی ہے جو اس مالک حقیقی کے خزانوں میں نہ ہو خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ۔

ترجمہ:۔ ایسی کوئی عزیز شے نہیں ہے جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اے لڑکے میزاب تقدیر کے سایہ میں آرام کو صبر کو اپنا تکیہ بنالے موافقت تقدیر کو اپنے گلے کا ہیکل بنالے۔ کشائش رحمت کے انتظار میں عبادت کئے جا جب ایسا ہو جائیگا تب مقدر کے آسمان سے تیری امید کی کھیتی پر فضل و رحمت کی وسیع بارش ہونے لگے گی۔

اے قوم! تقدیر کی موافقت کر، عبدالقادر کے ساتھ تقدیر کی موافقت میں موافقت کر یہی موافقت عبدالقادر کو قادر سے ملائے گی۔ اے لوگو! آؤ اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے سرنیاز خم کردیں اپنے ظاہر و باطن کے سروں کو اس کی مشیت کے آگے جھکا دیں۔ تقدیر کیا ہے اس بادشاہ کا قاصد ہے ہمیں لازم ہے کہ قاصد کا اکرام و اجلال کریں جب ہم ایسا کریں گے تو قاصد ہی ہمیں مقصود کی طرف پہنچائے گا مقدر ہی ہمیں قادر کے آگے سرخرو کرے گا۔ فھنا لک الولایۃ للہ الحق اور یہاں تو بس خدا ہی کی حکومت ہے اس کے دریائے علم سے پینے کے لیے تیرے واسطے مشروب تیار ہوگا اس کے فضل کے خوان نعمت سے کھانے کے لیے تیرے آگے نعمتیں پیش کی جائیں گی۔ اس کی الفت تجھے اپنی چادر میں لے لے گی۔ اس کی رحمت تجھ کو اپنی آغوش میں لپیٹ لے گی۔ مگر یہ سعادت کبریٰ لاکھوں کروڑوں میں سے ایک کے حصہ میں آتی ہے۔

اے بندے! تجھ پر لازم ہے تو تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنا شیوہ بنالے وہ تقویٰ جو قانون قدرت کے حدود کے اندر ہو ضروری ہے کہ ہواؤ ہوس کی تاجداری نہ کرے شیطان کی پیروی سے منہ موڑ لے اور بری صحبت سے دور بھاگے۔ مومن تو وہ ہے جو ان سب سے جہاد میں مصروف ہے اور اتنا مصروف ہے کہ خود اس کے سر سے نہیں اترتا تلوار اس کے نیام میں نہیں جاتی گھوڑے پر سے وہ نہیں اترتا۔
اس کی نیند ایسے لوگوں کی نیند کی طرح ہے جو کبھی کبھی اونگھ لیتے ہیں ان کی غذا فاقہ کشی ہے ان کی گفتگو خاموشی ہے، خاموشی کی وجہ سے وہ گونگے مشہور ہیں ہاں وہ گفتگو کرتے ہیں مگر کب، جب کہ قدرت انھیں اکسا کر گفتگو کراتی ہے ان کی گفتگو کی مثال ایسی ہے جیسے قیامت کے دن انسان کے ہاتھ پاؤں اور آنکھ وغیرہ گفتگو کریں گے یعنی ان سے گفتگو کرائی جاتی ہے تب کرتے ہیں۔ ان کی گفتگو اس زبان حال کی گفتگو کی طرح ہے جو درخت، پہاڑ اور کنکر بھی گفتگو کرتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان سے ایک کام لینا چاہتا ہے اور وہ کام ہے بندوں کو ان کے اعمال کی برائی و بھلائی کے نتیجہ سے باخبر کرنا نہ صرف اس خبر کا ان کے کانوں تک پہنچا دینا تاکہ پوری طرح وہ متوجہ ہوں بلکہ ان کے آگے دلیل اور حجت بھی پیش کرنا پس یہی وہ گفتگو ہے جس کی بنیاد انبیاء و مرسلین نے ڈالی پھر انھیں کے بتائے ہوئے

راستہ پر علماء و مصلحین کی جماعت اٹھی جو خود بھی عمل کرتے تھے پھر خلق کی اصلاح کا بیڑہ بھی اٹھاتے تھے اسی لیے یہ مصلحین انھیں کے نائب کہلائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ اس کے یہی معنی ہیں۔ اے لوگو! اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکریہ ادا کرو یقین کرلو کہ نعمتیں اسی کی طرف سے آتی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **وما بکم من فھد فمن اللہ** ۔یعنی تم پر ہر ایک نعمت اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے۔

اے بے چین انسانو! تم وہ ہو جو اس کی نعمتیں لے کر انجان ہو جاتے ہو شکر گزاری نہیں کرتے بلکہ ان نعمتوں کو اس کے غیروں سے منسوب کردیتے ہو، کبھی تو ایسا کرتے ہو کہ ان نعمتوں کو کم سمجھنے لگتے ہو۔ اور اپنے حق سے زیادہ کے طلب گار ہوتے ہو اور کبھی ایسا کرتے ہو کہ ان نعمتوں سے معاصی کے ارتکاب میں مدد لیتے ہو۔

عزیزان من! ضرورت ہے کہ تم دنیا کی ہنگامہ آرائی سے الگ ہو کر اپنے کردار کا محاسبہ کرو جس سے توقع ہے کہ تم کو گناہوں سے کنارہ کشی کی ترغیب ہوگی۔ کبھی متفکرانہ انداز میں اپنے احوال کا تجزیہ کرو جس سے تمھارے خالق کی رحیمانہ نظروں کا تم پر انکشاف ہوگا کہ اس کے اتنے محتاج ہو کہ اس کی قوت کا ہر وقت تمھارے نزدیک رہنا ضروری ہے۔ چاہے تم جماعت کے ساتھ ہو یا تنہا ہو، تم کو معلوم ہوگا کہ اس نفس امارہ کی خواہشوں سے خوفناک جنگ کی ضرورت ہے عام لوگ لغزشوں کی وجہ سے تباہ ہو جاتے ہیں مگر زہاد خواہشوں کی ادنیٰ پیروی سے بھی تباہ ہوتے ہیں۔ ابدال فکر کی وجہ سے اور تنہائی میں دل کے وسوسوں کی وجہ سے برباد ہو جاتے ہیں۔ بعض صدیقین کی خرابی ان وسوسوں میں ہو جاتی ہے جب وہ دل کی حفاظت میں مشغول ہوتے ہیں کیونکہ یہ تو وہ ہیں جن کی آرام گاہیں شہنشاہ کے دروازہ پر ہیں خاص مقام دعوت پر ان کا قیام ہے یہ لوگ معرفت رب کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں وہ دلوں کو مخاطب کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے قلوب، اے ارواح، اے انس و جن، اے شہنشاہ کے دربار کا ارادہ کرنے والو! شہنشاہ کے دربار کی طرف آؤ۔ تیزی کے ساتھ آؤ۔ دلوں کی ریس کے ساتھ آؤ۔ تقویٰ کے قدموں کے ساتھ آؤ، توحید و معرفت کے ساتھ آؤ، بلند پارسائی کا تحفہ لے کر آؤ۔ دنیا سے بیزاری کا تحفہ لے کر آؤ بلکہ آخرت کا بھی خیال چھوڑ دو۔ جو بھی اس کے سوا ہے ان سب کو چھوڑ دو یہ ہیں وہ مردانہ صفات، جن کی طرف یہ عالی نفس گروہ قوم کو دعوت دیتا ہے۔ ان کا مقصد قوم کی اصلاح ہے پورے گروہ کی اصلاح ہے آسمان سے لے کر زمین تک نہیں بلکہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب ان کے پیش نظر ہے۔

اے بندے! نفس اور اس کی خواہشوں سے پیچھا چھڑا لے۔ اس اعلیٰ درجہ کی قوم کے قدموں کے نیچے زمین بن جا۔ ان کے ہاتھوں میں مٹی کی طرح ہو جا۔ خدائے تعالیٰ مردہ سے زندہ کو نکال سکتا ہے اور زندہ سے مردہ کو۔ اصل میں زندگی مومن کی زندگی ہے کافر کی زندگی موت ہے ایک حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سب سے پہلے میری مخلوق میں جو میرا ابلیس ہے یعنی سب سے پہلا کافر عصیان کی وجہ سے ایمان کی زندگی سے محروم ہو گیا۔

لوگو! یہ آخری زمانہ ہے اس میں نفاق کے دروازے کھل گئے ہیں۔ جھوٹ اور بے ایمانی کو پر لگ گئے ہیں۔ یاد رکھو، منافقوں، جھوٹوں اور مکاروں کی صحبت سے دور بھاگو، اسی طرح تم اپنے نفس منافق، کاذب وفاجر سے دور بھاگو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی خواہشوں کی مخالفت کرو۔ وہ جو کہتا ہے مت سنو، اسے قید میں رکھو اس کو شتر بے مہار مت کرو، ہوشیار کے ساتھ اس کے پاؤں باندھ کر رکھو، ہاں اس کو اتنا ہی ضروری حق دو جتنے کا وہ مستحق ہے۔ تم اس کی طویل وعریض فرمائشوں کو مجاہدات کی وجہ سے بالکل رد کر دو، تم اس پر سوار ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو موقعہ پاتے ہی وہ تم پر سوار ہو جائے طبیعت کیا ہے ایک چھوٹا سا بچہ۔ اس کی دوستی بھی ٹھیک نہیں ہے اس کو بھی اسی طرح عقل نہیں، جس طرح بچہ کو نہیں۔ تم اپنی طبیعت سے کچھ سیکھنا چاہتے ہو گویا بچہ کے آگے زانوئے ادب تہہ کرنا چاہتے ہو۔ شیطان کون ہے وہ تمھارا پکا دشمن ہے وہ تو تمھارے باوا آدم کا بھی دشمن رہا ہے کیا وہ تمھیں تسکین دلا سکتا ہے کہ تم اس کے مقبول بارگاہ ہو کر بامراد ہو سکتے ہو تمھاری اور اس کی دشمنی پکی اور قدیم ہے تم اس کی چھاؤں میں بھی مت آؤ۔ وہ تمھیں امن نہیں دلا سکتا وہ تمھارے باوا آدم کو بھی دھوکہ دے چکا ہے۔ تمھاری ماں حوا کو بھی۔ اس کی دوستی پر اعتبار مت کرو۔ جب کبھی موقع ملے گا وہ تمھارا خون ہی کر کے چھوڑے گا جیسا کہ تمھارے ان بزرگوں کے ارمانوں کا خون کر چکا ہے تقویٰ کے ہتھیار سے تم اس کی مدافعت کرو۔ اللہ کی توحید کو اپنا نصب العین بنا لو اس کے لیے مراقبہ وتفکر، تنہائی میں عبادت گزاری، اخلاق میں صداقت وخلوص کو اپنا شیوہ بنا لو۔ جو کچھ مانگنا ہے اپنے رب سے مانگو۔ ان اوصاف حمیدہ کو اپنی فوج سمجھو اور تقویٰ کو اپنا ہتھیار بس یہی فوج اور یہی وہ لشکر ہے جو تمھیں شیطان کے مقابلہ میں کامیاب کرے گا اور اس کی فوج کو پسپا کر دے گا۔ کیونکہ خدا کی فتح ونصرت تمھارے ہی لیے ہوگی اور وہ تمھاری ہی مدد کرے گا۔

اے غلام! تو دنیا وآخرت دونوں کو ایک ہی پلڑے میں رکھ اور ان کو ایک ہی کسوٹی پر پرکھ۔ بس تو اپنا دل صرف اس مولا سے لگا لے وہ دل جو دنیا وآخرت دونوں کی خواہشوں سے عاری اور بے نیاز

ہو اپنے مولا کے سوا کسی چیز کی آرزو کو اپنے دل میں جگہ مت دو۔ خالق سے الگ ہو کر مخلوق کے ہاتھ میں قید مت ہو۔ ان ظاہری اسباب سے قطع نظر کر لے۔ اِن اَربَابِ مِنْ دُونِ اللّٰہ سے بے نیاز ہو جا جب تجھ سے ہو سکے تو دنیا کی خواہش کو اپنے نفس کی حد تک رکھ اور عقبیٰ کے ارمان کو اپنے دل کی حد تک۔ مگر اپنے مولا کی خواہش کو دل کی گہرائیوں میں جگہ دے جو سراپا راز ہی راز ہیں۔

اے بندے! سوائے اس مالک حقیقی کے کسی شے کی آرزو کرنے کی ضرورت نہیں وہ مل گیا تو پھر وہ خزانہ مل گیا جس کو ابدالاباد تک زوال نہیں۔ تیرے آقا کے پاس سے تجھے جو ہدایت نصیب ہوگی وہ ایسی ہدایت ہے جس کے بعد زوال نہیں گناہوں سے توبہ کر کے بس اپنے مالک کی طرف لو لگائے۔ مگر توبہ کیسی ہونی چاہی، ایسی کہ ظاہری بھی توبہ ہو اور باطنی بھی۔ توبہ وہ باطن میں اتر جانے والی اکسیر ہے جو گناہوں کی بھڑک دار پوشاک کو اتروا دے گی۔ دنیا والوں سے نہیں بلکہ خدا سے حیا کرنا سکھائے گی جو حقیقی حیا ہے۔ انسانوں سے جو حیا کی جاتی ہے۔ وہ مجازی حیا ہوتی ہے۔ یہ ہیں اعمال قلوب جو اعضاو جوارح کی ظاہری اور شرعی طہارت کے ساتھ ساتھ مقبول بارگاہ ہوتے ہیں۔ دل جب اسباب وتعلق دینوی کے خاردار جنگل سے نکل گیا تو وہ معرفت وتوکل کے دریا کا شناور ہو گیا۔ علم وایقان کا مرد میدان بن گیا۔ جب وہ اس دریا کے بیچ میں ہوتا ہے یا اس میدان میں وہ کنارے سے دور ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے۔ اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْن۔ جس نے مجھے پیدا کیا وہی مجھے سیدھی راہ بھی دکھلائے گا۔ اس لیے چاہے وہ ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک، ایک مقام سے دوسرے مقام تک، کچھ دنوں بھٹکتا پھرے گا مگر آخر کار بہت جلد سیدھی راہ پر آ ہی جاتا ہے۔ غیر مرئی ربانی قوت اس کی دستگیری کے لیے آمادہ ہو ہی جاتی ہے۔ طالب کا دل بے گنتی میلوں کی مسافت طے کرتا جاتا ہے اور ہر چیز کی کھوج کے ذریعہ وہ اس کو پانے کے لیے بے چین ہی رہتا ہے۔ اس کی سچی طلب اس کی دلاورانہ، حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے کہ خوف کے وقت ہلاک ہونے سے بچا لیا جاتا ہے۔ اس کے ایمان کی کشتی اس سمندر میں ڈوبنے سے بچالی جاتی ہے۔ وحشت وخوف کے بادل اس کی آنکھوں سے دور کر دیئے جاتے ہیں اور اس کی جگہ انس وقرب الٰہی کی فرحت انگیز صبح پیدا ہونے لگتی ہے۔ اے غلام! جب تجھے اس گمراہی یا مصیبت کی بیماری گھیر لے تو صبر کی دوا سے اس کا علاج کر، شکر کے ہاتھوں سے اس دوا کے قدح کو پی لے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تو جلد صحت یابی کی نعمت سے بہرور ہو جائے گا۔ اور فلاح ومراد کی بلند چوٹیوں پر پہنچ جائے گا۔

آگ کا لرزہ خیز تصور مومن کے دل میں خوف الٰہی پیدا کرتا ہے۔ یہی مشیت الٰہی اس معبود کے الطاف ورحمت کے دروازے کو اس کے لیے کھول دیتی ہے۔ جب وہ اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو پھر

اس کے دل میں اطمینان ومسرت اپنا جلوہ دکھاتی ہے کہ پھر اس معبود کے جلال وکبریائی کا نظارہ کرتے ہیں تو ان کے دلوں اور ان کی روحوں میں خوف وخشیت کا ایک زبردست جذبہ پیدا ہوتا ہے جو پہلے سے زیادہ ہوتا ہے پھر ان کے لیے جمال کا دروازہ کھلتا ہے۔ اب اطمینان اور سکون کامل نصیب ہوتا ہے یہ وہ عارج ہیں جو لاہوتیت کے ارتقائی منازل سے طے کرنا پڑتے ہیں۔

اے غلام! محض کھانا، کپڑا اور مکان تیرا مقصد زندگی نہ ہونا چاہیے تیرے دل اور تیری روح کے مطالبے بھی ہیں اور وہی زبردست مطالبے مادی تقاضوں کے ہجوم میں دبے ہوئے ہیں۔ سب سے بڑا تقاضہ رضائے الٰہی یا طلب مولا ہے۔ یہ اہم ترین تقاضہ ہے تیری زندگی کا، یہی تیری زندگی کا حقیقی نصب العین ہونا چاہیے۔ دنیا کا بدل کیا آخرت ہے مخلوق کا بدل خالق ہے۔ اگر اس عارضی اور ناپائیدار دنیا کی کوئی چیز تجھ سے چھوٹ گئی ہے تو اس کا بدلہ اس سے زیادہ قیمتی اور قابل قدر چیز یعنی روحانی نفع سے ہوسکتا ہے جو بھی زندگی کے بچے کھچے دن رہ گئے ہیں، جا انھیں آخرت کی تعمیر کے لیے کام میں لا، ملک الموت کہیں نہ کہیں پھندہ لگائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اولیاء اللہ کے پاس دنیا کی حیثیت کیا ہے ایک باورچی کی۔ جو آخرت کے لیے توشہ تیار کردیتا ہے۔ ہاں آخرت میں ان کے لیے زندگی کے اصلی مقصد کی تعمیر ہوتی ہے۔ یہ اصلی مقصد کیا ہے۔ ان کے معبود حقیقی کی ان سے ملاقات۔ اس لیے وہ حقیقت میں دنیا کے طالب ہیں نہ آخرت پر للچائی ہوئی نظریں ڈالتے ہیں۔ نعمت ومسرت کی حالت میں تو تم خدا کی محبت کرو اور بلا ومصیبت میں اس سے تمھارا دل گریز کرنے لگے تو تمھارے دعوے کی صداقت کا پردہ چاک ہوجاتا ہے۔ مصیبتوں اور بلاؤں میں ہمت واستقلال مردانہ کے ساتھ ثابت قدمی دکھلاؤ تو یہ محبت الٰہی ہے۔ اب ہو تم اس کے محبوب، اور اسی کے امتحان کی تم کو ضرورت بھی تھی۔ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو دوست رکھتا ہوں آپ نے فرمایا تو پھر تم فقر واخلاص کے لیے چادر تیار رکھو۔

ایک اور شخص آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں اللہ کو دوست رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ مصیبتوں کے لیے ایک چادر تیار رکھو۔ اللہ اور رسول ﷺ کی محبت فقر اور بلا سے جڑی ہوئی ہے۔ کسی نیک بخت آدمی نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔ وَكُلُّ البلاء بالولاء۔ بلا کا ولا سے گہرا تعلق ہے۔ اگر تم کو خدا کا دوست بننا ہے تو بلاؤں سے نمٹ لو۔ جھوٹے کو خدا کی دوستی کا دم بھرنے کی جرأت نہیں ہوسکتی اگر وہ صبر میں ثابت قدمی نہ دکھلائے اسی لیے ثبات واستقلال کو محبت الٰہی کی کسوٹی بنایا گیا ہے۔

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

فصیح اللسان

فارق حق وباطل، امام الھدیٰ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

مرتبہ: محبوب الرسول قادری

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مرید رسول ہونے کے ساتھ ساتھ مراد مصطفےٰ بھی ہیں۔ کہ جناب مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دعا فرماتے ہیں کہ الٰہی! عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام (ابوجہل) میں سے جو تجھے پسند ہو اس کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔ حاکم نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ الٰہی! خاص عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو غلبہ وقوت عطا فرما۔ وہ آئے اسلام قبول کیا پہلے ہی روز مسلمانوں کی جماعت کو بیت اللہ میں لے گئے حرم شریف میں اعلانیہ نماز پڑھی گئی خانہ کعبہ میں اذان ہوئی۔ اور فاروق اعظم کے لقب سے ملقب ہوئے پھر ایسا مرتبہ پایا کہ ترمذی شریف میں فرمان رسول ﷺ موجود ہے ""اگر میرے بعد نبی ﷺ ممکن ہوتا تو وہ عمر ہوتا رضی اللہ عنہ""

تاثیر کی قوت اور فصاحت وبلاغت کا وافر حصہ عطا کر رکھا تھا آج کی اس نشست میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات جو درحقیقت علم ومعرفت کا گنجینہ وخزینہ ہیں پیش خدمت کیے جاتے ہیں تاکہ ہم اپنے شب وروز ارشادات فاروقی کی روشنی میں گذار کر اپنی عاقبت سنوار سکیں۔

☆ جب حلال وحرام جمع ہوں تو حرام غالب ہوتا ہے چاہے وہ تھوڑا سا ہی ہو۔ .... ☆ ظالموں کو معاف کرنا مظلوموں پر ظلم ہے۔ .... ☆ خشوع وخضوع کا تعلق دل سے ہے ظاہری حرکات سے نہیں۔ ....

☆ میں کسی چیز کو نہیں دیکھتا مگر اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوں۔ .... ☆ طالب دنیا کو علم پڑھانا، راہزن کے ہاتھ تلوار فروخت کرنے کے مترادف ہے۔ .... ☆ عربی زبان سیکھو کیونکہ اس سے عقل راسخ ہوتی ہے اور مروت بڑھتی ہے۔ .... ☆ تم نے مخلوق کو کب سے غلام بنالیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا تھا۔ .... ☆ جو زیادہ ہنستا ہے اس کی ہیبت کم ہوجاتی ہے اور جس کی لغزشیں زیادہ ہوتی ہے اس کا تقویٰ کم ہوجاتا ہے۔ .... ☆ تین چیزوں سے اللہ تعالیٰ خود ضامن ہے جن کے بارے میں کبھی وعدہ خلافی نہیں ہوسکتی۔ اولاً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ ثانیاً اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کی مکاری چلنے نہیں دیتا۔ ثالثاً۔ اللہ تعالیٰ مفسدوں کی حرکتوں کو صلاح

والا نہیں بناتا۔ .... ☆ جوانی میں ہر اس بات سے بچو جس سے تم بدنام اور برے القاب والے ہو جاؤ
۔ کیونکہ اگر بعد میں تم بڑے آدمی بن گئے تو بہت زیادہ پچھتاؤ گے۔ .... ☆ تین چیزیں ہلاک کر
ڈالتی ہیں بخیل جس کی اطاعت کی جائے خواہش جس کی اتباع کی جائے اور انسان کی خودنمائی قبل اس کے
کہ بزرگ ہو۔ علم حاصل کرو۔ .... ☆ علم حاصل کرو اور لوگوں کو سکھاؤ، وقار و تحمل سیکھو، ان لوگوں کے
لئے تواضع کرو جن سے تم نے علم سیکھا اور ان لوگوں کے لئے بھی جن کو تم نے علم سکھایا۔ جابر عالم نہ بنو،
کیونکہ علم تکبر اور خودسری کے ساتھ باقی نہیں رہتا۔ .... ☆ اے اللہ میرے لئے دنیا کی بہتات نہ کرنا
کہ میں نافرمان نہ ہو جاؤں۔ اور کمی بھی نہ کرنا کہ تجھے بھول جاؤں کیونکہ جو کم ہو اور کافی ہو وہ اس سے
زیادہ بہتر ہے جو غافل کر دے۔ .... ☆ کسی کے نماز روزے پر نہ جاؤ۔ بلکہ دیکھو کہ بات کرتا ہے تو
سچ کہتا ہے امانت میں خیانت تو نہیں کرتا اور جب گناہ کے پاس جاتا ہے تو رک جاتا ہے۔

☆ کسی شخص کے اخلاق پر بھروسہ نہ کرو جب تک کہ غصے کے وقت اسے آزمانہ لو۔ .... ☆ ایک شخص
حضرت امیر المومنین کی تعریف کرنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ "کیا تو مجھے اور اپنے آپ کو ہلاک کرنا چاہتا
ہے"۔ .... ☆ جو شخص ایسے عادات واخلاق کا اظہار کرتا ہے جو اس میں نہیں وہ منافق ہے۔ ....
☆ جس شخص نے قلبی خشوع سے زیادہ اخلاص کا اظہار کیا اس نے نفاق پر نفاق کیا۔ .... ☆ جو شخص
اپنا راز چھپاتا ہے وہ اپنا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ .... ☆ جس سے تم کو نفرت ہے اس سے
ڈرتے رہو۔ .... ☆ جب کوئی شخص مجھ سے سوال کرتا ہے مجھے اس کی عقل کا اندازہ ہو جاتا ہے۔
☆ خدا اس شخص کا بھلا کرے جو مجھ پر میرے عیب میرے پاس تحفے میں بھیجتا ہے۔ یعنی مجھ پر عیب ظاہر
کرتا ہے۔ .... ☆ عمامہ اہل عرب کا تاج ہے۔

مولا کریم سے دعا ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کو عالم اسلام کے مجاہد کبیر، خلیفہ مصطفےٰ، حضرت امیر
المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ پر عمل پیرا ہو کر اتباع واطاعت رسول کی توفیق عطا
فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سیرت وسوانح

مرشد کاملاں داتا علی ہجویری قدس سرہ

تحریر: محمد محبوب الرسول قادری

حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی علی بن عثمان بن علی ہے غزنی کے مشہور محلہ
ہجویر میں ایک خدا رسیدہ بزرگ کے ہاں ولادت ہوئی۔ سن ولادت مختلف بیان کیے جاتے ہیں لیکن
درست یہ ہے کہ آپ کی ولادت ۴۰۰ھ میں ہوئی۔ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کے بعد نویں پشت میں
شجرہ نسب المومنین سیدنا حیدر کرار علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے جاملتا ہے والد گرامی سیدنا امام حسن
مجتبیٰ اور والدہ محترمہ سیدنا امام حسین شہید کربلا کی اولاد سے تھیں۔ سرزمین غزنی کے دو عظیم سپوت پورے
عالم اسلام کی توجہ کا مرکز بنے ایک داتا علی ہجویری اور سلطان محمود غزنوی .... آج برِاعظم ایشیاء میں
کروڑوں مسلمانوں کے موجود ہونے میں ان دونوں عظیم ہستیوں کا بھی خاصا حصہ ہے۔ داتا گنج بخش علی
ہجویری نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ بعد ازاں حصول علم کے لئے دنیا بھر کی سیاحت فرمائی۔ آپ
نے فارس، مدائن، خراسان، بخارا، طبرستان، آذربائیجان، کوہستان، بغداد، شام، عراق، خوزستان، اور
ماوراء النہر وغیرہ کے علاقوں میں نامور علماء و فضلاء سے اکتساب علم کیا۔ مزاجاً نیک سیرت اور مستجاب
الدعوات تھے ان کے چہرے پر انوار الٰہی کا ڈیرہ رہتا تھا وہ حسنی جلال کے حامل بھی تھے اور حسینی جمال کے
مرقع بھی۔ آپ کی سخاوت اور خوش خلقی بہت مشہور تھی۔ آپ نے اپنے زمانہ طالب علمی میں خدا کے
مقرب اور محبوب بندوں کی زیارت کرنا بھی اپنا معمول بنا رکھا تھا۔ خراسان میں حضرت ادیب کندی رحمہ
اللہ تعالیٰ اور بخارا میں حضرت شیخ احمد ثمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کی شام میں، عشاق مصطفےٰ ﷺ کے امام
حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ، کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے تو عالم رویا میں پیکر جمال حضور محبوب رب
العالمین ﷺ کی زیارت ہوئی اور سرکار ﷺ کے ہمراہ ایک عمر رسیدہ ضعیف شخص بھی تھے۔ حضور علیہ السلام کے
قدموں میں گر پڑے اور قدم بوسی کی سعادت بھی حاصل کی اس کے بعد آقا علیہ السلام سے پوچھا یہ آپ کے
ہمراہ عمر رسیدہ شخصیت کون ہیں؟ اس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "......... یہ تیرا اور

تیرے دیار والوں کا امام ابوحنیفہ ہے.............."

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پاک پر حاضری سے اتنی عظیم سعادت ملی کہ زیارت رسول رحمت ﷺ سے سرفراز ہوئے اس کے بعد آپ کے دل میں حضرت سراج الامت، امام الآئمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی محبت پہلے سے کہیں زیادہ پیدا ہوگئی۔ حضرت ابوالعباس احمد بن محمد الاشقانیؒ اور ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ الگرگانی جیسے کامل واکمل اولیاء آپ کے اساتذہ میں شامل تھے آپ نے ابوالفضل محمد بن حسن الختلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست حق پرست پر بیعت کی وہ مستند عالم دین، تفسیر اور حدیث کے بڑے عالم تھے تصوف میں حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک پر تھے۔ پہلی ہی ملاقات میں انہوں نے آپ کو فرمایا کہ ہم بہت دنوں سے آپ کے منتظر تھے۔ طریقت میں آپ کے شیخ و پیشوا شیخ ابوالفضل محمد بن حسن ختلی، شیخ حصری، شیخ ابوبکر شبلی، حضرت جنید بغدادی، حضرت سری سقطی، شیخ معروف کرخی، شیخ داود طائی، شیخ حبیب عجمی، اور خواجہ حسن بصری کی وساطت سے اسی ترتیب کے ساتھ امیر المومنین، شہنشاہ ولایت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

آپ انتہا درجہ کے متقی اور پرہیز گار تھے اکثر فرماتے تھے کہ.............. دنیا ایک روزہ ہے اور ہم روزہ سے ہیں.............. اللہ اکبر.............. اور آپ کو تقوی وطہارت اور توکل کا یہ عظیم مرتبہ اپنے مرشد کریم ہی کی بارگاہ سے حاصل ہوا تھا جنہوں نے آپ کو وصیت فرمائی تھی کہ.......... بیٹا علی! میں تجھے اعتقادی مسئلہ بتاتا ہوں جس پر کاربند ہو کر تم ہر رنج وتکلیف سے محفوظ رہ سکتے ہو یاد رکھو ہر حال اور ہر مقام پر نیک و بد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس کے کسی کام سے از راہ مخاصمت کبیدہ ورنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیے.............. کشف المحجوب اور کشف الاسرار آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔ کشف المحجوب کا شمار تصوف کی بنیادی اور ابتدائی پانچ کتب میں ہوتا ہے۔ کشف المحجوب کے اس وقت تک 25 اردو اور تین مختلف عربی ترجمے بھی چھپ چکے ہیں پھر لطف یہ ہے ان میں سے ہر ترجمہ کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے ہیں اور کتاب کی مقبولیت ہے کہ اس میں آئے روز اضافہ ہی اضافہ ہو رہا ہے کشف المحجوب شریف اپنی جگہ پر مرشد کامل کا درجہ رکھتی ہے حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں تک فرما دیا کہ.......... اگر کسی کو پیر کامل نہ ملے تو وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے، اسے پیر کامل مل جائے گا..........
نفحات الانس میں مولانا عبدالرحمان جامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "کشف المحجوب مرشد کامل ہے اور

تصوف کی کتابوں میں اس خوبی کی کتاب تصنیف ہی نہیں ہوئی" ہندوستان کے مشہور دیو بندی عالم مولانا عبدالماجد دریا آبادی "تصوف اسلام" میں رقمطراز ہیں کہ "کشف المحجوب کی حیثیت محض ایک مجموعہ روایات اور حکایات کی نہیں بلکہ یہ ایک مستند محققانہ تصنیف ہے" جماعت اسلامی کے سابق امیر میاں طفیل محمد نے کشف المحجوب کا خود اردو ترجمہ کیا ہے اور اس کے دیباچہ میں بانی جماعت اسلامی پاکستان کے حوالے سے لکھا ہے کہ "مولانا مودودی صاحب ہی سے سن رکھا تھا کہ اہل طریقت میں حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ ایک صحیح الخیال اور بہت بلند پایا بزرگ تھے جنہیں اس کوچہ کے بھی لوگ مقتداء مانتے ہیں اور ان کی تصنیف، کشف المحجوب اس فن میں سند کا درجہ رکھتی ہے" حضرت داتا گنج بخشؒ نے ایک شادی کی اس کے متعلق ملک کے نامور ادیب حضرت شمس بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کشف المحجوب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ "آپ نے ایک شادی کی اور جب کچھ مدت کے بعد ان سے مفارقت ہوگئی تو تازیست آپ نے دوسری شادی نہیں کی"

حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرشد کریم شیخ ابوالفضل محمد بن حسن الختلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد انہی کے ارشاد کی تعمیل میں آپ ۴۳۱ھ میں لاہور تشریف لائے۔ لاہور آنے سے پہلے آپ نے اپنے والد گرامی اور والدۂ محترمہ کے مزارات پر حاضری دی آپ کے ہمراہ آپ کے حلقہ احباب میں سے شیخ احمد سرخسیؒ اور شیخ ابوسعید ہجویریؒ بھی تھے۔ تبلیغ دین آپ کا مشن تھا۔ جہاں رکتے تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیتے۔ جب آپ لاہور آئے تو یہاں ایک جادوگر کا قبضہ تھا جو رائے راجو کے نام سے مشہور تھا نہایت ظالم اور بے رحم شخص تھا۔ یہ دودھ پیتا تھا اور جو اسے دودھ نہ پہنچاتے یہ ظالم جادو کے ذریعے انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا۔ آپ نے ایک صبح دیکھا کہ ایک بڑھیا ایک مٹکا سر پر اٹھائے جارہی تھی پوچھا، یہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ دودھ ہے۔ فرمایا، کہاں لے جارہی ہو؟ اس نے سارا ماجرہ کہہ سنایا۔ کہ اگر ہم رائے راجو، جوگی کو دودھ نہ دیں تو ہمارے جانوروں کے تھنوں میں دودھ کے بجائے خون بھر جاتا ہے۔ داتا علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دودھ ہمیں دے دو تمہارے جانور کئی گنا بڑھ جائیں گے اور دودھ بھی زیادہ دیں گے اس نے دودھ دے دیا اور واقعی دوسری ہی صبح اس کے جانوروں کے دودھ میں اضافہ ہوگیا۔ اس کے جانوروں کے دودھ سے اس کے برتن بھر جاتے بات چلتی چلتی مشہور ہوئی اور ادھر رائے راجو کو بھی خبر ہوگئی وہ آپ کی اس کرامت کا سن کر سخت غضبناک ہوا اور آپ

کی خدمت میں آیا کہنے لگا کہ دودھ کی کرامت تو میں نے سنی ہے اگر کوئی اور کرامت بھی ہے تو مجھے دکھاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے تو ظاہر کر، اس نے منتر پڑھا اور ہوا میں پرواز شروع کر دی۔ حضور گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی لکڑی کی جوتی (کھڑاؤں) کو حکم دیا کہ جاؤ اور اس کو واپس لاؤ۔ اب داتا علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ کے جوتے پرواز کرنے لگے فضا میں جا کر رائے راجو کے سر میں برسنے لگے اور اس کو واپس آپ کے قدموں میں لے آئے۔ وہ آتے ہی آپ کے قدموں میں گر پڑا توبہ کی اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ آپ نے اس کا اسلامی نام عبداللہ رکھا اور اس کی روحانی وفکری تربیت فرمائی۔ آگے چل کر یہی عبداللہ.......... شیخ ہندی کے نام سے مشہور ہوئے اور داتا علی ہجویری.......... کے وصال کے بعد ان کے سجادہ نشین بنے۔ اسی رائے راجو کے راہ راست پر آنے کے واقعہ سے لاہور میں لوگ دودھ داتا صاحب کی خدمت میں پیش کرتے اور آج تک یہ معمول چلا آرہا ہے کہ ملک بھر کے گوالے عرس مبارک کے موقع پر دودھ کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور آپؒ کے ایصال ثواب کے لئے دودھ کی سبیلیں لگائی جاتی ہیں۔ آپ کا وصال۔ ۹ محرم الحرام ۴۶۵ھ کو ہوا نماز جنازہ شیخ ہندی نے پڑھایا آپ کا سالانہ عرس مبارک آپ کے چہلم کی مناسبت سے ہمیشہ ۱۹ صفر المظفر کو منعقد ہوتا ہے۔ اکابر اولیاء کرام نے آپ سے اکتساب فیض کیا چالیس روز تک چلہ کشی کرنے کے بعد گوہر مراد ملا تو چشتیوں کے پیشوا اور امام خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ پکار اٹھے ؎

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

آپ کی تعلیمات صبح قیامت تک مشعل راہ ہیں۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ "کوئی بھی شخص علم سے بے نیاز رہ کر وادی عرفان وسلوک میں قدم نہیں رکھ سکتا" آپ نے فرمایا کہ علم وعمل لازم وملزوم ہیں۔ اب سمجھ لو کہ محبت الٰہی بندہ کے حق میں اور بندہ کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کتاب وسنت سے ثابت ہے اور امتوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو دوست ہیں انہیں اللہ تعالیٰ بھی دوست رکھتا ہے۔ بلکہ اس کے دوستوں کے دوستوں کو بھی محبوب رکھتا ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو جانتے خاک نہیں اور اپنے جہل پر بضد ہیں وہ مشرک طریقت ہیں اور وہ لوگ جو جانتے ہیں ان پر ان کے علم کے کمال نے معنی حقیقی ظاہر کر دیے ہیں ان پر اللہ کا خاص فضل ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ سخی وہ ہوتا ہے جو بخشش اور عطا میں تمیز کرے۔

کشف المحجوب میں ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے دور میں پیدا فرمایا جس میں لوگوں نے ہوا وہوس کا نام شریعت، طلب منصب وجاہ وتکبر کا نام عزت، علم، اور خلق خدا سے ریاکاری کا نام خشیت الٰہی، کینہ پروری کا نام حلم وبردباری، فضول بحث ولڑائی کا نام مناظرہ، منافقت کا نام زہد، ہذیان طبی کا نام معرفت، دل کی دھڑکن کا نام محبت، الحاد کا نام فقر، انکار حق کا نام تزکیہ، بے دینی وزندقہ کا نام فنا، ترک شریعت کا نام طریقت، آفت کا نام معاملت، جنگ اور حماقت کا نام عظمت، نفس کی تاویلات کا نام حجت اور ہوس کو سلوک کا نام دے رکھا تھا"

ان حالات کے پیش نظر آپ نے ان تمام رسومات بد کے خلاف عملاً جہاد فرمایا، یہی وجہ ہے کہ مجدد الف الثانی، خواجہ اجمیری اور علامہ اقبال جیسے مشاہیر امت ان کی تعلیمات سے فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے، مجدد الف الثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو ارشاد فرمایا تھا کہ "لاہور کو بلاد ہند میں قطب الارشاد کا مقام حاصل ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا بزرگ ہوگا جس نے لاہور پہنچ کر سید علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستانہ عالیہ پر جبین نیاز کو نہ جھکایا ہو" آپ کا مشن تبلیغ اور اشاعت دین متین تھا، آپ کی فکر کی بنیاد، شریعت اور طریقت کی ہم آہنگی تھی۔

تصوف کو بدنام کرنے والوں کے خلاف آپ نے بھرپور جہاد کیا۔ داتا علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات سادگی اور عمل کی دعوت دیتی ہیں انہوں نے امت کو متحد رہنے کا درس دیا آپ اسلامی قوت کی وحدت کے خواہش مند تھے۔ مخلوق کے سینوں کو وہ اللہ کی بندگی واطاعت اور حضور ﷺ کی محبت سے روشن دیکھنا چاہتے تھے۔ ہزاروں ہندوؤں، سکھوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ آپ کے وصال کے بعد محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پوتے ظہیر الدولہ نے آپ کا مزار مبارک تعمیر کرایا جبکہ خانقاہ کا فرش اور ڈیوڑھی مغل بادشاہ جلال الدین اکبر نے تعمیر کروائی۔

خدا رحمت کنندا ایں عاشقاں پاک طینت را

میری دعا ہے کہ رب کریم داتا علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ کی فکر رسا سے پوری قوم کو اکتساب فیض کی توفیق بخشے اور علم وعمل کی دولت عطا فرمائے۔ آمین۔

قرآن کریم سے
حضرت پیر سائیں حافظ عبدالغفور قادری قدس سرہٗ
کا مادۂ سن وصال

حضرت علامہ پیر سائیں حافظ عبدالغفور قادری قدس سرہ العزیز (۱۹۲۷ء۔۱۹۸۷ء بمطابق ۱۳۴۵ھ ...... ۱۴۰۷ھ) پنجاب کے عظیم روحانی پیشوا، شیریں لسان خطیب، عظیم مصلح اور مبلغ اسلام تھے آپ کا مزار مبارک چک نمبر ۹۴ شمالی المعروف خونن شریف (سرگودھا) میں مرجع خاص وعام ہے۔ محترم محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے آپ کے لوح مزار کے لئے قرآن کریم کی اس آیت شریفہ سے آپ کا سن وصال اخذ کیا ہے، ملاحظہ ہو۔

"وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی" (السجدہ) پارہ ۲۱

۱۴۰۷ھ

ترجمہ ...... اور اچھے کام کیے ان کے لئے بسنے کے باغ ہیں ...... (کنزالایمان)

آپ جیسے مشاہیر امت اور مصلحین قوم کی شان میں قادر الکلام شاعر، دانشور اور کہنہ مشق صحافی ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی یوں نذر عقیدت پیش کرتے ہیں۔ آپ بھی پڑھیے اور اللہ کے ان نیک اور برگزیدہ بندوں سے اپنا تعلق محبت وعقیدت مضبوط و مستحکم بنایئے۔

یہ ولی، راستہ مولا کا دکھانے والے — آدمی کو ہیں یہ انسان بنانے والے
فتح کرتے ہیں محبت سے دلوں کی ہر دنیا — یہ ہیں ہر ایک کو سینے سے لگانے والے
حق نے قوت انہیں وہ دی ہے کہ تیرِ جستہ — راہ سے ہیں اسے موڑ کے لانے والے
فقرِ سلطانِ دوعالم ﷺ سے ہے نسبت ان کو — اسی باعث ہیں یہ مشہور، خزانے والے
ان کے انفاس کی برکت سے کرم ہے سب پر — ان کے ممنون کرم سارے زمانے والے
یہی خاصانِ خدا ہیں کہ جو اذنِ حق سے — تختِ بلقیس کو اک پل میں ہیں لانے والے
ان کے دروازے پہ آئیں، جو ہیں طالب رب کے — یہ ہیں معبود سے عابد کو ملانے والے

خورشید نما

سفیرِ عشق رسول ﷺ

امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ

تحریر: صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

مردم خیز خطۂ ہندوپاک میں ایک نمایاں ترین اور قابل صد احترام نام حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ کا ہے، جنہیں اہلسنت بریلوی مکتب فکر میں "اعلیٰحضرت" اور "فاضل بریلوی" ایسے باوقار القاب سے یاد کیا جاتا ہے، بلاشبہ فاضل بریلویؒ کی شخصیت ایک ہمہ جہت اور بھرپور شخصیت ہے، تفسیر، حدیث، ترجمہ، فقہ، شعر وادب اور میراث میں ان کا درک اور رسوخ ان سے ہزار اختلاف کے باوجود مسلم ہے۔

حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے بجا طور پر انہیں برصغیر میں امام ابوحنیفہؒ کا جانشین قرار دیا ہے، ان کے مشہور فتاویٰ رضویہ کی ضخامت اور ثقاہت کسی اہل علم سے پوشیدہ نہیں، فقہی مسائل میں ان کی رائے کبھی جادہ اصابت سے مُتنی نظر نہیں آئی اور فقہاء کے جملہ ذخیرۂ علم پر ان کی نظر کا اعتراف ہر اس شخص کو ہے جسے کسی بھی درجے میں فقہ اور اصول فقہ سے مس ہے۔

لیکن میرے پیش نظر فاضل بریلویؒ کی شخصیت کے تمام یا متعدد پہلوؤں کا احاطہ نہیں بلکہ عنوان کے مطابق ان کی شخصیت کے نمایاں ترین عنصر ترکیبی کا تذکرہ مقصود ہے، جو تذکرہ بذات خود دل نواز، شوق انگیز، حلاوت آمیز اور روح پرور ہے، یہ موضوع چونکہ ہر مسلمان کی میراث ہے اس لیے راقم الحروف ایسا کج مج بھی اشتراک احساس کی بنیاد پر اس سلسلے میں اپنے دل کی دھڑکنوں کو زبان دے سکتا ہے اور محسوسات کو نوک قلم پر لا سکتا ہے۔

عرب وعجم کے متعدد نامور اہل علم وقلم نے فاضل بریلویؒ پر کام کیا ہے اور اپنے ذوق کی مناسبت سے اظہار خیال کیا ہے، فاضل بریلوی کا تفسیری کام کس پائے کا ہے؟ ظاہر ہے کوئی مفسر

اس پر رائے دے گا، ان کے ذوق حدیث پر کوئی محدث قلم اٹھا سکتا ہے، ترجمہ میں ان کی مہارت کا کیا عالم ہے کسی کہنہ مشق مترجم کا کام ہے کہ وہ اس پر لکھے، فقہی اعتبار سے فاضل بریلویؒ کا مقام کیا ہے؟ کوئی فقیہ ہی بہتر فیصلہ کرسکتا ہے، شعروادب کے میدان میں مرحوم کتنا کامیاب رہے؟ نثرونظم کے ماہرین نے اس پر مفید تبصرے کیے ہیں، علم المیراث میں فاضل بریلویؒ کے درک ورسوخ کے متعلق اس فن کا کوئی ماہر ہماری رہنمائی کرسکتا ہے۔ لیکن عشق رسول ﷺ ایسا موضوع ہے جس کی روشنی سے کسی مسلمان کا دل محروم نہیں، جس کی تپش سے ہرسینہ آشنا ہے جس کا گداز ہر کلمہ گو محسوس کر سکتا ہے، عشق رسول ﷺ کوئی فن نہیں کہ کوئی صاحب فن ہی اس پر اظہار خیال کرے اور کوئی شعبہ علم نہیں کہ کوئی بڑا عالم یہ گتھی سلجھائے، بلکہ یہ سراسر کیفیت ہے، ذوق ہے، تڑپ ہے، وارفتگی ہے، والہانہ پن ہے، سوز دروں ہے، گداختگی اور شیفتگی ہے عین ممکن ہے کوئی غازی علم الدین شہیدؒ ایسا محنت کش اس میدان میں الفارابی اور البیرونی سے بہت آگے ہو، کوئی دیوانہ اپنے عہد کے تمام فرزانوں سے بازی لے جائے، کوئی سادہ لوح کسی نکتہ سنج سے زیادہ خوش نصیب ہو اور کوئی خاک بسر اور چاک گریباں اس کوچے کا زیادہ راز دار ہو، اس حوالے سے میں حق رکھتا ہوں کہ فاضل بریلویؒ کے اس پہلو پر بات کروں جو بات قند و نبات سے زیادہ شیریں ہے۔

بدقسمتی سے برصغیر پاک وہند فرقہ واریت کی آکاس بیل میں بری طرح لپٹا ہوا ہے اس لیے ہر شخصیت کے بارے میں کچھ اس طرح کا تاثر بنا ہوا ہے۔

جس کو چاہا خمار میں چاہا
جس کو دیکھا غبار میں دیکھا

چاہنے والے اپنے ممدوح کو سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچاتے اور گرانے والے تحت الثریٰ سے کم پر راضی نہیں ہوتے، اس اعتبار سے فاضل بریلویؒ مظلوم ہیں کہ ان کے ساتھ بھی انصاف یا رحم کا معاملہ نہیں کیا گیا، اس میں کیا شک ہے کہ کسی شخصیت کے ہر پہلو سے اتفاق ضروری نہیں ہوتا لیکن یہ بھی تو لازم نہیں آتا کہ ہر پہلو سے اختلاف ہی کیا جائے اس معاملے میں صوفیاء کرام بازی لے گئے ہیں کہ ان کا مزاج ہی یہ رہا ہے کہ جب خوبی دیکھنا چاہی تو غیر کے اندر ڈھونڈھی اور جب عیب

کی جستجو ہوئی تو اسے اپنے اندر پایا اور یہی جوہر آدمیت اور معراج انسانیت ہے۔

صوفیاء کو کبھی دینے والے کی کثرت عطا میں خامی نظر نہیں آئی انہیں ہمیشہ اپنے ہی دامن کی تنگی کا احساس رہا، وہ برملا کہتے رہے کہ ساقی کی مے بے درد اور صاف تھی مگر ہمارے پیانے کی میل نے اسے گدلا کر دیا، کاش ہم سبھی اس مزاج کا دل رکھتے ہوں کہ وہ نفرت کی آندھیوں میں بھی محبت کا چراغ اپنے طاقچے میں سجائے رکھے، مجھے تسلیم ہے کہ فاضل بریلویؒ کا بعض معاملات میں لب ولہجہ بڑا تلخ رہا، بعض پہلوؤں سے ان کی ترشی قلم آشکارا ہے، بعض گوشے ان کی تندی اور شدت کی چغلی کھاتے ہیں لیکن یہ طے ہے کہ وہ معاملہ، وہ پہلو اور وہ گوشہ عشق رسول ﷺ کا ہے، محرک سراسر یہی ہے اس کے علاوہ قسم بخدا کچھ نہیں اور اس کی رعایت انہیں ملنی چاہیے، چشمہ جب ابل پڑے تو چاروں کونوں پر پانی گرتا ہے، دل کی دھڑکن تیز وہ جائے تو اسے ''ملٹری سٹائل'' ڈسپلن میں رکھنا ناممکن ہے، عقل کے ہر باریک نکتے کو بار بار چھلنی سے گزارنے میں کوئی حرج نہیں لیکن عشق کی شوخی ہر مذہب وملت میں لائق عفو ہوتی ہے، اس شوخی میں بسا اوقات گریبان تارتار ہو جاتے ہیں، ہو جانے دیجئے، کہ یہی بارگاہ عشق کے آداب ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال کا دارو مدار نیت پر ہوتا ہے اور اگر نیت میں عشق رسول ﷺ کارفرما ہے تو کسی عاشق کی تلخی کو شہد ناب کا درجہ دینا چاہیے، ہم دینوی اغراض اور تجارتی مقاصد کے لیے کیسے کیسے تلخ تجربے اور تبصرے سن کر چپ ہو جاتے ہیں کہ چپ رہنے ہی میں فائدہ نظر آتا ہے، تو کیوں نہ اس بات میں کسی کے جذبات کو مثبت نگاہوں سے دیکھا جائے اگر میں مفتی کے منصب پر فائز ہوتا تو میرا فتویٰ ہے کہ کسی عاشق کے پتھر فقیہ و متکلم کے پھولوں سے زیادہ نرم ونازک ہوتے ہیں۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا نجانے میں کس کیفیت میں کھو گیا بات ہو رہی تھی فاضل بریلویؒ کے سفیر عشق رسول ﷺ ہونے کی، اس بات میں ان کے نثر پارے، کیسے شہ پارے ہیں اہل نظر سے مخفی نہیں مگر ان کا نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' اپنے دامن میں جو جذبات کی فراوانی، محبت کا غلبہ، درد اور سوز کی کیفیت، والہانہ پن، خوبصورت سلیقۂ اظہار اور جذب ومستی میں ڈوبے ہوئے الفاظ وحروف رکھتا ہے اسے ''مولوی'' نہیں ''صوفی'' بن کر پڑھیئے تو دل دھک دھک کرا ٹھتا ہے،

آنکھیں ابل پڑتی ہیں، کلیجے پر برف پڑ جاتی ہے، جگر تھامے نہیں تھمتا، روح سرشار ہو جاتی ہے اور دماغ معطر اور معنبر ہو جاتا ہے، اس پیارے کی بات ایسے پیارے لہجے میں کی گئی ہے کہ اپنے آپ پر پیار آنے لگتا ہے، دنیا میں قوس قزح کی معصومیت کے چرچے ہیں، چاندنی کی ٹھنڈک کی باتیں ہوتی ہیں، شبنم کی پاکیزگی ضرب المثل ہو کر رہ گئی ہے، گلاب کی شادابی کی کیا بات ہے، غنچے اور کلی کی لطافت اپنی جگہ مسلمہ ہے، ہیرے کی آب و تاب کا جواب نہیں، نسیم سحر کی جادوئی خوشبو کا زمانہ معترف ہے، تاروں کی لو بڑی دلآویز ہوتی ہے، کنول کے پھول بڑے شفاف ہوتے ہیں، ہرنی کی چال میں بڑا بانکپن ہوتا ہے، کوئل کی نغمگی سبحان اللہ، آبشار کی گونج ماشاء اللہ، کچی مٹی کی سوندھی مہک کیا کہنے اور پنکھڑی کی نازکی واہ واہ۔

مگر خدا لگتی بات ہے فاضل بریلویؒ نے نعت رسول ﷺ میں جو گھلاوٗ اور رچاوٗ پیدا کیا ہے، جو کیفیت اور جو معنویت پیدا کی ہے، جو رنگ اور جو نور پیدا کیا ہے اس کا جواب نہیں، اور دل بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ جس ذات ستودہ صفات کا پیرہن کاغذی اتنا خوبصورت ہے وہ خود کتنی دلآویز اور دلربا شخصیت ہوگی، سب سے بڑھ کر یہ کہ فاضل بریلویؒ یہاں فقط قادر الکلام شاعر نظر نہیں آتے جو الفاظ سے کھیلتا ہے، کہنہ مشق شاعر معلوم نہیں ہوتے جو استادانہ فن کا مظاہرہ کرتا نظر آئے، بلکہ صرف اور صرف عاشق زار، مشتاق دیدار اور زائر اشکبار نظر آتے ہیں، اگرچہ ان کے قادر الکلام اور کہنہ مشق شاعر ہونے میں کوئی شک نہیں ملک سخن میں ان کی شاہی مسلم ہے، ہر سمت ان کے سکے بٹھانے کا دعویٰ درست ہے، مگر اس راہ میں تو انھوں نے پلکیں بچھا دیں، اس میخانے میں تو اپنی حسرتیں لٹا دیں، اور اس مکتب میں اپنی دانائیاں گنوا دیں، انھوں نے پارہ جگر سے لفظ اور اشک چشم سے حرف تراشے ہیں، تب حدائق بخشش تیار ہوا ہے۔

بعض نعتوں میں وہ رنگ تغزل ہے کہ جس کے سامنے غزل کی رابا حیت شرما جاتی ہے، بعض شعر ایسے ہیں جو روح القدس کی تائید کے بغیر کہے نہیں جاسکتے، کچھ شعر اس پائے کے ہیں کہ اقلیم سخن کے تاجدار ان کے سامنے کورنش بجالاتے نظر آتے ہیں، ایسی نعتیں بھی آپ کے قلم اور زبان سے ادا ہوئی ہیں کہ اگر جامیؒ و قدسیؒ اس عہد میں ہوتے تو وہ اردو سیکھنے کی آرزو کرتے تاکہ براہ

راست لطف اور حظ اٹھا سکیں، میری رائے میں فاضل بریلویؒ کا یہ پہلو اتنا تابناک اور شاندار ہے کہ کوئی صاحب ذوق اس سے صرف نظر کر کے اپنے آئینہ ذوق کو صیقل نہیں کر سکتا، آیئے ہم مل کر رنگ و نور اور جذب و سرور کے دوش پر سوار ہو کر عشق و محبت اور کیف و مستی کی وسعتوں میں سفر کریں، ایک جگہ یہ آہنگ نظر آتا ہے جو محتاج تشریح نہیں۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

ایک اور مقام ملاحظہ ہو:

جس کے تلووں کا دھووَن ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی ﷺ

یہ شعر بھی پڑھیے اور سر دھنیے:

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

اس شعر کا دنیائے نعت میں آخر کیا جواب ہو سکتا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں، دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

حضور ﷺ کے جود و کرم، نوازش و مہربانی اور فیض و عطا کا کن پیارے الفاظ میں نقشہ کھینچتے ہیں۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشیٔ رحمت کا قلمدان گیا

حضرت جابر و حضرت انس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:۔
حضور ﷺ جب مدینہ منورہ کی کسی گلی میں سے گزرتے تو لوگ اس گلی سے خوشبو پا کر کہتے کہ اس گلی میں سے حضور ﷺ کا گزر ہوا ہے۔ (دارمی، بیہقی، ابونعیم، بزار، ابویعلی، دلائل النبوت ص ۳۱۰، خصائص ص ۶۷، ج ۱، زرقانی ص ۲۲۴، ج ۴)

عنبر زمیں، عبیر ہوا، مشک تر غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہ گزر کی ہے

حمد ربِ جلیل جل جلالہ

جو نکلے ہر غرور انساں کے سر سے
تو رب کی اس پہ رحمت کیوں نہ برسے
کوئی صورت بھی نورانی نہیں ہے
ہیں شکلیں مسخ عصیاں کے اثر سے
در دیر و کلیسا اپنا سب کچھ
کہ ہم مغلوب ہیں شیطاں کے شر سے
بچے حاجت روائی ہم مسلماں
کلیسا میں گئے نکلے جو گھر سے
بکھرتی دیکھ کر ملت کی وحدت
ہیں جاری اشک خوں اس چشم تر سے
مسلمانوں کی ہو شیرازہ بندی
دعا ہے یہ خدائے بحر و بر سے
گئی پہچان اچھے اور برے کی
اٹھا دے اے خدا! پردے نظر سے
ذکی! آخر میں پھر رب سے دعا ہے
رہیں محفوظ ہم دشمن کے شر سے
(رفیع الدین ذکی)

مسلم ہے میرے معبود تیری شان یکتائی
ترا ہی نور برحق ہے بنائے حسن و زیبائی
چمن کے پتے پتے میں ہے تیری جلوہ آرائی
ملی ہے نطق ہست و بود کو توفیق گویائی
تیری قدرت کا ہیں شاہکار بادِ صبح کے جھونکے
تری رحمت گلستاں میں پیام دلکشا لائی
افق پر مہر انور نے ردائے لالہ گوں اوڑھی
شفق نے پیرہن بدلا بصد انداز رعنائی
تو ہے فریادرس میرا تیرے فیضانِ رحمت سے
نظر میں نور ہے فکر و تخیل میں ہے رعنائی
تیری تخلیق کی نیرنگیوں کا ہے عجب عالم
کہیں نسرین بستانی کہیں ریحانِ صحرائی
تری ذات گرامی ماورائے عقل و دانش ہے
ترا پیغام اقدس بھی ہے عالمگیر سچائی
مرے مالک مری دانست میں انعام ہے تیرا
مری ذہنی برد مندی، مری فکری توانائی
تیرے ہی آستاں کی جستجو میں سربہ سجدہ ہے
(حکیم عبدالکریم ثمر رحمہ اللہ تعالیٰ)

عبدالمصطفیٰ اعلیٰ حضرت مولانا حافظ قاری

محمد احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

میجر (ر) حاجی رائے محمد قاسم ڈھڈی۔ جوہرآباد

زمانہ طفولیت: آپ کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۲ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (روہیل کھنڈ) میں ہوئی۔ آپ کا نام گرامی......محمد......رکھا گیا۔ جدامجد نے "احمد رضا" نام تجویز کیا۔ آپ نے تعلیم اپنے گھر میں ہی حاصل کی۔ قرآن مجید آپ نے مغرب وعشاء کے درمیان وقفہ میں ایک ماہ میں حفظ کیا۔ آپ تیرہ سال کی عمر میں تمام علوم وفنون سے فارغ التحصیل ہوگئے۔ تعلیم مکمل کرتے ہی آپ نے رضاعت پر فتویٰ دے کر فتویٰ نویسی کا کام شروع کیا۔

آپ حضرت شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے۔ انہی سے تمام سلاسل میں اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے عشق رسول ﷺ اس قدر کہ آپ نے اپنے اسم گرامی کے ساتھ عبدالمصطفیٰ کا اضافہ کیا۔ اورفرمایا۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبدالمصطفیٰ   تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

ایک دفعہ انجمن حمایت اسلام کے نعتیہ مشاعرے کی صدارت علامہ اقبال کررہے تھے جب وہاں ایک شعر پڑھا گیا کہ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم   خدا چاہتا ہے رضائے محمد

تو علامہ تڑپ اٹھے بتایا گیا کہ شعر محمد احمد رضا خان کا ہے تو فرمایا میرے لیے یہ بڑی سعادت ہوگی کہ میرے دوشعر اس میں شامل کرلیے جائیں چنانچہ فی البدیہہ فرمایا۔

تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش   لگائے خدا اور بجھائے محمد
تعجب تو یہ ہے کہ فردوس اعلیٰ   بنائے خدا اور سجائے محمد

علوم وفنون: آپ نے تیرہ سال کی عمر سے تصانیف کا سلسلہ شروع کیا۔ اولین فتویٰ جو

آپ نے دیا اس پر اپنے بزرگوں نے انہیں بہت داد دی۔ نظر کی گہرائی اتنی کہ دینی مسائل کی تحقیق میں ایسا فقیہہ گذشتہ پانچ سو سال کے عرصہ میں پیدا نہیں ہوا۔ آپ متبحر عالم اور بلند پایہ فقیہہ تھے فقہی مسائل اس طرح واضح فرمائے کہ آج تک کسی نے جواب نہیں دیا اور نہ کسی کی تحقیق دوبارہ ہو سکی ہے۔ آپ کثیر التصانیف عالم تھے ۳۱ سال کی عمر تک آپ نے ۵۰ سے زیادہ علوم وفنون پر مستقل تصانیف کیں جن کی تعداد ۶۰۰ سے بھی زیادہ ہے۔ کثرت تصنیف وتالیف کے اعتبار سے فاضل بریلوی امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ مولانا مولوی قاضی عبدالوحید صاحب۔ رئیس عظیم آباد نے مجلس علماء اہل سنت پٹنہ کے اجلاس منعقدہ ۱۳۱۸ھ میں زوردار قصیدہ پڑھا اور اعلیٰحضرت کو ان الفاظ میں نذرِ عقیدت پیش کی۔

وہ عالم اہل سنت مصطفانا　　　　مجدد عصر الفراد الفرید

پاک وہند کے مشہور مفکر وشاعر حضرت ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال نے فرمایا کہ اگر مولانا کی تحریر میں تیزی نہ ہوتی تو وہ اس دور کے ابوحنیفہ ہوتے۔ تاہم بعد میں علامہ بھی مولانا کی تحریروں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور ایک موقع پر فرمایا ہندوستان کے دور آخر میں مولانا جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا۔

آپ نے علم غیب کا مسئلہ پر حرمین شریفین کے سفر میں ایک فتویٰ کتاب کی صورت میں قلمبند کیا جس میں مختلف کتابوں کے حوالے وصفحہ جات تحریر فرمائے یہ کتاب چھ سو صفحات پر مشتمل ہے اور آپ کے بے مثال حافظہ وعلمی تبحر کی یکتا مثال ہے۔ آپ حرمین شریفین وحج بیت اللہ شریف سے ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء میں مشرف ہوئے۔ وہاں اکابر علماء سے حدیث، تفسیر، فقہ اور اصول فقہ میں سندیں حاصل کیں۔ امام شافیعہ حسین بن صالح علیہ الرحمۃ کسی پیشگی تعارف کے بغیر بے ساختہ آگے بڑھے فاضل بریلوی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے فرط محبت سے دیر تک آپ کی نورانی پیشانی دیکھتے ہوئے عقیدت سے فرمایا۔

ترجمہ: بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور دیکھتا ہوں۔ انھوں نے صحاح ستہ اور سلسلہ قادریہ کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور آپ کا نام "ضیاء الدین" رکھا۔ حسام الحرمین میں شائع شدہ

تقاریظ میں وہاں کے علماء فضلا نے معرفت کا آفتاب۔ فضائل کا سمندر۔ بلند ستارہ۔ دائرہ علوم کا مرکز۔ سبحان فصیح احسان ویکتائے روزگار وغیرہ بالقاب سے سرفراز فرمایا۔ علامہ سید اسمٰعیل خلیل المکی نے فرمایا "اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو بلاشبہ حق وصحیح ہوگا۔" آپ کے قوت حافظہ اور جودت طبع کی برکت تھی کہ دیار عرب کے بڑے بڑے فقہا ومحدثین نے آپ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا آپ کے زمانہ کے علماء ومشاہیر نے علوم کا انتقاع دیکھ کر آپ کو مجدد مانا۔ ان علما کے نام لکھنے کے لیے ایک دفتر درکار ہے ایک صحیح حدیث کی رو سے جو حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ فرمان رسول اللہ ﷺ ہے۔ "بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی پر ایسے شخص کو قائم کرے گا جو دین کو ازسرنو نیا کرے گا۔" حضرت امام احمد رضا خان مصطفائی ضیاء الدین قدس سرہٗ اپنی خصوصیات کے باعث چودھویں صدی کے مجدد کے رتبہ پر فائز ہیں۔ موجودہ کثیر علماء اسلام نے آپ کی تعریف وتوصیف کی ہے اعلیٰحضرت کے مسلک کی اشاعت حرمین شریفین بلکہ تمام ارض مقدس میں ہو رہی ہے۔ علماء مکہ مکرمہ نے ان کے فضائل کی گواہی دی کہ حضرت مولانا حاجی حافظ قاری محمد احمد رضا خان مصطفائی ضیاء الدین قادری برکاتی بریلوی متعنا اللہ ببرکاتہ و حشرنہ یوم القیامۃ تحت ریا نہ ہیں اور چودھویں صدی کے مجدد ہیں۔ برصغیر ہند کے جید علماء نے بھی جن کی تعداد تقریباً تین بنتی ہے نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔

آپ علم نجوم وفلکیات پر بھی دسترس رکھتے تھے ایک امریکی انگریز سائنس دان پروفیسر البرٹ نے پیش گوئی کی کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو سورج مقناطیسی لہروں سے سرخ پذیر ہوگا۔ دنیا میں بارش۔ طوفان اور زلزلے تباہی کریں گے۔ اس سلسلہ میں اعلیٰحضرت نے زائچے اور نقشے بنا کر ثابت کیا کہ انگریز کی پیش گوئی سب لغویات ہے چنانچہ اعلیٰحضرت کی تحقیق ثابت ودرست نکلی۔

برصغیر کی سیاسی فضاء: اعلیٰ حضرت نے جس دور میں آنکھ کھولی وہ انگریز کے استبداد وظلم کا زمانہ تھا۔ انگریز مسلمانوں میں نفاق پیدا کرنے میں مصروف تھا مگر جس طرح مغل بادشاہ اکبر اعظم کے زمانہ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے مسلمانوں کو فتنوں سے محفوظ رکھا بعینہ اسی طرح اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ نے اس دور میں تمام فتنوں کا سد باب کرنے میں اپنی تمام ترسعی

فرمائی۔

۱۸۸۴ء میں انگریز نے کانگرس کی بنیاد ڈالی تو مولانا نے دوقومی نظریئے کی بنیاد پر اپنی کارروائی جاری رکھی اور مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ اسلامی تشخص کے ذریعے ہی ترقی کرسکتے ہیں۔ آپ کے پیروکاروں نے کھل کر تحریک پاکستان کی حمایت کی۔ ہندو مسلم اتحاد کے مؤید مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تحریک میں شمولیت کی دعوت دی تو فاضل بریلوی نے صاف فرمایا دیا مولانا میری اور آپ کی سیاست میں فرق ہے۔ آپ ہندو مسلم اتحاد حامی ہیں۔ میں مخالف ہوں مزید یہ فرمایا کہ مولانا میں ملکی آزادی کا مخالف نہیں ہندو مسلم اتحاد کا مخالف ہوں۔ ایسے پرفتن دور میں اعلیٰحضرت بریلوی نے صراط مستقیم دکھائی آپ نے دو جداگانہ قوموں اور تحریک پاکستان کی آبیاری کی۔

تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں مولانا نے مخالفین کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور بہت کتابیں لکھیں جو حضور پرنور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے موضوع پر مضبوط دلائل سے بھرپور کتب ہیں۔ آپ کے اسی فلسفۂ فکر کی روشنی میں قیام پاکستان کی تحریک شروع ہوئی۔ آپ کے صاحبزادگان وخلفاء نے بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ نے مسلمانوں کے تشخص کو برصغیر میں برقرار اور مستحکم کیا۔ اعلیٰحضرت نے واشگاف اعلان فرمایا کہ مسلمان کی نجات نہ کانگریس کی دھوتی میں ہے اور نہ ہی انگریز کی پتلون میں ہے آزادی کا صحیح راستہ صراط مستقیم یعنی اسلام سے وابستہ ہے۔ آپ نے دوقومی نظریہ پیش کیا اور مسلمان کو الگ قوم قرار دیا ہندو سے مماثلت ختم کر دی۔ آپ کے اخلاص اور صداقت کی پاسداری کرتے ہوئے دیگر راسخ العقیدہ بزرگوں نے بھی امام بریلوی کی پیروی کی۔ انگریز۔ ہندو اور دائمی اتحاد کے بت پاش پاش ہوگئے اور قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں دوقومی نظریہ کو فتح ونصرت نصیب ہوئی جس کا نقشہ عالم پر پاکستان کی صورت میں ظاہر ہوا۔ آپ نے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ جمعۃ المبارک کو وصال فرمایا۔

مولانا کے دو علمی شاہکار کا ذکر خصوصیت کا حامل ہے ایک شاہکار فتاویٰ رضویہ ہے جس کا پورا نام ''العطایا النبویہ فی فتاویٰ الرضویہ'' یہ بارہ مجلدات پر مشتمل ہے اس کے متعلق علماء ومشائخ کی رائے ہے کہ اتنا مفصل۔ مدلل وضخیم فتاویٰ کسی کے دیکھنے میں نہیں آیا۔ دوسرا علمی شاہکار قرآن کریم کا ترجمہ ''کنز الایمان شریف'' ہے۔ چونکہ علمی صلاحیتوں ولیاقتوں کے علاوہ قرآن پاک کے تقدس کا آئینہ دار بھی ہے۔

مسجد، اسلامی معاشرے کا ثقافتی مرکز

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

مذاہب عالم میں زمانے اور ضرورت کے مطابق عبادت گاہوں کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے ہر عہد میں مذہبی انسان اور ان کی عبادت گاہوں کا باہمی طور پر چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ اہل اسلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے مساجد کو بطور عبادت گاہ پسند فرمایا اور رسول پاک صاحب لولاک ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے امت مسلمہ کے لیے ساری زمین کو عبادت کے لیے قبول فرمالیا۔ ''مسجد'' کا لغوی معنیٰ ''سجدہ کی جگہ'' کے ہیں۔ سابقہ امتوں کی عبادت کے لیے ساری دنیا میں چند مقامات مخصوص تھے جہاں نماز پڑھی جاسکتی تھی۔ عبادت کی جاسکتی تھی ان متعینہ اور مقررہ مقامات پر گئے بغیر ان کی عبادت نہیں ہوسکتی تھی لیکن محبوب رب اللعالمین ﷺ کی امت کو عام اجازت عطا فرمائی گئی کہ جہاں چاہو عبادت کے لیے مسجد بنالو۔ تمھاری عبادت قبول کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ...... ''......اور یہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں۔ تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو......'' ......(الجن:۱۸: ترجمہ کنز الایمان) اسی طرح دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا کہ......''...... اور اس سے بڑھ کر ظالم کون، جو اللہ کی مسجدوں کو روکے۔ ان میں نام خدا لیے جانے سے۔ اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے ان کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب (البقرہ:۱۱۴: ترجمہ کنز الایمان) تیسری جگہ ارشاد فرمایا......'' ......مشرکوں کو (حق) نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں خود اپنے کفر کی گواہی دے کر، ان کا تو سب کیا دھرا، اکارت ہے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔ اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں، جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے، تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں......'' ......(التوبہ:۱۷، ۱۸: ترجمہ کنز الایمان)

مذکورہ ارشادات باری تعالیٰ سے مسجد کی اہمیت وعظمت، مرتبہ ومقام اور حیثیت کے تعین کرنے میں بہت ساری وضاحت اور مدد ملتی ہے۔ صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ تفسیر خزائن العرفان میں رقمطراز ہیں کہ...... ''......مسجدوں کے آباد کرنے کے مستحق مومنین ہیں۔ مسجدوں کے آباد کرنے میں یہ امور بھی داخل ہیں جھاڑو دینا، صفائی کرنا، روشنی کرنا، اور مسجدوں کو دنیا کی باتوں سے اور ایسی چیزوں سے محفوظ رکھنا جن کے لیے وہ نہیں بنائی گئی ہیں۔ مسجدیں عبادت کرنے اور ذکر، کرنے کے لیے بنائی گئی ہیں اور علم کا فروغ اور درس بھی ذکر میں داخل ہے۔......'' ......حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے اور جو شخص مسجد میں قندیل روشن کرتا ہے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک وہ قندیل روشن رہتی ہے۔ (تقریرات رافعی)

صحیح مسلم شریف میں حدیث نبوی ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یارسول اللہ! (ﷺ) زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی۔ فرمایا۔ مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں نے عرض کیا۔ اس کے بعد؟ فرمایا۔ مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں نے پوچھا۔ میرے آقا ﷺ اب یہ فرمایئے کہ ان دونوں کی تعمیر میں کتنے وقت کا وقفہ ہے؟ ارشاد فرمایا۔ چالیس سال کا اور جہاں نماز کا وقت آ جائے وہیں نماز پڑھ لو۔ وہی مسجد ہے۔" ترمذی میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث پاک مروی ہے کہ پیغمبر امن و رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں کثرت سے مسجدوں میں جانے والے ہیں انہیں خوشخبری سنا دو کہ قیامت کے دن انہیں پورا نور عطا کیا جائے گا...... ابوداؤد میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین افراد ایسے ہیں کہ جن کی حفاظت رب کریم کے ذمہ کرم پر ہے ان میں سے جو زندہ رہے گا اسے رزق دیا جائے گا اور اس کی حاجات پوری کی جائیں گی اور اگر وفات پا گیا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں جگہ مرحمت فرمائے گا وہ تین یہ ہیں (۱) جس نے اپنے گھر میں ہوتے ہوئے اپنے اہل و عیال کو سلام کیا۔ (۲) جو مسجد کی طرف نکلا (۳) جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلا۔ (اللہ اکبر)

طبرانی میں حدیث نبوی ہے کہ...... مسجد ہر متقی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے آرام اور راحت، رحمت اور پل صراط پر سے سلامتی کے ساتھ گزر کر اللہ تعالیٰ اور جنت حاصل ہو جانے کی ضمانت دی ہے جس کا گھر مسجد ہو...... حضور سید عالم ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سردار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ...... جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد میں آتا جاتا ہے تو اس کے ایمان پر گواہ ہو جاؤ۔ کیونکہ ارشاد الٰہی ہے کہ مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زمین میں سے سب سے زیادہ محبوب مقامات مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ مقامات بازار ہیں دوسری روایت میں فرمایا کہ...... جو شخص صبح کے وقت یا شام کے وقت مسجد کی طرف جائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمانی فرمائے گا۔ (مسلم شریف)

آپ ہی کی ایک روایت ابن ماجہ شریف میں یوں مرقوم ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ...... مومن کو اس کے اچھے اعمال اور حسنات سے جو چیزیں موت کے بعد پہنچتی ہیں ان میں سے ایک تو علم ہے جو اس نے سیکھا اور پھیلایا اور وہ نیک اولاد ہے جسے اس نے چھوڑا یا قرآن مجید ورثہ میں چھوڑ گیا یا مسجد بنا گیا یا مسافر خانہ

تعمیر کر گیا یا نہر جاری کر گیا اس نے کوئی صدقہ کر دیا۔ جسے اس نے اپنی زندگی میں اپنے مال سے نکالا تھا۔ یہ صدقہ اس کی موت کے بعد اسے پہنچتا رہے گا......... حدیث نبوی ہے کہ جس شخص نے اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کیا۔ پھر مسجد میں آیا۔ وہ اللہ کا مہمان ہے اور مہمان کی تکریم کرنا میزبان پر مہمان کا حق ہے (طبرانی) اسی طرح حلیۃ الاولیاء میں حضرت ابوسعید خدری کی روایت ہے کہ حدیث نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ یوم حشر ارشاد فرمائے گا "میرے پڑوسی کہاں ہیں"؟ فرشتے عرض کریں گے۔ اے اللہ! تیرا پڑوسی کون ہو سکتا ہے؟ اللہ پاک ارشاد فرمائے گا۔ مسجدوں کو آباد کرنے والے میرے پڑوسی ہیں۔ سبحان رب العظیم۔

ان آیات ربانی اور احادیث نبویہ سے مسجد کی اہمیت و افادیت کے حوالے سے خوب روشنی پڑتی ہے اب چند اہم امور پر غور و فکر کرنا بھی ضروری ہے۔ مسجد کی تعمیر کے حوالے سے جہاں جی چاہے سرکاری جگہ پر قبضہ کر کے مسجد بنا لینا یا مسجد کی بنیاد رکھ لینے کے بعد پچاس پچاس سال تک کمرشل بنیادوں پر چندے اکٹھے کرتے رہنا کسی طور پر بھی جائز اور درست نہیں ہے۔ ملت مسلمہ کے عظیم بزرگ حضرت علامہ محمد بن خلفہ وشتانی مالکی (المتوفی ۸۲۷ھ) فرماتے ہیں کہ...... "...... مساجد بنانے کی اصل ذمہ داری تو حکومت کی ہے۔ حاکم وقت مساجد بنوائے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو پھر عام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ مسجد بنائیں۔ اگر آبادی کی ضرورت ایک مسجد سے پوری ہو تو ٹھیک ورنہ آبادی کی ضرورت کے مطابق اور مساجد بنوائی جائیں۔ اسی طرح آئمہ مساجد کی ضروریات کے مطابق انہیں تنخواہ مہیا کرنا' وظیفہ دینا' سہولیات کا انتظام کرنا بھی دراصل اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے اگر حکام اور ارباب اقتدار تساہل سے کام لیں تو پھر یہ مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے......" (اکمال اکمال العلم جلد ۲، صفحہ ۲۲۸)

اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵ھ) رقمطراز ہیں کہ...... "...... مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ کفار کو تعمیر مسجد سے منع کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مساجد صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا منکر ہو اس کو مساجد بنانے کا کوئی حق نہیں ہے......" (تفسیر مظہری۔ جلد ۴۔ صفحہ ۴۶) اس سے معلوم ہوا کہ نہ تو غیر مسلموں سے مسجد بنوانا درست ہے اور نہ ہی تعمیر مسجد کے لیے کسی غیر مسلم سے چندہ لینا جائز ہے۔ اسی طرح قادیانیوں کا اپنے عبادت خانوں کو مسجد کے سٹائل میں تعمیر کرنا یا اس کو مسجد کا نام دینا بھی "مداخلت فی الدین" قرار پائے گا لہذا ضروری ہے کہ قادیانیوں کو ان کے عبادت خانوں پر محراب و مینار تعمیر نہ کرنے دیئے جائیں کیونکہ وہ حضور سید عالم ﷺ کی عظیم صفت "ختم نبوت" کے منکر ہیں۔ جبکہ ختم نبوت کا مسئلہ قرآن حکیم کی متعدد واضح آیات مبارکہ اور بے شمار احادیث نبوی سے ثابت ہے لہذا منکرین ختم نبوت اور گستاخان رسول پکے کافر اور مرتد ہیں۔ اہل اسلام کو اس نہایت اہم اور نازک مسئلے پر گہری دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا جانثار ثابت کرنا چاہیے کیونکہ یہی جان ایمان بلکہ عین

ایمان ہے۔

مساجد کے آداب کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا از حد ضروری و لازمی ہے مثلاً بخاری و مسلم کی ایک متفقہ حدیث شریف میں حضور سید عالم ﷺ نے تعلیم فرمائی ہے کہ جو شخص لہسن یا پیاز وغیرہ کھائے وہ اس وقت تک ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے جب تک ان کی بو ختم نہیں ہو جاتی۔ کیونکہ جن چیزوں سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے اور ان چیزوں سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہونا چاہے تو یوں کہے کہ اے اللہ میرے لیے رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے باہر آنا چاہے تو کہے کہ اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوالی ہوں۔ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو خوب کھا پی لیا کرو۔ عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا۔ مسجدیں۔ پوچھا گیا اور جنت کے پھل؟ فرمایا سبحان اللہ، الحمد لله و لا اله الا الله و الله اکبر یعنی ذکر الٰہی جنت کا پھل ہے۔ مراد ہے کہ ذکر الٰہی کی محافل برپا کرو کیونکہ یہ روحانی غذا ہیں۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے مسجد کے آداب کے باب میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز (نفل) پڑھ لے۔ عہد نبوی میں مسجد کے اندر جو بہت سارے کام انجام دیئے جاتے تھے ان میں سے تعلیم امت کا کام تھا۔ عدل و انصاف کا کام تھا۔ منصوبہ بندی کا کام تھا۔ مستقبل کی پلاننگ اور وفود کی تیاری کا کام تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی مسجد میں دو مجلسوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا دونوں مجالس خیر پر مبنی ہیں لیکن ان میں سے ایک افضل ہے۔ ایک مجلس میں بیٹھے لوگ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے تھے اور اس کی طرف متوجہ ہو رہے تھے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو عطا فرما دے اور اگر چاہے تو عطا نہ فرمائے۔ دوسری مجلس میں لوگ بیٹھے دین میں سمجھ حاصل کر رہے تھے۔ تفہیم دین کا ایک سلسلہ جاری و ساری تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ علم دین حاصل کر رہے ہیں اور نہ جاننے والے کو سکھا رہے ہیں اس لیے یہ لوگ افضل ہیں۔ پھر آپ خود اسی مجلس میں آ کر جلوہ افروز ہو گئے۔ اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ میں معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں......(دارمی)......سبحان اللہ

مسجد نبوی سے ملحق اصحاب صفہ کا چبوترہ تھا اور الحمد للہ آج بھی موجود ہے۔ اس چبوترے پر نو مسلم حضرات کو علم دین سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ گویا عہد نبوی میں نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا گیا اور آج شاید پورے پاکستان میں نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک بھی درس گاہ موجود نہیں۔ کاش حکومت، اہل علم اور اصحاب ثروت اس پہلو پر بھی توجہ مرتکز کر سکیں؟۔ مسجد نبوی میں محفل نعت منعقد ہوتی تھی۔ خود حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے حضرت حسان بن ثابت، اور حضرت علی، کعب بن زہیر رضی اللہ عنہم جیسے مقتدر نعت گو اور

نعت خوان صحابہ، بارگاہ رسالت میں گلہائے عقیدت پیش کیا کرتے تھے۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں تو مجلس شوریٰ کے باقاعدہ اجلاس مسجد نبوی میں منعقد ہوا کرتے تھے۔

لیکن ان تقدس مآب مجالس کو آڑ بنا کر مساجد میں دنیاوی جلسے اور منفی تقریبات منعقد کرنا درست نہیں۔ کیونکہ مساجد میں خرید و فروخت کرنا، گم شدہ چیزوں کے اعلانات، بھیک مانگنا، اور دنیاوی باتیں کرنا جائز نہیں ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بے شک آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی دنیاوی باتیں ان کی مسجدوں میں ہوں گی اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ آج کل عورتوں کا مسجدوں میں نماز کے لیے آنا بھی رواج بن گیا ہے جبکہ حضور اقدس ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ عورت کی نماز جو اس کے کمرے میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو اس کے گھر کے صحن میں پڑھی جائے۔ اور اس کی نماز جو اندر والے خاص کمرے میں پڑھی جائے وہ اس نماز سے بہتر ہے جو کسی عام کمرے میں پڑھی جائے (ابوداؤد) آج ہماری بہو بیٹیوں اور جدید معاشرے کو یہ ارشاد گرامی بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ مساجد میں چند افراد کی اجارہ داری قائم ہے کوئی نوجوان مسجد چلا جائے تو الا ماشاء اللہ اسے طرح طرح کی تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کے لاشعوری طور پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ اصلاح کا مثبت انداز اپنایا جائے۔ اہل علم اور بزرگ حضرات پیار کی زبان میں اصلاح کا فریضہ سرانجام دیں اور نوجوان بھی مسجد سے پیار اور بازاروں میں آوارہ گردی سے بیزاری کا اظہار کریں۔ مساجد صاف ستھری اور جدید سہولیات سے آراستہ بنانا کوئی جرم نہیں بلکہ اجر و ثواب کا موجب ہے لیکن مسجدیں سنگ مرمر اور قیمتی ٹائلوں سے بنا کر ان پر اترانا ہرگز درست نہیں ابن ماجہ اور ابو داؤد شریف میں حدیث نبوی ہے کہ آثار قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ لوگ مسجدیں بنا بنا کر آپس میں فخر کریں گے اللہ تعالیٰ ہمیں مسجدیں آباد کرنے اور ان کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن مقابلہ بازی میں مسجدوں کی آرائش و زیبائش کرنا درست نہیں ہے۔ مسجد میں نماز کے لیے بعض اوقات انسان دیر سے پہنچتا ہے اب جماعت شروع ہو گئی تو آنے والا دوڑ کر اپنی ایک رکعت بچانا چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ طریقہ پیغمبر امن و رحمت ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔ جب مسجد میں آنا ہو، بڑے آرام و سکون، پوری سنجیدگی اور باوقار طریقے سے آنا چاہیے۔ مسجد کی صفائی کا خاص خیال رکھا جانا چاہیے۔ مسجد میں پہلے آنے والے اگلی صفوں میں بیٹھیں اور بعد میں آنے والے جہاں جہاں جگہ ملتی جائے بیٹھتے جائیں کسی دنیادار منصب والے شخص کے لیے صفوں کو چیرتے ہوئے آگے لانا درست نہیں ہے مسجد میں تھوکنا از حد مکروہ ہے۔ بچوں کو جھڑکنے کا رواج سا ہو گیا ہے حالانکہ یہ ناپسندیدہ عمل ہے خدانخواستہ اس بچے کے ذہن میں مسجد کے حوالے سے کوئی ایسا تاثیر پیدا ہو جائے کہ وہ بڑا ہو کر مسجد سے دور ہو جائے تو کیا اس کا گناہ جھڑکنے والے کو نہیں ہوگا؟ اس لیے احتیاط ضروری ہے مسجدوں میں لاؤڈ سپیکر بہت پاور

قل لگے ہوتے ہیں تو عموماً لاؤڈ سپیکر کا بے جا اور بے تحاشا استعمال بھی لوگوں کو ذہنی اضطراب میں مبتلا کر دیتا ہے مسجد کمیٹیوں اور علماء کو عوام کے مسائل پر بھی خاص توجہ مرتکز رکھنا چاہیے۔ بعض مساجد کے ساتھ دکانیں تعمیر کی جاتی ہیں تا کہ مسجد کی مستقل آمدن کا ذریعہ رہیں اب ان میں کسی نے میوزک سینٹر کھول رکھا ہے تو کوئی گرم حمام چلا رہا ہے۔ کسی نے ہوٹل کھول دیا۔ اس سے قباحت یہ پیدا ہوگئی میوزک سینٹر والا ہمہ وقت گانے بجاتا ہے۔ حمام والا گلوکاروں کے کیسٹ بلند آواز میں جاری رکھتا ہے اور ہوٹل پر رکھے ٹی وی میں کھیلوں کے میچ ڈرامے وغیرہ دکھاتے جا رہے ہیں جو بہر حال مساجد کے تقدس کے منافی ہیں لہذا مسجد کمیٹیوں کو چاہیے کہ وہ دکانات کرایہ پر دینے سے پہلے معائدہ کے ذریعے کرایہ دار کو اس امر کا پابند بنائیں کہ وہ کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جس سے مسجد کے تقدس پر آنچ آئے۔ بہر حال مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔ خانہ کعبہ کی بیٹیاں ہیں۔ ان کے تقدس کو برقرار رکھنا ہماری دینی و مذہبی ذمہ داری ہے جو ہمیں پوری کرنا چاہیے۔ ویسے بھی طبرانی میں حدیث شریف ہے کہ جو شخص مسجد سے محبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مبارک گھر سے محبت کی توفیق بخشے اور مساجد کے حقیقی فیضان سے امت کو فیض یاب فرمائے۔ آمین

اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد علیٰ قدر حسنه و جماله. و فضله و کماله و بذله ونواله. وفوزه وماله و علی آله و اصحابه و بارک وسلم۔

امام احمد رضا کے حضور گلہائے عقیدت

(نتیجہ فکر: طارق سلطانپوری)

پیکر حق، اہل حق کا رہنما احمد رضا ۔۔۔ دیدہ ور، دیدہ وروں کا پیشوا احمد رضا

رہ روان شوق کا منزل نما احمد رضا ۔۔۔ طالبان علم کا عقدہ کشا احمد رضا

حسن بزم الفت خیر الورا احمد رضا ۔۔۔ باخدا احمد رضا با مصطفیٰ احمد رضا

مصطفیٰ کی بے مثالی اس کا موضوع سخن ۔۔۔ عشق کا نغمہ محبت کی نوا احمد رضا

حفظ ناموس محمد مصطفیٰ ﷺ میں اپنا فرض ۔۔۔ عزم و ہمت سے ادا کرتا رہا احمد رضا

آج بھی روشن ہیں جو اس نے کئے روشن چراغ ۔۔۔ کار فرما آج بھی ہے جابجا احمد رضا

عصر حاضر، عصر ہے اس عاشق سرکار کا ۔۔۔ آج ہر سو ہے صدا ،احمد رضا، احمد رضا

(۴ مئی ۲۰۰۲ء فکر رضا کانفرنس منعقدہ مسجد صوفی صاحب وسن پورہ لاہور میں پڑھے گئے۔)

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے نیو کیمپس میں

جامع مسجد گنج شکر

کے سنگ بنیاد کی تقریب

15 جنوری 2003ء کو سیاح حرمین باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ نے سنگ بنیاد رکھا

رپورٹ: ملک محبوب الرسول قادری

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے سربراہ حضرت پیر طریقت پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین چشتی کی دعوت پر ادارہ معین الاسلام کے نیو کیمپس میں جامع مسجد گنج شکر کے سنگ بنیاد رکھنے کے لیے دنیائے اسلام کے عظیم صوفی بزرگ حضرت سیاح حرمین باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ دامت برکاتہم العالیہ بیربل شریف تشریف لائے اور ۱۵ جنوری ۲۰۰۳ء بروز بدھ بمطابق ۱۱ ذیقعد ۱۴۲۳ھ تین بجے بعد نماز ظہر علماء و مشائخ، نعت خوان، قرآء کرام اور ادارہ معین الاسلام کے طلبہ کی موجودگی میں اپنے دست مبارک سے سنگِ بنیاد رکھا۔ جامع مسجد گنج شکر کے لیے تین کنال قطعہ اراضی مختص کیا گیا جس میں ڈبل سٹوری مسجد تعمیر کی جائے گی (انشاء اللہ تعالیٰ) وطن عزیز کے مقبول و محبوب قاری پروفیسر قاری محمد مشتاق انور، (جوہر آباد) استاذ القراء قاری محمد انیس نعیمی (چنیوٹ) اور نجم القراء قاری کرامت علی نعیمی نے تلاوت قرآن مجید کا شرف پایا اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ درود و نعت پیش کیا۔ حاجی ظفر علی بھٹی (صدر ادارہ) حاجی اصغر علی بھٹی (نائب صدر ادارہ) ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر محمد نصر اللہ معینی، علامہ مولانا قاری لیاقت علی چشتی (فیصل آباد) ایم ایس ایسوسی ایٹس (لاہور) کے سربراہ انجینئر میاں محمد سرور، ان کے رفقاء کار سمیت اہم اور مقتدر شخصیات موجود تھیں۔ معمول سے ہٹ کر حضرت باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ نے ارشاد فرمایا کہ لاؤڈ سپیکر لاؤ میں خود خطاب کروں گا اور آپ نے اس موقع پر مفصل خطاب فرمایا۔ آپکے خطاب کے اہم نکات جو ممتاز ماہر تعلیم اور دینی سکالر علامہ پروفیسر محمد نصر اللہ معینی نے نوٹ فرمائے ملاحظہ ہوں۔

۱۔فرمایا۔ دین ہم تک بڑی مشکلات کے بعد پہنچا ہے۔ مسلمانوں نے پتھر کھائے۔ لیکن حضور ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ دین کو نہ چھوڑا بڑی قربانیاں دینے کے بعد ہم تک دین پہنچا۔ اس کی قدر کرو۔

۲۔فرمایا۔ بیربل شریف میں جس زمانے میں درس قائم ہوا اس وقت ملک میں چیدہ چیدہ مدارس تھے۔ حضرت اعلیٰ بیر بلوی خواجہ غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس خلوص سے کام کیا کہ کلکتہ اور دلی تک اس کا فیض پہنچا۔

۳۔حضرت صاحبزادہ محبوب حسین چشتی مدظلہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ جنگل میں اتنی مخلوق اکٹھی کرنا تو آپ کے اختیار سے باہر ہے یہ سب ان بزرگوں کی نظر ہے۔ بیربل شریف کا مقام پہلے ہی بلند تھا اللہ پاک نے اس کو مزید اجاگر کرنا تھا۔ اپنے حبیب ﷺ کے دین کے لیے یہ وسیلہ پیدا کرنا تھا۔ آپ کے اندر خلوص اور لگن پیدا کر دی۔ مسلمان دین سے دور ہو رہے ہیں ان کے دلوں کو صاف کریں۔ یہ دین کا گہوارہ ہے انشاء اللہ مکمل ہو گا خدا شہر والوں کو بھی توفیق دے کہ وہ بھی تعاون کریں اللہ تعالیٰ اس پنیری (طلبہ) کو توڑ چڑھائے۔ سب کامیاب ہوں۔ خدا کرے اس باغ کے بوٹے پھلتے پھولتے رہیں۔ قیامت تک اس کا پھل جاری رہے۔

فرمایا۔ جس کو اللہ توفیق دے اس سے کام لیتا ہے یہ موقع ہر ایک کو نہیں ملتا۔ فرمایا میں کچھ بھی نہیں۔ مرشد کی نظر ہے کہ جہاں رہا اس کی توفیق سے مسجد بنائی۔

قاری کرامت علی نعیمی تلاوت کے بعد نعت شریف پیش کی جس کے یہ اشعار بہت پسند کیے گئے۔

ان کے دامن سے ہو کے وابستہ
سب سے دامن چھڑا لیا ہم نے
مل گئے وہ تو پھر کمی کیا ہے
دونوں عالم کو پالیا ہم نے

بعد ازاں حضرت باباجی قبلہ تختی کی نقاب کشائی کے لیے تشریف لے گئے نقاب کشائی کے بعد طلباء سے فرمایا کہ مسجد کی تعمیر میں سب طلبا حصہ ڈالیں خواہ ایک روپیہ ہی ہو۔ تمام طلباء نے اپنے خرچ سے پانچ پانچ اور دس دس روپے جمع کرائے۔

اس موقع پر حضرت باباجی نے فرمایا۔ میرا معمول چندہ جمع کرنا نہیں۔ آج طلبا سے اس لیے

اپیل کی ہے کہ طلباء اللہ کے دین کی خاطر نکلے ہیں۔ ان کے ایک روپیہ میں بھی بڑی برکت ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آج طلباء کو بھی دینے کی عادت پڑ جائے خدا انہیں بھی دینے والا ہی بنائے۔

اس موقع پر قاری مشتاق انور نے نعت شریف پیش کی اور حاضرین کو ذکر کرایا۔ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے بانی ناظم اعلیٰ اور آستانہ عالیہ چشتیہ معینیہ بیربل شریف کے سجادہ نشین حضرت پیر طریقت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی نے تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس جامع مسجد گنج شکر کا سائز 90× 140 فٹ ہوگا۔ اور اس کے بیسمنٹ میں قرآن کریم کی تدریس کے لیے کلاس رومز تعمیر کیے جائیں گے مسجد شریف اور صحن میں دو ہزار افراد کے لیے گنجائش ہوگی صفہ بلاک بھی اس کے ملحق ہوگا۔ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے نیو کیمپس کے لیے اس وقت موجود کل اراضی ۴۸ کنال ہے انھوں نے بتایا کہ ہمارے احباب نے مسجد گنج شکر کی فوری تعمیر کے لیے تخمینہ کے مطابق ایک تجویز منظور کی جو بہت عمدہ اور مفید ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو اس سے جامع مسجد گنج شکر کی باوقار، فوری اور معیاری تعمیر میں بڑی مدد مل سکتی ہے اس کے مطابق مسجد میں ایک فرد کے بیٹھنے اور نماز پڑھنے کے لیے جتنی جگہ درکار ہے یعنی ایک مصلی کی جگہ۔ اس کے لیے لاگت کا تخمینہ تقریباً دو ہزار روپیہ ہے اگر لوگ اپنے لیے اپنے والدین و احباب اور وفات شدگان کے ایصال ثواب کے لیے ایک ایک دو مصلے کی جگہ کی ادائیگی کر دیں تو خانہ خدا کی خدمت اور اس میں عبادت کرنے والوں کے اجر کے ساتھ ساتھ ہمیشہ ہمیشہ انہیں بھی اجر و ثواب ملتا رہے گا اور مسجد کی تعمیر بھی بہت جلد ہو جائے گی۔ انھوں نے فرمایا کہ ہمارا طریقہ چندے مانگنا نہیں کیونکہ اس سے اسلام کے متعلق عام لوگوں کے اذہان میں منفی رجحانات جنم لیتے ہیں جو فائدہ کے بجائے ضرر رساں ہے ہاں البتہ نیکی کے کام کی طرف ترغیب دینا اور احباب کو متوجہ کرنا ایک اہم دینی فریضہ ہے جسے ہم سر انجام دے رہے ہیں انھوں نے توقع ظاہر کی مشہور ماہر تعمیرات محترم انجینئر میاں محمد سرور صاحب کی نگرانی میں ایم ایس ایسوسی ایٹس اپنی اعلیٰ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے بہت جلد ایک اور پائیدار، خوبصورت اور شاندار مسجد کی تعمیر کا اعزاز حاصل کرے گی۔ کیونکہ انھوں نے پہلے بھی ملک کے مختلف حصوں میں کئی تعمیراتی پراجیکٹ بڑی کامیابی سے چلائے ہیں اور ان کی عمارات کا ظاہری حسن و پختگی و پائیداری بھی مثالی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف معاشرے سے ظلمت، جہالت، بدعقیدگی اور بدعملی کو ختم کرنے کے لیے علم کی شمع کو روشن کیے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو خدمت اسلام کے لیے پسند فرمائے آمین۔

قطعہ سال ولادت ووصال

قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گیلانی چشتی نظامی نوراللہ مرقدہ

جائے ولادت ووصال (گولڑہ شریف)

سال ولادت ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء — سال وصال ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء

"کلیم طور فیضان حجاز" (۱۲۷۵ھ) — "فیضان شاہ مدینہ" (۱۳۵۶ھ)

"ھمہ جہات شخصیت" (۱۸۵۹ھ) — "نشان عظمت دین نبی" (۱۹۳۷ء)

فخر دوراں ، آفتاب آسمان چشتیا — نور چشم مرتضیٰ ، لخت دل غوث الورا
محرم اسرار عرفاں عشق کا رمز آشنا — ایک نقش کلک قدرت دیدہ زیب و دل ربا
قائد ارباب دانش مقتدائے اہل فقر — چار سو بجتا ہے ڈنکا اس کے علم و فقر کا
قافلہ سالار اہل سوز و ساز و ذوق و شوق — پیشوائے اہل معنیٰ ، صدر بزم اولیاء
مصطفائی دین کی حقانیت کا ترجماں — خوبی اسلام کو واضح دلائل سے کیا
ضرب سے اس کی دونیم ہر خیبر فکر و دروغ — وارث عزم حسین و جرات شیر خدا
وہ نظام الدینؒ و شمس الدین کا نور نظر — پر تو ہند الولی و مظہر غوث الورا
اک زمانہ اس کے فیضان نظر سے کامیاب — ایک عالم اس کے میخانے کا لذت آشنا
یہ حقیقت ہے کہ صدیوں میں سر بزم وجود — جلوہ گر ہوتا ہے اس جیسا کوئی مرد خدا

ایک ہی مصرع میں ہے سال ولادت، سال وصل
"مصدر فیضان" "بزم فیض و عرفان و ہدا"
۱۳۵۶ھ ۱۲۷۵ھ

طارق سلطانپوری .... (حسن ابدال)

عمر شریف: ۸۱ سال (ہجری) بہ الفاظ "زیب نبی"
۷۸ سال (عیسوی) بہ الفاظ "اوج نبوی"

اسلام میں

ماہ محرم الحرام کی اہمیت وفضیلت

میجر حاجی رائے محمد قاسم ڈھڈی مدظلہ

قرآن پاک والتحریم میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مہینوں کی تعداد بارہ بیان فرمائی ہے جن میں محرم۔ رجب۔ ذی قعدہ اور ذوالحجہ یعنی چار ماہ حرام ہیں۔ ماہ محرم الحرام سے قمری سال نو کا آغاز ہوتا ہے اس کو شہر حرم۔ شہر اللہ۔ شہر انبیاء اور راس السنہ کے ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ یوم عاشورہ اسی ماہ کی دسویں تاریخ ہے۔

یوم عاشورہ: محرم کے مقدس ماہ کی دسویں تاریخ کو یوم عاشورہ کہا جاتا ہے بعض مورخین کا خیال ہے کہ عربی زباں میں دس کو عشر کہتے ہیں۔ اسی لیے محرم الحرام کے دس تاریخ کو عاشورہ کہتے ہیں اور بعض مفسرین کرام کے مطابق اس دن اللہ تعالیٰ نے دس انبیاء علیہم السلام کو دس معجزات عطا فرمائے اس وجہ سے اسے عاشورہ کہا جاتا ہے۔ یوم عاشورہ کی فضیلت مندرجہ ذیل واقعات بابرکات سے نمایاں ہو جاتی ہے۔

(ا) تخلیق مخلوق کے دس عظیم حوادث:

(ا) حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام اور دیگر فرشتگان پیدا کیے گئے۔ (۲) لوح۔ قلم۔ عرش عظیم و کرسی وجود میں آئی۔ (۳) آسمان۔ زمین۔ چاند۔ ستارے۔ دریا و پہاڑ پیدا ہوئے۔ (۴) جنت بنائی گئی۔ (۵) حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور انہیں جنت ملی۔ (۶) حضرت حوا علیہا السلام وجود میں لائی گئیں۔ (۷) آسمان سے پہلی بارش اسی روز ہوئی اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رحمتوں کی ابتدا ہوئی۔ (۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کا یہی دن ہے اسی دن انھوں نے فرزند کی قربانی دی۔ ۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی دن انہیں آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ ۱۰۔ قیامت اسی روز برپا ہوگی۔

(ب) نزول سلامتی کی دس کرامات:

ا۔حضرت آدم علیہ السلام کی دعا اسی روز قبول ہوئی ۔۲۔حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری۔۳۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آتش نمرود ٹھنڈی ہوئی۔۴۔حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت اسی روز ملی ۔۵۔حضرت یعقوب علیہ السلام کو آنکھوں کا نور لوٹایا گیا۔۶۔حضرت یوسف علیہ السلام کو چاہ کنعاں سے چھٹکارا ملا۔۷۔حضرت ایوب علیہ السلام کو صبر کا ثمر ملا اور مرض سے شفاء ہوئی۔۸۔حضرت ادریس علیہ السلام کو بلند درجات عطا ہوئے ۔۹۔حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی ۔۱۰۔حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ مبارک نازل ہوئی۔ جادوگروں کو ہدایت نصیب ہوئی۔فرعون اسی دن غرق ہوا اور قوم موسیٰ کو نجات ملی۔

ج: خداوند تعالیٰ عزوجل کی طرف سے دس عنایات:

(۱) یوم تخلیق و یوم سلامتی و تبرکات ہے۔محرم الحرام مقدس ماہ کا یوم عاشورہ۔(۲) رجب المرجب اللہ تعالیٰ کا خاص مہینہ ہے جو دوسرے مہینوں سے افضل ہے جیسے دوسری امتوں رسول افضل ہے۔(۳) ماہ رمضان کو دوسرے مہینوں پر فضیلت ہے جس طرح تمام مخلوق پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کو۔(۴) شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔(۵) الفطر جزا ملنے کا دن ہے۔

(۶) یوم عرفہ کا روزہ دو سال کا کفارہ ہے۔(۷) عشرۂ ذوالحجہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کا دن ہے۔(۸) یوم نحر ہے یعنی قربانی والا دن۔(۹) یوم الجمعہ سب دنوں کا سردار ہے۔(۱۰) اولین وآخرین انعام! دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر حبیب خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت مسلم ہے۔

د۔فضیلت عاشورہ پر احادیث وبرکات:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل پر سارے سال میں صرف ایک روزہ فرض کیا گیا تھا۔ جو محرم کی دس تاریخ ہے۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چڑیا پہلا جانور ہے جس نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا۔(۳) قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عاشورہ کے دن وحشی جانوروں کو روزہ رکھتے دیکھا ہے۔(۴) جو شخص عاشورہ کے روز روزہ رکھے اسے دس ہزار شہیدوں و حاجیوں

کا ثواب ملتا ہے۔(۵) اس دل کی برکت سے اس دن غسل کرنے والا بیمار نہیں ہوتا۔(۶) جو شخص اس دن سرمہ لگائے اس کی آنکھ سارا سال نہیں دکھتی۔(۷) جو اس دن بیمار کی عیادت کرے اسے ساری مخلوق کی عیادت کا ثواب ملتا ہے۔(۸) اس روز کسی کو ایک گلاس شربت پلائے گویا اس نے لحظہ کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کوتاہی نہ کی۔(۹) جو شخص اس دن رات جاگے اور صبح تک عبادت کرے وہ مرنے سے قبل اپنی موت سے باخبر ہو جاتا ہے۔(۱۰) سب مسلمان اس دن رزہ رکھیں تا کہ اللہ تعالیٰ رحیم وکریم اپنی رحمت سے پورا سال فراخی رزق عنایت فرمائے کشادگی رزق کا تجربہ حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچاس سال کیا اور درست پایا۔(۱۱) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص شب عاشورہ میں رات بھر یاد الٰہی کرے تو جب تک وہ چاہے اللہ تعالیٰ اسے زندہ رکھتا ہے۔(۱۲) محرم میں روزہ رکھنے والے کو ہر روزہ کے عوض تیس روزوں کا ثواب ملتا ہے۔(۱۳) فرمان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص عاشورہ کے روز روزہ رکھے اور رات بھر عبادت کرے اللہ تعالیٰ جل شانہ اسے اس کی مرضی کے مطابق زندگی دے گا اور اسے ساٹھ سال کی عبادت کا ثواب دے گا۔ جب روزہ کا حکم عام مشہور ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے پوچھا تمہیں عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا حکم کس نے دیا ہے جواب ملا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر قائم نہیں وہ دانا نہیں۔

دیگر بزرگان۔

ا۔عاشورہ کے روز بند کے اعمال اللہ تعالیٰ کی طرف لے جائے جاتے ہیں۔۲۔بزرگ دن بھی دیگر بزرگ ایام یعنی عیدیں۔جمعہ۔عرفہ۔حج وغیرہ کے ہے۔۳۔یوم عاشورہ کی بزرگی روز اول یعنی تخلیق کائنات کے دن سے مسلم ہے۔

۲۔شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام عالی مقام:

(۱) حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت بھی بروز عاشورہ ہوئی۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس واقع کی خبر دی کہ اس دن کی فضیلت کے باعث حضرت امام حسین عالی مقام علیہ السلام کی شہادت باسعادت کے درجات میں اضافہ ہوگا روز اول

سے عظمت یافتہ دن میں شہید ہونے کی وجہ سے حضرت امام حسین عالی مقام علیہ السلام کا درجہ خلفاء راشدین تک پہنچے گا۔ شہداء کے متعلق اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن پاک والتحریم میں صاف فرمایا ہے۔

ولا تحسبن الذین قتلو فی سبیل اللہ امواتاً وھل احیاء عند ربھم یرزقون. فرحین بماء اتھم اللہ من فضلہ لا یستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم لا الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون. یستبشرون بنعمۃ من اللہ و فضل لا و ان اللہ لا یضیع اجر المومنین۔

ترجمہ: اور تو نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں۔ خوشی کرتے ہیں اس پر جو دیا ہے، اللہ نے ان کو اپنے فضل سے اور خوش وقت ہوتے ہیں۔ ان کی طرف سے جو ابھی نہیں پہنچے ان میں پیچھے سے اس واسطے کہ نہ ڈر ہے ان پر نہ ان کو غم خوش وقت ہوتے ہیں۔ اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس سے کہ اللہ ضائع نہیں کرتا مزدوری ایمان والوں کی۔

شہیدین کے درجات کے پیش نظر ہمیں کوئی ایسا عمل نہیں کرنا چاہیے۔ جو احکامات الٰہی کے خلاف ہو۔ اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال کے لیے روزی میں فراخی سے کام لیتے۔ روزہ رکھتے۔ رات عبادت میں بسر کرتے تمام وقت یاد الٰہی میں مصروف رہتے۔

(ب) حضرت امام حسین عالی مقام علیہ السلام پر نزول رحمت:

۱۔ ابونصر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے اور انھوں نے جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ جس دن حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت پائی اس روز ستر ہزار فرشتے ان کی قبر مبارک پر نازل ہوئے۔ ۲۔ حضرت حمزہ بن زیات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر پر درود شریف پڑھتے دیکھا۔

۳۔ ممنوعات:

۱۔ محرم الحرام میں ظلم کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ ۲۔ محرم الحرام میں قتل کرنا منع کیا گیا ہے۔ یاد رکھیں ایک آدمی کا قتل پوری انسانیت کے قتل کا مترادف ہے۔ ۳۔ قتل کی ابداء کوئی کرے تو جواب کی اجازت ہے۔ ۴۔ محرم الحرام میں مشرکین مسلمان کو ماریں تو جواباً مارنا مباح ہے۔

۴۔ عبادات خصوصی:

۱۔ محرم الحرام کے پہلے عشرہ میں حضرت شبلی رحمۃ اللہ بلا ناغہ ہر روز چار رکعت نفل جن میں ایک دفعہ الحمد شریف اور پندرہ دفعہ قل شریف ہر رکعت پڑھا کرتے۔ اور بعد ختم نماز ثواب حضرت امام حسین علیہ السلام کی روح مبارکہ کے حضور پیش کیا کرتے۔ جو شخص یہ نمازیں ادا کرتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کے ہاں اس شخص کی شفاعت صاحبزادگان سید کونین علیہ السلام کریں گے۔

۲۔ انفالی عاشورہ:

(ا) دو رکعت نفل روشنی قبر۔ یہ نماز رات کو ادا کرے۔ ہر رکعت بعد الحمد شریف تین تین بار قل شریف ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کی قبر قیامت تک روشن کرے گا۔ (ب) چار رکعت نفل: یہ نمازوں میں چار رکعت ہے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف پچاس مرتبہ قل شریف پڑھے اور اپنے رب ذوالجلال کے ہاں درجات بلند ہونے کی امید رکھے۔ (ج) چار رکعت نفل رات کو ادا کرے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف قل شریف پچاس مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اعز وجل۔ اس نماز کی کی وجہ سے اس کے پچاس برس کے اگلے وپچھلے گناہ بخشے گا۔

۳۔ بزرگان اہل سنت والجماعت متذکرہ نفلوں کے علاوہ عاشورہ کو روزہ رکھتے۔ بلکہ نو تاریخ سے گیارہ تاریخ تک محرم الحرام کے تین دن روزہ سے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ اسے امید قوی ہے کہ انہیں ہزار حج۔ ہزار عمرہ۔ ہزار شہید اور ساتوں آسمانوں کے رہنے والوں کا ثواب ملے گا۔ اللہ اکبر!

گزارش: گزارش ہے کہ اپنے اعمال کا محاسبہ کریں اور اپنے اعمال محرم الحرام خاص کر عاشورہ کے دن قرآن وسنت کی روشنی کے مطابق استوار کر کے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے بخشش کی امید رکھیں۔ ظاہری چمک دمک۔ فرعات وفاسد خیالات سے بچیں۔ وماعلینا الا البلاغ المبین۔

دعا

اے اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام ہمیں بحرمت سید المرسلین و قائد غر المحجلین علیہ و علیھم و علیٰ آل کل من الصلوت افضلھا ومن التعلیمات اکملھا اپنے دین پر ثابت قدم رکھ اور اپنی رضا کے کاموں کی توفیق بخش۔ و آخر و دعونا ان الحمد للہ رب العالمین. الصلوٰت والتسلیمات العلی وعلی جمیع اخوانہ من الانبیاء والمرسلین والملئکۃ المقربین وعباد اللہ الصلحین. اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

طارق سلطانپوری کی زیرصدارت وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں بزم حمد ونعت کے زیراہتمام نعتیہ مشاعرہ

رپورٹ: حافظ نوراحمد قادری

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کی معروف ادبی و دینی تنظیم "بزم حمد ونعت" کے زیراہتمام اٹھارہواں ماہانہ نعتیہ مشاعرہ (اکتوبر ۲۰۰۲ء) حسب دستور "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا" کے دفتر میں منعقد ہوا۔ مشاعرہ کی صدارت معروف نعت گوشاعر جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے کی جبکہ نظامت کے فرائض بزم کے سیکرٹری (حافظ نوراحمد قادری) نے انجام دیئے۔ اس موقع پرصدر محفل جناب طارق سلطانپوری نے نعت گوئی کی اہمیت اور افادیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ نعت گوئی حضور ﷺ سے اپنی عقیدت ومحبت کے اظہار کا بہترین ذریعہ اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا راستہ ہے۔ اس مقدس محفل مشاعرہ میں جن مقتدر نعت گوشعرائے کرام نے بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں گلہائے عقیدت پیش کیے۔ ان میں جناب طارق سلطانپوری (حسن ابدال)، محمد محبوب الرسول قادری (جوہرآباد) علامہ قمر رعینی، ایوب صابر کاسگنجوی، حسن زیدی، اسلم ساگر، اکبر حمزئی، بیدل جونپوری، جنید آزر، فرید احمد اور حافظ نوراحمد قادری شامل ہیں۔ مشاعرہ کے اختتام پر محمد محبوب الرسول قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نعت رسول مقبول ﷺ ساڑھے چودہ سوسالہ اسلامی تاریخ کا تسلسل ہے۔ صحابہ کرام، صحابیات، اہل بیت اطہار، متقدمین اور متاخرین اولیائے امت ہمیشہ سے نعت ہی کے ذریعے ایمان کی تسکین کا سامان کرتے آئے ہیں وہ حضور ﷺ کی محبت میں سرشاری کے عالم میں آپ کے اوصاف حمیدہ اور آنحضور ﷺ کے اعضائے جسمانی کے کمالات جلیلہ نعت کی صورت میں ہی موزوں کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ نعت مومن کا ورثہ ہے اور حُبِ رسول ﷺ کے فروغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن کریم میں رب کریم نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت اور کمالات کو بیان فرما کر اہل ایمان کو نعت سرور کونین ﷺ کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے دفتر میں آپ نے ماہانہ بنیادوں پر نعتیہ مشاعرے کا اہتمام کر کے امام احمد رضا کے مشن کو آگے بڑھانے کی سبیل کی ہے۔ ملک محبوب الرسول قادری نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا نعتیہ کلام پیش کیا۔ عہد صحابہ سے چند ایمان افروز اور روح پرور واقعات بیان کئے اور آخر میں ملک وملت کی سلامتی واستحکام کے لئے خصوصی دعا کی۔

ڈاکٹر حکیم نور محمد مرحوم کی یاد میں

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

اپنے لیے جینا کوئی کمال نہیں کیونکہ ہر کوئی اپنے ہی لیے جیتا ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ کوئی دوسروں کے لیے جیئے اور دوسروں کے لیے جینے والے لوگ امر ہو جاتے ہیں۔ ان کی عزت، حقیقی عزت اور قلبی احترام ومحبت کا ثمر ہوتی ہے۔ جوہرآباد شہر سے تعلق رکھنے والے بزرگ سماجی شخصیت حکیم وڈاکٹر نور محمد مرحوم نے اپنی ساری زندگی انسانیت کی فلاح وبہبود اور رفاہی کاموں میں گذار دی۔ آپ کی ولادت ۷ دسمبر ۱۹۱۱ء کو چک نمبر ۳۷ (دیناپور) ملتان میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کھوکھر برادری کے ایک معزز فرد تھے بچپن ہی میں دینی ماحول ملا جس کے نتیجے میں آپ نے صرف سات سال کی عمر میں قرآن کریم پڑھ لیا۔ اور پھر مختلف مدارس میں فقہ، تفسیر، حدیث اور تاریخ جیسے علوم حاصل کیے۔ اسی دوران اولیائے کاملین کے آستانوں پر حاضری کا شرف بھی حاصل کرتے رہے اور بزرگان دین کی محبت آپ کے دل میں پروان چڑھتی رہی۔ نائب غوث الوریٰ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت اور خدمت کا شرف پایا۔ گولڑہ شریف سے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ عموماً سیال شریف حاضر ہوتے تو راستے میں رکھ راجڑ کے مقام پر قیام ہوتا۔ یہیں حکیم نور محمد مرحوم بھی نوجوانی کے ایام گذار رہے تھے جو حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ ضلع خوشاب کے تاریخی اور قدیم قصبہ نلی میں اپنے زمانے کے ایک مجذوب فقیر گذرے ہیں۔ حضرت میاں بُندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے ایک زمانہ واقف ہے مرحوم حکیم نور محمد جب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے نوجوان نور محمد کو ایک تھپڑ رسید کر کے فرمایا جاؤ۔ طب کے شعبے سے وابستہ ہو جاؤ۔ اسی ارشاد کی تکمیل میں انھوں نے باقاعدہ طور پر طب کا شعبہ اختیار کیا۔ طب سیکھی۔ یونانی طریقہ علاج اپنایا۔ پھر انسانیت کی خدمت شروع کر دی۔ ۱۹۶۶ء میں آپ نے یونانی طریقہ علاج کے ساتھ ساتھ ہومیو پیتھک میں بھی ڈپلومہ حاصل کر لیا اور حکمت کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر بھی بن گئے حکیم نور محمد مرحوم دکھی انسانیت کو صحت کا پیغام سنا کر بے حد مسرور ہوتے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ شفا منجانب اللہ ہے لیکن علاج کرانا سنت ہے۔ وہ مشنری جذبے کے تحت اس شعبے سے وابستہ ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ

غریب مریضوں کو مفت دوا دیتے اور بے لوث خدمت کر کے خوش ہوتے۔ انہیں اپنے زمانے کے ایک کامل واکمل ولی حضرت خواجہ محمد سراج الدین نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (موسیٰ زئی شریف) سے شرف بیعت حاصل تھا۔ مرحوم نے اپنی جوانی کے ایام میں اجمیر شریف، بریلی شریف، سرہند شریف کے دور دراز سفر کر کے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور حضرت مجدد الف الثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے مزارات پر حاضری دی۔ دہلی اور بریلی شریف میں کچھ عرصہ حصول علم میں بھی مصروف رہے۔ دوسری جنگ عظیم میں جاپان کے قیدی بنے اور ۱۹۳۹ء میں وہاں سے رہائی پائی۔ حکیم نور محمد مرحوم ایک پابند صوم وصلوٰۃ، خوش مزاج، صاحب علم، زیرک، خلیق، درد دل رکھنے والے طبیب حاذق تھے ظاہر داری اور تصنع وبناوٹ سے کوسوں دور تھے اخبارات کا مطالعہ اور حالات حاضرہ سے آگاہی ان کا معمول تھا۔ اکثر پیدل سفر کرتے مرحوم نے ۱۹۳۶ء میں شادی کی ان کے دو بیٹے اور چار بیٹیوں کی ولادت ہوئی۔ مرحوم کے بڑے فرزند فتح محمد اور چھوٹے بیٹے پروفیسر محمد اقبال بھی اپنے مرحوم والد کی طرح خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ انھوں نے ۱۸ جنوری ۲۰۰۰ء کو حرکت قلب بند ہونے کے سبب رحلت فرمائی سیرت طیبہ کا مطالعہ ان دنوں جاری تھا کہ راہی ملک عدم ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ان کا ختم چہلم ۲۴ فروری ۲۰۰۰ء کو جوہر آباد میں ہوا۔ رب کریم ان کی قبر کو بقعۂ نور بنائے۔ آمین۔

ملک محبوب الرسول قادری کے نام حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظلہ العالی کا مکتوب گرامی

محترم ومکرم دانشور اہل سنت ملک محبوب الرسول صاحب! زیدت مکارمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ! ہم اہل سنت و جماعت کا ماضی بڑا تابناک ہے، ہمارے اسلاف میں صحابہ کرام اور اہل بیت عظام ہیں، مجتہدین، مفسرین، محدثین ہیں۔ ایک طرف اگر دنیائے ولایت ومعرفت کے تاجدار ہیں تو دوسری طرف ظاہری شان وشکوہ اور اقتدار کے مالک بھی ہیں، ان میں ارباب جہاد بھی ہیں اور اصحاب مجاہدہ بھی، ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے دنیاوی تاج وتخت کو ٹھوکر مار کر دلق فقر اور بوریائے درویشی کو اختیار کیا، ان میں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانے والے بھی ہیں اور وقت کے فرعون کے سامنے برملا کلمہ حق بلند کرنے والے بھی ہیں۔

لیکن ہم نے غفلت کی چادر تانے رکھی اور آنے والی نسلوں کو اپنے بزرگوں کی عظمتوں اور قربانیوں سے روشناس کرانا ضروری نہ سمجھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے نونہالوں کی نگاہ میں اغیار ہی ہیرو ہیں اور وہی ہر کمال وخوبی کے حامل ہیں جن کا پروپیگنڈہ زور شور سے کیا گیا۔

راقم نے "تذکرہ اکابر اہل سنت" کے نام سے ایک کتاب لکھی جو چھ سو صفحات پر مشتمل ہے اور 1976ء میں پہلی دفعہ شائع ہوئی اس کے بعد "نور نور چہرے" اور "عظمتوں کے پاسبان" نامی دو کتابیں شائع ہوئیں جو چار چار سو صفحات پر مشتمل ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ لیکن دنیا بھر میں بکھرے ہوئے عظمائے ملت کا تذکرہ وتعارف کسی ایک شخص کے بس میں نہیں اور نہ ہی اس کے لئے دو چار جلدیں کافی ہیں، پھر اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ ان حضرات کا تعارف عربی، انگلش اور دنیا کی دوسری بین الاقوامی زبانوں میں بھی کرایا جائے۔

آپ کی ادارت میں شائع ہونے والے مجلہ "انوار رضا" جوہر آباد اور "سوئے حجاز" لاہور باقاعدہ موصول ہوتے رہتے ہیں۔ جس کے لئے تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ ان دونوں مجلوں میں اہل سنت و جماعت کے علماء ومشائخ کے تذکرے، احوال اور انٹرویو پڑھ کر خوشی ہوتی ہے کہ جو تحریک آج سے ربع صدی پہلے شروع ہوئی تھی۔ آج وہ برگ وبار لا رہی ہے اور مستقبل میں ہماری قوم کو اپنے

بزرگوں کے کارناموں کے بارے میں پڑھنے کے لئے بہت کچھ مل سکے گا۔ بلاشبہ آپ کی کوششیں لائق صد تحسین ہیں۔ سندھ میں سید زین العابدین راشدی جواں سال فاضل اور قلم کار ہیں انہوں نے پاکستان کے چاروں صوبوں کے علماء اور مشائخ اہل سنت کے تذکرے مرتب کرنے کا بڑا وسیع منصوبہ تیار کیا ہے۔ صوبہ سندھ کے فضلاء پر تو سات آٹھ سو صفحات پر مشتمل کتاب مرتب بھی کر چکے ہیں۔ ان کے ساتھ آپ کا رابطہ ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو مزید ہمت وطاقت عطا فرمائے۔

۲۸، شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ
۴، نومبر ۲۰۰۲ء

والسلام
محمد عبدالحکیم شرف قادری

"فردوس آشیاں اُم شمس الضحیٰ"

۲۰۰۲ء

محترم صاحبزادہ محمد نور الصمد کی قادری اور حضرت پیر طریقت علامہ صاحبزادہ محمد شمس الضحیٰ قادری سجادہ نشین درگاہ عالیہ قادریہ خونن شریف چک نمبر 94 شمالی سرگودھا، کی والدہ ماجدہ کے سانحہ ارتحال (۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ) پر قادر الکلام شاعر حضرت علامہ صاحبزادہ فیض الامین سیالوی فاروقی (مونیاں ٹھیکریاں) گجرات نے قطعہ تاریخ رحلت موزوں کیا ہے۔ جو اُن کے شکریہ کے ساتھ شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

قطعۂ تاریخ رحلت

گئی اس جہاں سے سوئے باغِ جنت — وہ خاتونِ پاکیزہ جاں خوش طبیعت
خجستہ قدم ماں وہ شمس الضحیٰ کی — سراپا شرافت متانت قناعت
شب شنبہ بارہ ربیعِ مقدم — دیا دہر کو دائمی داغِ فرقت
رہے اس کی مرقد ہمیشہ فروزاں — کریں شاہ کونین ﷺ اس کی شفاعت
کہا سال رحلت یوں فیض الامیںؔ نے — "زہے مادر مہرباں بحرِ رحمت"
۱۴۲۳ھ
ہوئی جستجو جب سنِ عیسوی کی — ندا آئی "خندہ جبیں خوب سیرت"
۲۰۰۲ء

سفیر اسلام
حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی قدس سرہٗ

ایک انقلاب آفریں اور تاریخ ساز شخصیت!

تحریر: مولانا محمد شکیل احمد قادری رضوی .... ڈونگہ بونگہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو قومیں اپنے اسلاف اور ان کی قربانیوں کو بھول جاتی ہیں۔ اپنے زریں ماضی کو فراموش کر کے لہو ولعب میں مشغول ہو جاتی ہیں۔ جفاکشی اور وفاکشی کو چھوڑ کر سرمستی وعیش کوشی میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ تو قدرت ایسی قوموں کو نہ صرف روند ڈالتی ہے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے فنا بھی کر دیتی ہے۔

آج اہلسنت و جماعت جو کہ اپنے آپ کو سواد اعظم اہلسنت کہلاتے ہیں اپنی تمام تر صداقتوں اور تابناک ماضی رکھنے کے باوجود اندھیروں میں گھیرے ہوئے نظر آتے ہیں تاریکیاں ان پر مسلط ہیں اور ان کی راہ ٹھوکروں سے لبریز ہے۔ آخر کیوں؟

اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم نے اپنے گرامی قدر، محترم ومحتشم اسلاف کو جن کی ٹھوکروں میں زمانہ ہوا کرتا تھا۔ جن کی شیرانہ للکار سے باطل کا کلیجہ کانپ جایا کرتا تھا............ جن کی ہیبت سے زمانہ لرزہ بر اندام رہتا تھا............ جن کی حق گوئی و بے باکی سے تاج شہنشاہی کانپ جایا کرتے تھے............ جن کے نعرۂ مستانہ سے شاتمان رسول کے ایوانوں میں صف ماتم بچھ جایا کرتی تھی............ جن کے رخ روشن کو دیکھ کر فضائیں جھوم جایا کرتی تھیں............ جن کے لبوں کی جنبش سے زمانے کی رفتار تھم جایا کرتی تھی............ جو علم وعمل کے کوہ گراں تھے............ جو عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پیکر تھے............ جو جنگلوں پہاڑوں، بیابانوں اور صحراؤں میں عشق رسول کی شمع روشن کیے رہے............ اور جو دولت ایمان بانٹتے رہے، مگر ہم نے ایسے جلیل القدر، صاحب سیرت وصاحب بصارت اسلاف سے روشنی ورہنمائی حاصل کرنا چھوڑ دی نتیجتاً ہم ذلت وخواری اور زبوں حالی کا شکار ہو گئے۔

آج ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو اپنے جلیل القدر اسلاف کی تاریخ اور ان کے روشن کارناموں سے واقف ہیں؟ ماضی قریب و بعید کو چھوڑیں ہمیں تو زمانہ حال کے اپنے علماء وصلحاء کا بھی علم نہیں، اور اس سے زیادہ تلخ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے علماء اساتذہ، مسند نشیں اور واعظ (اعظ بھی ایسے کہ جن میں کوئی بھی مقرر شعلہ بیاں، کم سرمایہ اہلسنت، شیر اہلسنت، مناظر اسلام، مبلغ اعظم اور نہ جانے کیا کیا۔ سے کم نہیں کہ جن کے جبہ و دستار کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ "حضرت" علم وعمل کے پہاڑ ہیں مگر............) بھی ہمیں کچھ نہیں بتاتے کہ یہ انقلاب آفریں، تاریخ ساز لوگ کون تھے کہ زمانہ جن پر فدا تھا............ کہ جن کی بے پناہ درخشانیوں نے اس عالم رنگ وبو کے ذرے ذرے کو مہر تاباں بنا دیا............ کہ جن کی شیرانہ للکار کو جیل کی سلاخیں اور اس کے درو دیوار بھی قید نہ کر سکیں............ کہ جن کی حق گوئی و بے باکی کو پھانسی کے پھندے بھی نہ روک سکے .... کہ جنھوں نے رحمت عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت شان کا پرچم چار دانگ عالم میں لہرا دیا............ کہ جنھوں نے عشق رسول کی روشن کرنوں سے اس ظلمت بھری کائنات کا جگمگا دیا............ اور جن کی بے پناہ قربانیوں کے طفیل آج ہم اہلسنت و جماعت سواد اعظم کہلاتے ہیں۔ مگر ہائے افسوس کہ ہماری بے خبری و بے حسی وہاں تک جا پہنچی کہ زندہ قومیں جس کا اندازہ نہیں کر سکتیں!

آگ تھے ابتدائے عشق میں ہم............ ہو گئے راکھ انتہا یہ ہے

تو آیئے خود فروشی و خود فراموشی کے اس تاریک اور بھیانک دور میں ایک ایسے مینارۂ نور کا ذکر کرتے ہیں کہ جس سے ہزاروں، لاکھوں کرنیں پھوٹیں اور تاریکیوں کا سینہ چھلنی کرتی ہوئی گزر گئیں............ کہ جس کی زندگی کے ان گنت پہلو ہیں۔ اور ان کی زندگی کے ہر پہلو کو عنوان زندگی بنایا جا سکتا ہے............ کہ جس کی زندگی فرحت انگیز بھی تھی غم ساز بھی اور جاں نواز بھی............ جو علم وعمل کا ایک کوہ گراں بھی تھا اور محبت و شفقت کا ایک عظیم پیکر بھی............ جو مبلغ اسلام بھی تھا اور سفیر اسلام بھی............ جو مقرر بھی تھا اور مصنف بھی............ جو جادو بیاں خطیب بھی تھا اور صاحب انشاء پرداز ادیب بھی............ جو شب زندہ دار بھی تھا اور باطل کے لیے دو دھاری تلوار

بھی۔

تو یہ انقلاب آفریں، تاریخ ساز شخصیت، بلا ریب ایک عظیم مفکر............ ایک بین الاقوامی شخصیت............ ایک عظیم مبلغ............ سیاح عالم............ سفیر اسلام............ تحریک پاکستان کا عظیم مجاہد............ امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کے محبوب خلیفہ............ جید عالم .... سحر انگیز شخصیت کے مالک الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ ہیں۔ جنھوں نے تحریر و تقریر سے اکناف عالم میں اسلام کی حقانیت کا سکہ بٹھا دیا، آپ دنیا کے جس خطے میں چلے جائیں وہاں الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ کا نام نامی سننے میں آئے گا بلکہ بعض مقامات ایسے ہیں کہ جہاں آپ علیہ الرحمۃ سے واقفیت اس کے ایمان کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔

سیاح عالم، مبلغ اسلام، سفیر اسلام حضرت علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ کی شخصیت کو سمجھنے اور آپ کے زریں کارناموں کو جاننے کے لیے تاریخ کے اوراق کو پلٹتے ہیں۔ یوپی کی مردم خیز سرزمین بھارت کے شہر میرٹھ میں مقیم علم و فضل میں یکتا............ اپنے دور کے جید عالم دین............ منفرد لب ولہجہ کے نعت گو شاعر............ عظیم روحانی پیشوا حضرت علامہ عبدالحکیم جوش علیہ الرحمۃ کہ جن کی بزرگی، شرافت، تقویٰ و اخلاص کا چرچا پورے یوپی میں تھا............ آپ لوگوں کے دلوں کے حکمران تھے............ ایک گوشہ نشین عالم ہی نہیں تھے۔ بلکہ لوگوں کی مشکلات و مصائب کو حل کرنے کے لیے کوشاں بھی رہتے تھے ایسی بزرگ شخصیت کے ہاں ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ/۳ اپریل ۱۸۹۲ء کو ایک بخت آور اور سعادت مند بچے کی ولادت ہوئی اور پھر وہی سعادت مند بچہ آگے چل کر مبلغ اعظم، سفیر اسلام، سیاح عالم الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ کہلوایا۔

حضرت علیہ الرحمۃ چار برس کی عمر میں قرآن پاک ناظرہ ختم کرتے ہیں۔ والد ماجد علیہ الرحمۃ سے عربی اردو اور فارسی کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

نو سال کی عمر میں میرٹھ کی جامع مسجد میں ڈیڑھ گھنٹہ اپنے نبی مکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندی برگزیدگی اور رفعت شان بیان کرتے ہیں اور سامعین حیرت زدہ انگشت بدنداں ہیں۔

..........۱۴ سال کی عمر تک والد ماجد علیہ الرحمۃ کا سایہ نصیب رہا اور اسی دوران آپ نے بہت کچھ حاصل کرلیا۔ ۱۶ سال کی عمر میں آپ دینی علوم سے فراغت حاصل کرتے ہیں۔ ۱۹۱۷ء میں میرٹھ کالج سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کی روحانی تربیت آپ کے والد ماجد الشاہ عبدالحکیم علیہ الرحمۃ برادر محترم علامہ الشاہ احمد مختار صدیقی حضرت پیر سید علی محدث کچھوچھوی وغیرہم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور اس زمانہ کے عظیم محدث مجدد دین وملت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان سے تعلق پیدا ہوا۔ بارگاہ رضویت میں حاضری معمولی بن گئی اور جو کمی رہ گئی تھی وہ دربار رضویت سے پوری ہوگئی سلسلہ قادریہ میں امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئے خلافت سے نوازے گئے۔ علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ کو اپنے مرشد کریم الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ سے جو عقیدت ومحبت تھی اس کو سمجھنے کے لیے صرف ایک واقعہ ہی کافی ہے کہ آپ جب حرمین طیبین سے واپسی پر امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر آپ کی شان میں یہ منقبت پڑھتے ہیں کہ۔

تمھاری شان جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو — قسیم جام عرفاں اے شہہ احمد رضا تم ہو

غریق بحر الفت مست جام بادۂ وحدت — محب خاص منظور حبیب کبریا تم ہو!

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ — جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو!

تمھیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں — امام اہلسنت نائب غوث الوریٰ تم ہو!

بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے — بھکاری کی بھرو جھولی گدا کا آسرا تم ہو!

علیم خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا — کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو!

اس قصیدہ کو سن کر امام اہلسنت اپنے محبوب مرید سے فرماتے ہیں کہ مولانا میں آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں (اپنے عمامہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے جو بہت قیمتی تھا فرمایا اگر اس عمامہ کو پیش کروں تو آپ اس دربار پاک سے تشریف لا رہے ہیں یہ عمامہ آپ کے قدموں کے لائق بھی نہیں البتہ میرے کپڑوں میں ایک بیش قیمت جبہ ہے وہ حاضر کیے دیتا ہوں۔ اور کاشانہ اقدس سے سرخ کاشانی مخمل کا جبہ مبارکہ لاکر عطا فرمایا حضرت الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ سر

وقد کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا کر وہ جبہ لیتے ہیں۔ آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ لبوں سے چومتے ہیں سر پر رکھتے ہیں اور دیر تک سینے سے لگاتے رکھتے ہیں۔

اور پھر عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم پیکر نے الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ کو بھی دیوانہ مصطفیٰ بنادیا۔ اور پھر زمانے نے دیکھا کہ رشد وہدایت کا جگمگاتا ہوا سورج چمکا اور آن کی آن میں اس کی روشن اور منور کرنیں دور دور تک پھیل گئیں اور پھر دنیا نے دیکھا کہ سرزمین میرٹھ میں پیدا ہونے والا بچہ اور اسی سرزمین سے قدیم وجدید علوم سے آراستہ و پیراستہ ہونے والا ....اعلیحضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ سے تاج خلافت پہننے والا وہ مرد قلندر .... وہ مرد مجاہد اپنے حسن وگفتار وکردار سے صیہونیت .... یہودیت .... نجدیت .... عیسائیت اور مرزائیت کے پرخچے اڑاتا ہوا نظر آیا۔ اور ان باطل قوتوں کا افق تا افق تعاقب کیا ہر میدان، ہر ملک اور ہر جگہ ان باطل قوتوں کو للکارا اور ہر جگہ اپنے نبی مکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں فتح وکامیابی کے جھنڈے گاڑے۔

اس انقلاب آفریں مرد جلیل میں وہ کیسا جوش وجذبہ تھا کہ جس نے الشاہ عبدالعلیم صدیقی کو بھارت کی سرزمین سے اٹھا کر ملک ملک اور نگر نگر پھرایا .... دریاؤں .... صحراؤں، بیابانوں اور کوہستانوں کی سیر کروائی .... وہ کون سا جنون تھا کہ جس نے اس مرد قلندر کو بے چین کر دیا وہ کون سی کسک تھی .... وہ کون سی چبھن تھی کہ آرام وسکون، گھربار، بیوی بچے، عزیز و اقارب، سب کو چھوڑ کر تبلیغ کے خاردار میدان میں دیوانہ وار قدم رکھ دیا۔

یہ جنون، یہ کسک، یہ چبھن عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی ایک مبلغ اسلام کی جو خصوصیات ہونی چاہئیں ان میں بنیادی چیز رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت ہے اور یہ محبت والفت کی چنگاری کسی فنافی اللہ والے سے ہی منتقل ہوتی ہے۔

اور پھر یہ محبت شعلہ جوالہ بن کر جسد خاکی کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے اور تب ہی نبی مکرم ﷺ کے کام سے وابستگی اور اس میں ہمہ تن انہماک پیدا ہو جاتا ہے اور پھر تاریخ کے اوراق اس کے نام اور کام کے گواہ بن جاتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ خدائے کریم کی ودیعت کردہ بے پناہ طاقت وتوانائی کے باوجود پیغام مصطفیٰ کو پھیلانے کے لیے بے حد مشکلات وآلام سے گزرے، سخت تکلیفیں اٹھائیں اپنے محدود وسائل سے شہر شہر، نگر نگر پھر کر کملی والے آقا کا پیغام سنایا ہر دل میں عظمت مصطفیٰ کی شمع روشن کی بھولے بھٹکے لوگوں کو شریعت مطہرہ کی رشوئی میں فردوس بریں کی طرف گامزن کردیا اور خود یہ آرزو رکھی کہ کسی نہ کسی طرح جمال یار کی تجلی میں کھو جائیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر تبلیغ کے میدان میں قدم رکھتے ہیں۔ اس وقت پوری دنیا خصوصاً اس برصغیر پاک وہند کے سیاسی وسماجی حالات کیا تھے۔ برصغیر میں کم وبیش سات سو سال تک فرمانروائی اور حکمرانی کرنے والے مسلمان ۱۸۵۷ء میں مکمل طور پر پامال کردیئے گئے .... انگریزوں اور ہندوؤں کی سازشوں نے انہیں پیش کر رکھ دیا تھا .... غزنیوں، غوریوں، ایرانیوں، افغانیوں اور ابدالیوں کی شیرانہ اور ولولہ انگیز یلغاروں سے یہ برصغیر ہی نہیں پوری دنیا کی فضائیں خالی خالی نظر آتی تھیں .... خالد بن ولید، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، احمد شاہ ابدالی، بخت خاں، علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ وغیرہ ہم جیسے جیالوں، سرفروشوں، جانبازوں اور حریت نوازوں سے میدان خالی تھا .... مایوسی کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ بلند وبالا پہاڑوں کو تسخیر کرنے والے جذبے سرد پڑ چکے تھے .... امنگوں، جرأتوں اور حوصلوں کا کہیں دور دور تک پتہ نہیں تھا .... افکار واذہان پر غلامانہ فلسفے کی ناپاک اور غلیظ کہر چھا رہی تھی .... انگریزوں، ہندوؤں اور ان کے نام نہاد مسلمان ساتھیوں نے مختلف مکاتیب وافکار کو جنم دینا شروع کردیا تھا۔ مسلمانوں کے متفقہ عقائد ونظریات کی بیخ کنی کی جا رہی تھی .... وہابیت، نجدیت اور قادیانیت نے فروغ پانا شروع کردیا تھا .... روح ایمان پر تاریکیاں چھانے لگی تھیں .... ان گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اکثر اہل دل اپنی تمام تر صداقتوں کے باوجود اپنی شرافتوں سمیت خانقاہوں میں جا بیٹھے .... اور پھر ان حالات میں ظلمات کے فرزندوں کو کھیل کھیلنے کا مزید موقع مل گیا۔

تو یہ تھا وہ پر آشوب اور ہلاکت آفریں دور کہ جس میں علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ شریعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام لے کر دنیا کے کونے کونے میں گئے اور عظمت مصطفیٰ کا پرچم بلند کرنے کا شرف حاصل کیا۔

سیاح عالم، مبلغ اعظم، سفیر اسلام الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ کی حیات آفریں زندگی کے ہر پہلو پر بحث کرنا مجھ جیسے کم علم کے لیے انتہائی مشکل ہے آپ کی عظمت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ دنیا کے زیرک ترین افراد آپ کے مداحوں میں سے تھے مثلاً بانی پاکستان محمد علی جناح .... سید امین الحسینی فلسطین .... حسن البناء بانی اخوان المسلمین .... ایم مروانی جسٹس آف سیلون .... ایم ٹی اکبر جسٹس سپریم کورٹ آف کولمبو .... عبدالعزیز بن سعود بادشاہ سعودی عرب .... مولانا محمد علی جوہر .... عیسائیت کا عظیم علمبردار جارج برنارڈ شاہ وغیرہ وغیرہ علم کا وہ ہمالیہ کہ جس کی علمیت کے سامنے جارج برنارڈ شا بھی انگشت بدنداں رہ گیا۔

دنیائے اسلام کا وہ عظیم جادو بیاں، سحر انگیز شخصیت کا مالک، نورانی چہرہ لبوں پر مدح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات آفرین نغمے، اسلام کی آفاقیت کا پرچم لیے سسکتی اور بلکتی ہوئی انسانیت کو اسلام کے دامن میں پناہ لینے کا پیغام لیے گم کردہ راہوں کو گنبد خضرا کی طرف واپس لے آنے کا مشن لے کر الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ جہاں بھی گئے۔ ہزاروں افراد کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ ایک ایک جلسہ میں ہزاروں افراد کو بغیر لاؤڈ سپیکر کے خطاب کرنے کا ملکہ صرف آپ ہی کو حاصل تھا اور یہ صرف غلامی رسول کا ہی صدقہ تھا۔ کہ اس کوتم نے اپنے ایک امتی کو جگمگاتا ہوا سورج بنا ڈالا کہ جس کی کرنیں آج بھی اہل ایمان کے قلوب کو منور کیے ہوئے ہیں۔

دشمنان رسول کی پوری جماعت مبلغین اپنے تمام تر وسائل اور فتنہ سامانیوں کے باوجود اتنا کام نہ کرسکی جتنا کام صرف ایک مرد حق بطل جلیل الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ نے چالیس سال کے اندر یک وتنہا کر دکھایا۔ صرف ایک انڈونیشیا میں ہی چالیس ہزار سے زیادہ غیر مسلموں کو تائب اسلام کرنا اور ان کے تاریک دلوں کو نور ایمان سے منور کردینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

برصغیر کا وہ یکتائے زمانہ عالم دین، مبلغ اعظم، عظیم روحانی پیشوا، پیر طریقت، رہبر شریعت الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ کہ جنھوں نے امریکہ جنوبی امریکہ، کینیڈا، انگلستان، یورپ، براعظم افریقہ، چین، جاپان، سیلون، انڈونیشیا، ملائیشیا، اور برما وغیرہ میں عیسائیت، مرزائیت، الحاد ولادینیت کے خلاف مردانہ وار سینہ سپر ہو کر مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ اور شریعت مصطفیٰ ﷺ کا پرچار کیا۔

تبلیغی میدان میں آپ کو اولیت کا شرف حاصل رہا اور چالیس برس مسلسل اس میدان میں تن تنہا باطل قوتوں کے مدمقابل رہے اور کامیابیوں اور کامرانیوں نے آپ کے قدم چومے۔

تبلیغ اسلام آپ کا اوڑھنا بچھونا رہی۔ براعظم افریقہ میں آپ کی ہی کوششوں سے اسلام کی شمع روشن ہوئی۔ آپ نے ان غیر مسلموں کے قلوب واذہان کو صرف نور ایمان سے منور ہی نہیں فرمایا بلکہ ان نومسلموں کی تعلیم وتربیت کے لیے خصوصی انتظامات بھی فرمائے۔

مساجد، مدارس اور مشنز قائم کیے، ماہنامے اور ہفت روزے جاری کیے۔ مسجد سلطان سنگا پور، جاپان مسجد، ٹوکیو، مسجد حنیفہ کولمبو، اسلام کتب خانہ، مشن اور مسجد نائیجیریا، مسلم ڈائجسٹ افریقہ، سٹار آف اسلام کولمبو، رئیل اسلام سنگا پور، دی جینوئن اسلام سنگا پور، عربی یونیورسٹی لہلایا، الجمیعۃ الحمدیہ انڈونیشیا انٹر ریلیجس آرگنائزیشن سنگا پور تنظیم بین المکتب الاسلامی جامع مسجد حنفی کولمبو، غفوریہ عربی سکول کولمبو، ٹرینی ڈاڈ مسلم اینوئل، ملایا مسلم مشنری سوسائٹی وغیرہ ہم آپ کی مساعی جلیلہ کی روشمثال ہیں۔ اور دنیائے اسلام کے لیے آپ کی یہ کاوشیں مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہیں۔

آپ نے اپنے پیرو مرشد کی دعاؤں کے سائے تلے پوری دنیا کا تبلیغی دورہ فرمایا، انڈونیشیا، برما، سیلون، ملائیشیا، تھائی لینڈ، انڈوچائنا، موریشس، جنوبی افریقہ، مشرقی افریقہ نوآبادیات، سعودی عربیہ، عراق، اردن، فلسطین، مصر، سائبیریا، بلجیم، کانگو، فرانس، جرمنی، اٹلی، لبنان، نیروبی، امریکہ، جنوبی امریکہ، ویت نام، تنزانیہ، شام، ایسٹ انڈیز، ویسٹ انڈیز، رومانیہ، پرتگیز، برطانیہ، گیانا، مڈغاسکر، ٹرینی ڈاڈ، کینیڈا فلپائن، سنگا پور، گیمبیا، کینیا، نیوزی لینڈ،

اور ارجنٹائن آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کی جولان گاہ رہے آپ کے دست اقدس پر اسلام کی حقانیت کا اعتراف کرنے والوں کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ ہے۔

آپ کے بعد ایسا عظیم مبلغ آج تک ظاہر نہیں ہو سکا۔ جو تبلیغ کی اس ارفع مسند پر بیٹھ سکے جہاں آپ رونق افروز تھے۔ آپ کی مسند عظیم ہنوز خالی ہے اور نہ جانے کب تک رہے گی۔

مبلغ اسلام الشاہ عبدالعلیم صدیقی کہ جس نے ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کے الحادی لیکچروں کی دھجیاں اڑا دیں.......... کہ جس نے ماریشس سے قادیانیوں کا خاتمہ کیا.......... کہ جس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر ماریشس کے فرانسیسی گورنر نے آپ ہی کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا.......... کہ ہانگ کانگ، ٹوکیو میں جس کی اسلام کی حقانیت کی تبلیغ سے متاثر ہو کر تعلیم یافتہ جاپانیوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے اسلام قبول کیا.......... نامور وکلاء، سائنسدان اور فلاسفر حضرات نے آپ کے ذریعے ہی اسلام قبول کیا.......... کہ عیسائیت کا علمبردار جارج برنارڈ شا اسلام اور عیسائیت کے موضوع پر اس مرد قلندر کے مقابل آیا اور منہ کی کھائی ناچار تسلیم کرنا پڑا آئندہ سو سال بعد دنیا کا مذہب صرف اسلام ہوگا۔ دور حاضر میں تبلیغی میدان کے اس عظیم شہسوار کا دور دور تک کوئی مد مقابل نظر نہیں آتا۔

۱۹۴۹ء میں سنگا پور میں آپ نے تنظیم بین المذاہب کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد رکھی اور اس کے تحت تمام دنیا کے عیسائی، یہودی، بدھ مت اور سکھ مذاہب کے پیشواؤں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ اور ان سے لادینیت کے قلع قمع کرنے کی اپیل کی۔ تمام مذاہب کے ان مذہبی رہنماؤں کی ایک مشترکہ کانفرنس نے آپ کو His Exaltedeminence کا خطاب دیا۔

ماریشس میں عید میلاد مسلم کانفرنس کا جھنڈا بلند کرنے والے.......... برما مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے بانی.......... انڈونیشیا میں نصرانی پادریوں کو شکست فاش سے دوچار کرنے والے.......... مسلم یونٹی بورڈ کے بانی.......... سیلون میں حزب اللہ کی بنیاد رکھنے والے.......... چین میں اسلامی احیاء کے لیے کام کرنے والے.......... ٹوکیو، کوب، اوساکا جیسے بین الاقوامی شہروں میں عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شمع روشن کرنے والے.......... اپنی سحر انگیز خطابت و

دلائل سے باطل قوتوں کا منہ موڑ دینے والے .... عظمت مصطفیٰ ﷺ کی دھوم مچانے والے .... دنیا کو قادیانیت کی مضرت رسانیوں اور اس کی حقیقت سے روشناس سے کرانے والی عظیم شخصیت .... قائد ملت اسلامیہ، امام اہلسنت حق گو، بے باک اصولوں پر سمجھوتہ نہ کرنے والی عظیم شخصیت سیدی مرشدی علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی دامت برکاتہم العالیہ کے والد ماجد علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ ہی کی ہے۔

علامہ الشاہ عبدالعلیم علیہ الرحمۃ جہاں بلند پایہ عالم دین، مبلغ اسلام اور میدان خطابت کے شہسوار تھے وہیں دُنیائے روحانیت کے بھی راز دان تھے جن کی نگاہ بصیرت نے ایک حافظ قرآن .... درس نظامی پر عبور حاصل کرنے والے .... علی گڑھ یونیورسٹی سے سائنس میں انٹر کرنے کے بعد جس کے دل و دماغ میں اسلامی عقائد کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہو گئے تھے .... دماغ انکار پر مائل ہو گیا تھا .... اس نوجوان کی جب مبلغ اعظم علامہ الشاہ عبد العلیم صدیقی علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوئی تو آپ کی نگاہ کیمیا اثر نے اس نوجوان کے دل و دماغ کی کایا پلٹ دیا اسلامی عقائد کے بارے میں تمام شکوک وشبہات زائل ہو گئے اس مرد قلندر نے اس نوجوان کی دنیا ہی بدل ڈالی اور پھر ایسی دنیا بدلی کہ دنیائے اسلام میں وہ نوجوان مبلغ اسلام ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری علیہ الرحمۃ کے نام نامی سے مشہور رہوا۔

اہل علم ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری علیہ الرحمۃ کی علمیت اور اسلام کے لیے آپ کی خدمات سے آج بھی ان کی گرویدہ اور معترف ہیں۔ علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ کی چشم کرم نے ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری کے دل ودماغ کو عشق رسول سے منور کر دیا۔ اور جو دل انکار اسلام کی طرف مائل تھا اس دل کو عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا گھوارہ بنا دیا۔

علامہ الشاہ عبد العلیم صدیقی علیہ الرحمۃ ۱۹۵۰ء میں کوتابا میں ایک عظیم اجتماع سے خطاب فرمانے والے تھے کہ عین تقریر کے وقت برق و باراں کے آثار پیدا ہوئے مجمع میں اضطراب پیدا ہونے لگا مگر اس عاشق رسول نے اعلان کرا دیا کہ مطمئن رہیں بارش نہیں ہو گی۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے کامل اطمینان کے ساتھ دو گھنٹہ خطاب فرمایا، بارش نہیں ہوئی آپ کے خطاب کے بعد

موسلا دھار بارش ہوئی۔ آپ کی اس کرامت نے بے شمار دلوں کو متاثر کیا۔ اور آج بھی آپ کے فیض سے ہزاروں لوگ اپنے قلوب واذہان کو منور کیے ہوئے ہیں۔

آج کا انسان بے پناہ سائنسی اور مادی وسائل رکھنے کے باوجود جب علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ کی سوانح حیات اور اسلام کے لیے آپ کی خدمات کا مطالعہ کرتا ہے تو حیران و پریشان ہو جاتا ہے۔ کہ چالیس سالہ تبلیغی دور میں آپ مسلسل سفر میں رہتے ہیں .... دن ہو یا رات جگہ جگہ اسلام کا آفاقی پیغام پہنچاتے ہیں .... لوگوں میں عشق رسول ﷺ کی دولت بانٹتے ہیں .... بھٹکے ہوؤں کو راہ ہدایت پر چلاتے ہیں .... دن کہیں تبلیغ اسلام میں گزرتا ہے اور رات کہیں .... سفر اور مسلسل سفر جبکہ اس دور میں آج جیسی سفری سہولتیں بھی میسر نہیں تھیں .... باطل قوتوں سے مناظرے بھی کرتے ہیں .... ادارے اور مشنریاں بھی قائم کرتے ہیں .... ماہنامے اور ہفت روزے بھی جاری کرتے اور پھر مسلسل ان کی دیکھ بھال بھی کرتے ہیں .... گھر بار، بیوی بچے اور عزیز واقارب کو بھی وقت دیتے ہیں ان کی ضروریات کو بھی پورا کرتے ہیں۔ مریدین، مخلصین اور محبتین کے دکھ سکھ میں بھی شریک ہوتے ہیں۔

مسلسل سفر اور پھر تھکا دینے والی مصروفیات کے باوجود اپنے رب کریم کے ذکر واذکار سے بھی غافل نہیں ہیں .... اپنے آقا و مولا سرکار دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت میں سرشار شریعت مطہرہ کا پیغام لیے ملک در ملک دورے کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ .... اپنے مریدین کی اصلاح اور ان کی تعلیم و تربیت کی طرف سے بھی غافل نہیں ہیں .... جہاں باطل قوتوں کو للکارتے ہیں وہیں پر شاتمان رسول کا ماتم کرتے ہوئے بھی دکھائی پڑتے ہیں .... نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کی طرف سے بھی آپ کوتاہی نہیں برتتے .... فرمانرواؤں، حکمرانوں، راجوں، مہاراجوں، امیروں، غریبوں، عالموں، دانشوروں، راہبوں، پادریوں، گداؤں اور شہنشاہوں سے ملاقات بھی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں......

آج کا مادہ پرست انسان سرگریبان اس لیے ہے کہ اس مرد قلندر کے اس مسلسل کام .... سفر در سفر .... بے انتہا مصروفیت .... دن رات کی محنت شاقہ کے پیچھے کسی

حکمران کسی حکومت، .... کسی جاگیردار، کسی راجے مہاراجے کسی "جماعت" کی پشت پناہی بھی تو حاصل نہیں ہے .... اور نہ ہی اس مرد جلیل کو اس کام سے کوئی مالی منفعت حاصل کرنا مقصود ہے اور نہ ہی کوئی دنیاوی عہدہ، اور نہ ہی اس بطل جلیل پر پیٹروڈالرز کی بارش ہوتی ہے۔

تو پھر ایک فرد واحد نے اتنا کام کیسے کرلیا؟ عقل حیران ہے۔ اور ہماری آج کی نوجوان نسل اس بات کو ہی تسلیم کرنے میں پس وپیش کا شکار ہے .... مگر ان باتوں کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ چالیس برس کی مسلسل تبلیغی جدوجہد میں سینکڑوں، انجمنوں جتنا کام سید عالم، نور مجسم، رحمت عالم، داور محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام نے یک وتنہا سرانجام دیا۔ اور تاریخ کے اوراق اس بات کے گواہ ہیں۔

اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔ ترجمہ۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی سورۃ مجادلہ پارہ ۲۸ آیت ۲۲۔ ترجمہ از کنز الایمان) یہی ہے وہ راز کی بات کہ جس کی سمجھ مادہ پرست انسان کو نہ ہے۔ اور وہ ایں وآں کے چکر میں الجھا ہوا ہے۔ اصل میں جب انسان اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے احکامات کی تعمیل اور راضی بہ رضا رہنے کو اپنا فلسفہ حیات بنا لیتا ہے۔ اور ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتا رہتا ہے .... جب سینہ مدینہ بن جاتا ہے .... عشق رسول علیہ الصلوۃ والتسلیم اس کے وجود کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے .... جب وہ سنت نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کا حسین پیکر بن جاتا ہے۔ تو پھر وہ انسان اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اور جب اللہ رب العزت اپنے اس محبوب بندے پر اپنی رحمتوں اور فضل وکرم کے دروازے کھول دیتا ہے تو وہاں تعجب اور حیرانگی کا داخلہ بالکل بند ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب دلوں میں ایمان نقش ہو جائے ہر کام میں رب کی رضا ہو تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے اپنے اس بندے کی مدد فرماتا ہے۔

یہاں پر یہ بھی ذہن نشین رہے کہ علامہ علیہ الرحمۃ صرف ایک عالم دین اور روحانی پیشوا ہی نہیں بلکہ مبلغ بھی تھے اور مبلغ کی زندگی میں ایک لمحہ بھی فراغت کا نہیں ہوتا بہرحال ایسے ہی لوگوں

کو زندگی سے کوئی شکایت نہیں ہوتی اور یہی لوگ غم وآلام، کرب وآزمائش کا استقبال اس طرح کرتے ہیں کہ دوسرے لوگ مسرتوں اور کامرانیوں کا بھی نہ کرسکیں اور یہ تمام اوصاف علامہ علیہ الرحمۃ میں بدرجہ اتم موجود تھے۔

علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی مدنی علیہ الرحمۃ حسن اخلاق، ایثار وقربانی حق گوئی، صاف، دلی، بے نفسی، حلم وبردباری، زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت، وسعت ظرف جیسے اوصاف حمیدہ کے حسین پیکر تھے غم وخوف سے بالکل ناآشنا اور ہر کام میں اللہ رب العزت اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا چاہتے تھے۔

آپ کی مذہبی خدمات جہاں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں وہیں آپ کی سیاسی خدمات بھی ہماری تاریخ کے روشن بابوں میں سے ایک باب ہیں کہ جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے خصوصاً تحریک پاکستان میں آپ کا جو مجاہدانہ کردار رہا اس کو تاریخ کا کوئی بھی طالب علم نہیں بھول سکتا۔ اور نہ ہی آپ کے مجاہدانہ کردار کا ذکر اور اعتراف کیے بغیر پاکستان کی تاریخ لکھی جاسکے گی۔ بلکہ تحریک پاکستان اور پاکستان کی تاریخ علماء ومشائخ اہلسنت کے بغیر نامکمل ہی رہے گی، تحریک خلافت، شدھی تحریک اور دوسری تحریکوں میں دیگر علماء ومشائخ کے ہمراہ علامہ علیہ الرحمۃ نے جو کام کیا وہ ہماری تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے۔ مگر ہم نے اپنے اسلاف کے ان روشن کارناموں پر اپنی، سستی، کوتاہی اور غلطیوں کی گرد ڈال دی ہے۔ اور ہماری اس مجرمانہ غلطیوں کو آنے والی نسلیں اور تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی۔

یہ حقیقت تاریخ کے کسی طالب علم سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اس برصغیر میں جو بھی تحریکیں چلی ہیں وہ اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکیں جب تک اس تحریک کی تائید میں علماء ومشائخ اہلسنت نے حصہ نہ لیا ہو۔ برصغیر پاک وہند کے مسلم معاشرے میں علماء ومشائخ اہلسنت کا فعال کردار نظر آتا ہے جس کو کوئی بھی مورخ نظر انداز نہیں کرسکتا۔

قیام پاکستان کی تاریخ کا اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو ایک بات اپنی پوری حقانیت کے ساتھ عیاں ہوتی ہے کہ تحریک پاکستان میں مسلم لیگ اس وقت تک مسلمانوں کی نمائندہ

جماعت نہیں بنی جب تک علماء ومشائخ اہلسنت نے اس کی بھرپور تائید وتصدیق نہ کی اور یہ علماء اہلسنت اور مشائخ اہلسنت ہی تھے کہ جب کانگریس، جمعیت علماہند، احرار وغیرہ تنظیمیں پوری قوت کے ساتھ مسلم لیگ اور قیام پاکستان کی مخالفت کر رہی تھیں۔ تو اس نازک صورت حال میں مسلمانان برصغیر موت وزیست کی کشمکش میں مبتلا تھے تو انھوں نے میدان عمل میں آکر مسلمانوں کو کانگریس اور جمعیت علماہند کے دام فریب سے بچایا، جب قائداعظم محمد علی جناح نے علما اہلسنت کو یقین دلایا کہ پاکستان کے قیام کا مقصد اسلامی ریاست کا قیام، اور کتاب وسنت کی حکمرانی ہے تو علماء اہلسنت نے عوام اہلسنت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے ایک تنظیم کے قیام کے لیے مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ کی قیادت میں علماء ومشائخ کا ایک اجلاس مرادآباد میں طلب کیا۔ سنی کانفرنس کو منظم کرنے کے لیے ملک گیر دورے کیے گئے چنانچہ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس پیر سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ کی قیادت میں منعقد ہوئی جس میں پانچ ہزار سے زائد علماء ومشائخ اور ڈیڑھ لاکھ عوام اہلسنت نے شرکت کی اور پاکستان کے قیام کی بھرپور حمایت کا اعلان کیا۔ اور اس کانفرنس میں محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے جو تاریخی خطبہ استقبالیہ پڑھا وہ تحریک پاکستان کی ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے اس کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لیے اور اس کا پیغام گھر گھر پہنچانے کے لیے علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ نے جو جدوجہد کی وہ ہماری تاریخ میں سنہری حرفوں سے لکھا جائے گا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں اسلامی حکومت کے لیے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے جو کمیٹی بنائی گئی علامہ علیہ الرحمۃ بھی اس کے ممبر تھے اور اس کے لیے آپ نے اس وقت سے لے کر قیام پاکستان کے بعد دم آخر تک بے انتہا محنت کی۔

اور یہ بھی ہماری تاریخ کے انتہائی دردناک اوراق ہیں کہ تحریک پاکستان میں گلی گلی، کوچہ کوچہ، گاؤں گاؤں، شہر شہر ہمارے علماء ومشائخ نے بے پناہ قربانیاں دے کر قیام پاکستان بن گیا تو جنھوں نے تحریک پاکستان کے ہر موڑ پر قیام پاکستان کی ڈٹ کر مخالفت کی وہی اس تحریک اور

پاکستان کے وارث بن گئے۔

کاش کوئی غیر جانبدار مورخ تاریخ کے اس پہلو کو بھی سامنے لائے کہ حقیقت میں اس تحریک میں کن لوگوں کا کردار رہا ہے اور وہ کون سی ہستیاں ہیں کہ جن کی کوششوں سے ہمیں یہ خطہ پاکستان نصیب ہوا اور یہ حقیقت ہے کہ علماء اور مشائخ اہلسنت ہی ہیں کہ جن کی بے مثال جدوجہد سے مملکت خداداد پاکستان کا حصول ممکن ہوا، تحریک پاکستان کے دو محاذ تھے۔ اندرون ملک اور بیرون ملک اندرون ملک حضرت سید محدث کچھوچھوی، مولانا نعیم الدین مرادآبادی، پیر سید جماعت علی شاہ، پیر مانکی شریف، مولانا امجد علی، مولانا قمر الدین سیالوی، شاہ عبد الرحمٰن بھرچونڈی، مولانا عبد الستار نیازی، مولانا عبد الحامد بدایونی، وغیرہم علیہ الرحمۃ والرضوان تحریک پاکستان کے مخالفوں سے برسرپیکار تھے۔

ہندوؤں کی مکاریوں اور ان کی سازشوں کے تارپور بکھیر رہے تھے جبکہ دوسرا محاذ کہ بیرون ملک کا تھا اس محاذ کو صرف اور صرف علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ نے ہی سنبھالا۔ مسلم لیگ اور قائداعظم محمد علی جناح کو ایک ایسی ہفت زبان شخصیت جو کہ اس برصغیر کی سیاسی، مذہبی، معاشی، سماجی، معاشرتی اور جغرافیائی حالات پر مکمل عبور اور گہری نظر رکھتی ہو۔ اور ہر ملک میں اس ملک کی مروجہ زبان میں نظریہ پاکستان کی وضاحت کا فریضہ سرانجام دے سکے کی تلاش تھی۔ اور اس برصغیر میں ان اوصاف کی حامل صرف ایک ہی شخصیت علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ کی ہی تھی۔ اور یہ وجہ تھی کہ قائداعظم نے متعدد مرتبہ آپ کو بطور خاص بیرون ممالک کے دورہ پر بھیجا۔ اور پھر قیام پاکستان کے بعد بھی آپ کو قائداعظم نے اسلامی ممالک میں پاکستان کی نمائندگی کا فریضہ سونپا۔

تحریک پاکستان میں مذکورہ دونوں محاذ اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہیں مگر میری نظر میں بیرون ملک والا محاذ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل اور مشکل ترین محاذ تھا کیونکہ بیرون ممالک کے عوام، دانشور، وکلاء اور سربراہان مملکت کو ہند کے مسلمانوں کی سیاسی، سماجی معاشی اور معاشرتی حالات سے آگاہ کرنا ہندوؤں کانگریسوں کی سازشوں سے پردہ اٹھانا نظریہ پاکستان کی وضاحت کرنا قیام پاکستان کے مقاصد سے آگاہ کرنا اور پھر ان زعماء کو تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کی حمایت کے

لیے آمادہ کرنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔

جبکہ گاندھی اور اس اس کے پیروکاروں نے اندرون ملک کے ساتھ ساتھ بیرونی ممالک میں بھی اپنی عیاریوں، مکاریوں اور سازشوں کے جال بچھا رکھے تھے۔ اور یہ کانگریسی اپنی پوری طاقت اور مکمل ٹیم کے ساتھ بیرون ممالک میں تحریک پاکستان اور مسلمانان ہند کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کرنے میں مصروف تھی۔ اور یہ وجہ تھی کہ دنیا میں تحریک پاکستان کی کامیابی اور پاکستان کو دیوانے کا خواب سمجھا جاتا تھا۔ اور عالم اسلام ہندوستان کے مسلمانوں کے خلاف تھا۔

تحریک پاکستان کے خلاف کانگریسی لیڈروں کے اس زہریلے پروپیگنڈے کے توڑ کے لیے علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ کو نہ جانے کتنے مشکل مراحل سے گزرنا پڑا ہوگا........ کتنے سفر کرنے پڑے ہوں گے........ کن کن دشوار گزار راستوں سے گزرنا پڑا ہوگا........ کیا کیا تکالیف اور صعوبتیں عالم پیری میں برداشت کرنی پڑی ہوں گی........ کیسے کیسے سوالوں کے جواب دینے پڑے ہوں گے........ کیا کیا یقین دہانیاں کرانی پڑی ہوں گی........ کیسے کیسے دلائل کے انبار لگانے پڑے ہوں گے........ ایک ایک شخص اور ایک ایک دفعہ سے نہ جانے کتنی کتنی بار مذاکرات کرنے پڑے ہوں گے........ نہ جانے کتنی راتیں آنکھوں میں کٹی ہوں گی .... اتنے مراحل بلکہ اس سے کہیں زیادہ کٹھن مراحل سے گزرنے کے بعد کامیابی کا منہ دیکھنا پڑا ہوگا۔ مگر قربان جائیں علامہ علیہ الرحمۃ کی استقامت اور قوت برداشت پر کہ مسلم لیگ اور علماء و مشائخ نے جو ذمہ داری آپ کے کندھوں پر ڈالی اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے اور اس ذمہ داری کو احسن طریقہ سے نبھا کر دکھایا۔

یہ علامہ علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی تھی کہ جنھوں نے تحریک پاکستان کے مخالفوں کا ملک در ملک تعاقب کیا مصر اور انگلینڈ میں اپنی مدلل تقریروں سے کانگریسیوں کا ناطقہ بند کر دیا۔ ۱۹۴۶ء میں حج کے موقع پر آپ نے متعدد عرب ممالک کے دورے فرمائے اور نظریہ پاکستان کی وضاحت فرمائی جس کے نتیجہ میں عرب ممالک کے دورے فرمائے اور نظریہ پاکستان کی وضاحت فرمائی جس کے نتیجہ میں عرب ممالک کے عوام اور علماء نے صحیح طریقہ سے نظریہ پاکستان کو سمجھا اور یہ آپ ہی کی

ذات گرامی تھی کہ جنھوں نے مسلمانان عالم کے سامنے ہند کے مسلمانوں کا موقف پیش کیا اور ان کی حمایت حاصل کی۔

آپ نے فلسطین شام لبنان، مصر، اردن اور عراق کا دورہ کیا آپ ان ممالک کے حکام سے ملے۔ عوامی جلسوں سے خطاب فرمایا، علماء وکلاء اور دانشوروں کے سامنے نظریہ پاکستان کو ہند کی سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی اور مذہبی صورت حال کے تناظر میں انتہائی وضاحت اور دلائل سے پیش کیا۔ اور ان زعماء کو تحریک پاکستان کی حمایت کے لیے آمادہ کیا سہ رکنی وفد کے ہمراہ ابن سعود سے ملاقات کی۔

غرضیکہ تحریک پاکستان کے حوالے سے آپ کی شخصیت کے بے پناہ گوشے ابھی تک تفصیل طلب ہیں۔ کاش کوئی تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات کو منصۂ شہود پر لائے۔ عالم اسلام کی وہ عظیم شخصیت کہ جس نے اپنے حسن گفتار سے .... اپنے بلند کردار سے .... سفر میں .... نگر نگر میں اپنی ذہانت وفصاحت سے اپنے رب کا پیغام پہنچایا........ کہ جس نے پیران سالی کے باوجود فاصلے سمیٹ لیے........ کہ جس نے پیغام مصطفی پہنچانے کے لیے وقت کی طنابیں کھینچ لیں .... کہ جس نے صیہونیت، عیسائیت، احمدیت، نجدیت، لادینیت، اشتراکیت اور مرزائیت کے باطل نظریات کو اپنے علم وفضل سے پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔ اور ان باطل قوتوں کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیئے .... کہ جس نے لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہبی رہنماؤں سے مناظرے کئے .... کہ جس نے افریقہ کے خاک نشینوں کو آشنائے عرش کیا........ کہ جو گم کردہ راہوں کو گنبد خضرا کی چھاؤں میں لے کر آیا........ کہ جو میرٹھ سے مدینہ تک عہد سے لحد تک عشق رسول کی خیرات بانٹتا رہا اور علم وادراک کے موتی لٹاتا رہا........ کہ جس نے اسلام کا پرچار ان ملکوں میں کیا جہاں اسلام کے ماننے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی........ کہ جو تبلیغ اسلام کے لیے ان خطوں میں گیا کہ جہاں کے لوگ اسلام کے نام سے آشنا نہیں تھے........ کہ جس کی رگ رگ اور ریشے ریشے میں عشق رسول پنہاں تھا........ کہ جس کی آواز میں بلا کی کاٹ اور غضب کی شیرینی تھی........ کہ جس کی

زبان سے جو بات نکلتی لوگوں کے دلوں میں اثر کرتی تھی۔

وہ مرد کامل کہ جو مردہ دلوں کو حیات جاوید بخشتا رہا............ کہ جس نے ہزاروں گم کردہ راہوں کے دلوں میں عشق رسول کی شمع روشن کی .... کہ جس نے اپنے قدموں میں آنے والوں کو کبھی مایوس نہیں کیا........... کہ جس کی ساری زندگی ذکر اور تبلیغ میں بسر ہوئی سنت نبوی کا وہ حسین پیکر کہ جس کی تابناک کرنوں سے ہزاروں سینے منور ہوئے۔

وہ مبلغ اعظم، سفیر اسلام، علم و فضل کا کوہ گراں، عظیم روحانی شخصیت، علامہ الشاہ عبد العلیم صدیقی مدنی علیہ الرحمۃ گنبد خضرا کو آنکھوں میں بسائے گنبد خضری کی چھاؤں تلے شہر رسول مدینہ منورہ میں ۶۳ سال کی عمر میں ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ ۲۲ اگست ۱۹۵۴ء کو اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف کوچ کر کے اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے اور جنت البقیع میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قدم مبارک میں مدفون ہوئے۔

اے پروردگار عالم جب تک آسمان کے ستاروں میں چمک، مرغزاروں میں کوئلوں کی کوک اور پپیہا کی ترنم خیز صدائیں گونجتی رہیں۔ جب تک کائنات کی چہل پہل اور گردش لیل و نہار ہو جب تک گلشن میں کلیوں کی مسکراہٹ اور پھولوں کے حسین قہقہے پر بلبلوں کی نوا سنجی ہو۔ الہ العالمین اس وقت تک علامہ الشاہ عبد العلیم صدیقی مدنی علیہ الرحمۃ کی قبر مبارک پر تیرے رحم و کرم کے پھولوں کی بارش ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر میں شان کریمی ناز برداری کرے

بے سایہ رسول ﷺ

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ عالم شہادت میں حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا سایہ نہ تھا..... چوں لطیف تر از روے ﷺ در عالم نباشد اُو را سایہ چہ صورت دارد............... (مکتوبات مجدد الف ثانی) کیونکہ ہر شخص کا سایہ لطیف ہوتا ہے اور حضور علیہ السلام سے کوئی چیز لطیف نہ تھی اس لیے آپ کا سایہ کس طرح ہوتا۔

یہ ہم کہتے ہیں دنیا میں محمد ﷺ آئے بے سایہ
خدا جانے محمد ﷺ تھے کہ تھا سایہ محمد ﷺ کا

(روح ایمان ..... علامہ سید محمود احمد رضوی مدظلہ)

سادگی و متانت، سنجیدگی و اخلاص، محبت اور محنت کے پیکر، شیخ القرآن مولانا

مفتی علی احمد سندیلوی

سے ایک اہم اور مفصل انٹرویو

ملاقات: ملک محبوب الرسول قادری

شیخ القرآن مولانا مفتی علی احمد سندھیلوی سنجیدگی و متانت سادگی و اخلاص اور محبت و محنت کا واقعی پیکر ہیں انھوں نے بڑی محنت سے دین علم پڑھا شیخ القرآن علامہ محمد عبد الغفور ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام المناطقہ استاذ العلماء مولانا عطا محمد بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے فیضیاب ہوئے اور پورے خلوص کے ساتھ خدمت دین کے لیے پوری طرح مستعد ہیں۔ ان سے ایک ہمہ جہت مفصل انٹرویو کیا گیا جس میں محب گرامی برادرم پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی بھی میرے ساتھ تھے مولانا سندھیلوی کا انٹرویو نذر قارئین ہے۔ (محبوب قادری)

○ اسم گرامی؟ ولدیت، تاریخ پیدائش اور خاندانی پس منظر اور ابتدائی تعلیمی حالات بتائیں گے؟

☆ میرے دو نام ہیں ایک علی احمد اور دوسرا بنیامین۔ میرا پہلا نام ہی مشہور ہوا۔ میر القب سندھیلوی ہے میرے والد گرامی کا نام شرف الدین بن فتح دین بن سوداگر بن سوندھا بن درگاہی

بن عارف بن نگاہیا تھا۔ میری پیدائش ۲ جنوری ۱۹۴۳ء کو سرہند شریف (انڈیا) کے جوار میں بسی شریف تحصیل کے ایک گاؤں باسکندر میں ہوئی ایک متوسط آرائیں خاندان کا فرد ہوں آباؤاجداد عرب شریف سے محمد بن قاسم کے لشکر کے ہمراہ جہاد کے لیے سندھ آتے تھے پھر سرسے وال پھر با سکندر وغیرہ کے علاقوں میں آباد ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں ہمارا خاندان ہجرت کر کے پاکستان آرہا تھا

۱۹۴۷ء میں خاندان کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان آیا

کہ راستے میں میرے دادا جان کا انتقال ہو گیا میرا دوسرا نام بنیامین انھوں نے ہی رکھا تھا پھر ہم باب پاکستان والٹن کیمپ ٹھہرے۔ فیصل آباد چلے گئے گوجرانوالہ رہے موضع خان مسلمان میں عارضی الاٹ منٹ ہوئی وہاں رہے اسی زمانے میں والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا اور کئی صدمے جھیلے اور اسی جگہ محلہ کی مسجد میں ایک ہمسائے غلام حیدر کے ساتھ قرآن کریم کی ناظرہ تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی پھر میرے چچا میاں عبدالغنی نے مجھے اور میرے بڑے بھائی محمد یوسف کو پرائمری سکول میں داخل کرا دیا ہم نے چوتھی اور پانچویں جماعت ایک ہی سال میں پڑھی اس کے بعد ہمیں خان مسلمان کی عارضی الاٹ منٹ منسوخ کر کے ڈیرا مولا سنگھ مرزا ورکاں تحصیل وضلع شیخوپورہ میں مستقل الاٹ منٹ کر دی گئی تو ہم وہاں آ گئے مالی حالات کی مشکلات کے سبب پڑھائی ترک کر دی اور اپنے جانور چرانے کا کام سنبھال لیا۔ پھر لائل پور مائی دی جھگی دستی کھڈیوں کا کام سیکھا اور تین سال تک دستی کھڈیوں پر کپڑا بنتا رہا لیلیشیا، لٹھا، چارخانہ وغیرہ کپڑا بنتا رہا اسی زمانے میں ایک دن ہمارے کپڑا بننے والے استاد صاحب کا نام محمد حبیب تھا وہ جمعہ پڑھنے گئے وہ حضرت محدث اعظم پاکستان ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جاتے تھے میں بھی گیا جب میں نے ان کی زیارت کی تو فوراً میرے دل میں علم دین حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو گیا۔ میں اسی زمانے (۱۹۵۶ء) میں حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر ہی بیعت ہوا۔ والد صاحب سے دین پڑھنے کے لیے اجازت مانگی تو انھوں نے صاف انکار کر دیا کہنے لگے کہ ہم زمیندار خاندان کے لوگ ہیں اور مولوی تو مانگ کر روٹیاں کھاتے ہیں

اس لیے کوئی ضرورت نہیں پڑھنے کی۔ بڑی مشکل سے بار بار ضد کر کے صرف دو سال کی مدت کے لیے دین پڑھنے کی اجازت لی۔ ۱۰ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ (۱۱ نومبر ۱۹۵۷ء) کو جامعہ رضویہ لائل پور میں داخل ہوا۔ پھر چند روز کے بعد حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عبداللہ پور کولر ضلع شیخوپورہ میں مولانا ابوالمصباح محمد الیاس ہزاروی کے پاس بھیج دیا۔ ان دنوں ان کا مدرسہ نیا بنا تھا۔ یہاں ڈیڑھ سال پڑھتا رہا فارسی اور صرف کی کتب پڑھیں پھر استاذ گرامی کے ساتھ جڑانوالہ میں جامعہ غوثیہ رضویہ مصباح العلوم میں ڈیڑھ سال پڑھا۔ صرف، نحو اور قدوری تک فقہ اور منطق کی

میرے دو نام ہیں علی احمد اور بنیامین، پہلا نام ہی مشہور ہوا۔

ابتدائی کتب پڑھیں۔ پھر جامعہ مجددیہ بھکا شریف میں حضرت مولانا محمد الیاس ہزاری کے ہمراہ گیا مولانا ولی النبی رحمہ اللہ سے شرح جامی، شمس بازغہ وغیرہ کتب پڑھنے گئے تھے اس دوران میں نے مولانا ہزاروی صاحب سے شرح الوقایہ شرح، تہذیب کافیہ وغیرہ کتب پڑھیں پھر مولانا محمد الیاس ہزاروی کے ہمراہ ہی احسن المدارس پنیالہ ڈیرہ اسماعیل خان پڑھتا رہا۔ پھر سمندری کے قریب جامعہ سلطانیہ رضویہ اڈہ مرید والا میں ایک سال پڑھا اسی زمانے میں ۳۰ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ (۳۱ اگست ۱۹۶۲ء) کو میرے پیرومرشد حضرت محمد محدث اعظم پاکستان کا وصال ہوا پھر جڑانوالہ میں قطبی، نورالانوار اور کنزالدقائق وغیرہ کتب مولانا محمد الیاس ہزاروی سے پڑھیں۔ بہت تھوڑا وقت جامعہ حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف اوکاڑہ میں بھی گزارا۔ پھر جامعہ رضویہ فیصل آباد دوبارہ داخلہ لیا۔ یہاں حضرت مولانا مختار احمد سے شرح وقایہ حضرت مولانا مفتی محمد امین سے ہدایہ اولین، مولانا ابوالبیان محمد احسان الحق رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرح جامی اور مقامات حریری مولانا مفتی نواب الدین سے مطول، ملا حسن مسلم الثبوت اور مسلم کے چند اسباق پڑھے سید منظور حسین شاہ سے صرف، مولانا غلام نبی سے مختصر المعانی اور مولانا محمد نصراللہ خان افغانی سے شرح تہذیب کے چند اسباق دوبارہ پڑھے۔ قاری علی احمد اور قاری منظور احمد سے تجوید پڑھی۔

۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ میں جامعہ غوثیہ وزیرآباد میں شیخ

القرآن حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ سے دورہ تفسیر قرآن پڑھا اور مولانا عبد الرزاق سے ترجمہ قرآن سماعت کیا۔

۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۲ء تک جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف میں زیر تعلیم رہا یہاں میبذی اور عبدالغفور حضرت مولانا محمد عبدالحق بندیالوی مدظلہ العالی اور باقی ساری کتب حضرت استاذ الکل امام المناطقہ علامہ عطا بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھیں۔ اسی دوران میں چند دنوں کے لیے حاصلاں والا گیا مولانا سلطان احمد سے شرح اشارات اور افق المبین ہدایہ آخرین کے چند اسباق پڑھے شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ (۱۹۷۲ء) میں جامعہ رضویہ فیصل آباد سے سند حدیث حاصل کی جامعہ حزب الاحناف لاہور میں تدریس کے زمانے میں حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بخاری شریف کی چند احادیث مبارکہ تبرکاً پڑھیں۔ ۱۹۹۱ء میں قاری رضی الدین سے تجوید وقرآت پڑھی اور مشق بھی کرتا رہا۔ قاری صاحب میرے شاگرد بھی تھے۔ اس کے علاوہ کئی چھوٹے موٹے کورس کیے۔

۲ جنوری ۱۹۴۳ء کو سرہند شریف کے جوار میں ولادت ہوئی

○ کن کن درسگاہوں میں تدریسی خدمات سرانجام دیں؟

☆ جامعہ غوثیہ وزیرآباد، جامعہ مظہریہ شیخوپورہ، جامعہ نعمانیہ لاہور، جامعہ حزب الاحناف لاہور، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، جامعہ جماعتیہ حیات القرآن پاپڑ منڈی لاہور، جامعہ غوثیہ رضویہ مین مارکیٹ گلبرگ لاہور، جامعہ حنفیہ قصور جامعہ نعیمیہ لاہور منہاج القرآن انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور وغیرہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ اب مرکزی تدریب لافتاء والبحوث راوی روڈ لاہور اور جامعہ نعیمیہ لاہور میں تخصص فی الفقہ اور جامعہ ہجویریہ داتا گنج بخش میں تدریس کے فرائض ادا کر رہا ہوں۔ ان کے علاوہ کئی مدارس میں ماہ رمضان المبارک کی تعطیلات میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ مساجد میں درس قرآن پاک دیا ۱۹۷۶/۱۱/۴ کو میری محکمہ اوقاف میں

تقرری ہوئی تب سے اب تک مسجد اخوان المومنین پاکستان۔ ۱۵۔ راوی روڈ نزد پیر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ لاہور (المعروف اکھاڑے والی مسجد) میں امامت کے فرائض سرانجام دے رہا ہوں۔

○ آپ کی سیاسی دلچسپیاں؟

☆ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے ہی ہماری ساری دلچسپیاں ہیں ٹوبہ ٹیک سنگھ کی سنی کانفرنس کے زمانے میں ہم طالب علم تھے اس وقت میں بندیال شریف پڑھتا تھا۔ شرکت کی۔ اور جمعیت میں شامل ہوئے۔ ملتان جب سنی کانفرنس کے قیام کے وقت جماعت اہلسنت قائم ہوئی تو اس وقت سے شامل ہو کر خدمات سرانجام دیں۔ ۱۴۰۱ھ (۸۱۔۱۹۸۰ء) میں اخوان المومنین پاکستان کی بنیاد رکھی اور معیاری لٹریچر شائع کر کے فری تقسیم کیا۔ بدعات کے خلاف آواز حق بلند کی۔ ہم نے علاج بالضد کے بجائے علاج بالمثل کا طریقہ اختیار کر کے بدعات کے خاتمے کی

مرکز تدریب الافتاء والبحوث سال گزشتہ میں قائم کیا

تحریک چلائی جن بزرگوں کے نام پر بدعات پھیلائی جاتی ہیں ہم نے انہی کی اصل تعلیمات کو شائع کرنا شروع کیا۔ اور بڑے سائز کے اشتہارات شائع کیے۔ ملت مسلمہ کے تمام منصف مزاج اور باشعور طبقات نے سراہا اور قبول کیا اور اس کام کو مفید گردانا۔

○ گستاخ رسول ایکٹ ۲۹۵سی کے متعلق آپ کیا ارشاد فرمائیں گے کہ سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کیا جاسکتا ہے؟

☆ ہرگز نہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بادشاہوں کے گستاخوں کو تو سزائے موت دے دی جائے لیکن محبوب خدا ﷺ اور دیگر انبیاء کے گستاخوں کو پھانسی نہ دی جائے آخر کیوں؟ یہ سزا ہرگز تبدیل نہیں ہوسکتی۔ گستاخ رسول کی سزا موت ہی ہے۔

ہاں یہ بات ہے کہ گستاخی کا ثابت ہونا ضروری ہے اگر خدانخواستہ کوئی جھوٹا الزام عائد کرے تو پھر اس کی بھی سخت سزا ہونی چاہیے اس کے لیے قاضی تعزیر قائم کرے۔

O فوٹو سے متعلق آپ کی تحقیق؟

☆ غیر جاندار کی فوٹو ناجائز نہیں صرف جاندار کی وہ تصویر ناجائز ہے جس کا سر بدن سے جدا نہ ہو۔ ایسی تصویر کا کھینچنا کھینچوانا دونوں ناجائز و حرام ہیں۔ البتہ اشد ضرورت کے وقت کھینچوانا حرام نہیں۔ مثلاً حج فرض یا شناختی کارڈ کے لیے بوجہ مجبوری تصور کھینچوانے والا گنہگار نہیں ہوگا۔ البتہ حج نفل یا صرف عمرہ کے لیے فوٹو کھینچوانا حرام و ناجائز ہے۔ تصویر والے فوٹ، شناختی کارڈ وغیرہ بوجہ مجبوری جیب میں رکھنا حرام نہیں شوقیہ اور بلا مجبوری تصویر کھینچوانا قطعاً حرام ہے۔

O انعامی بانڈز کی حیثیت کیا ہے؟

☆ انعامی بانڈز جائز ہے بشرطیکہ قرعہ انداز کے بعد اس کی قیمت کم نہ ہو جائے۔ جس انعامی بانڈ کی قیمت قرعہ اندازی کے بعد کم ہو جائے جوا ہونے کی وجہ سے اس کا خریدنا ناجائز ہے۔

O بزرگوں کی قبر کو چومنا کیسا ہے؟

☆ اس سے احتیاط کرنی چاہیے قبر کو بوسہ نہ دیا جائے بالخصوص اہل علم قبر کو بوسہ نہ دیں ورنہ

محدث اعظم پاکستان کی زیارت نے علم دین حاصل کرنے کا شوق عطا کیا ورنہ میں تو کپڑا بنتا تھا

جاہل تو بوسہ کرتے دیکھ کر سجدہ کر دیں گے جبکہ اسلام میں تو سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے۔

O تعویز لینا، دینا کیسا ہے؟

☆ جائز ہے بشرطیکہ شرک یا کفر کے کلمات سے پاک ہو البتہ تعویز فروشی کا کاروبار جائز نہیں ہے یہ کام اب تو کاروبار کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ میرے شیخ محدث اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعویز پر نذرانہ نہیں لیتے تھے۔

O قرآن پاک بعض لوگ ایصال ثواب کے لیے اجرت پر پڑھاتے ہیں اس کی کیا حیثیت ہے؟

☆ پیسے دے کر قرآن پڑھانے سے برکت نہیں ہوتی تعلیم القرآن کا معاوضہ جائز ہے لیکن تلاوت قرآن کا معاوضہ لینا جائز نہیں بلکہ حرام ہے چالیسویں وغیرہ کے موقع پر کرائے کے حافظ سے پڑھانا حرام ہے۔ اسی طرح وعظ و تقریر کے پیسے مانگنا بھی حرام ہے نعت پڑھنا، پڑھانا سننا سنانا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے بشرطیکہ مجلس نعت غیر شرعی امور سے پاک ہو آج کل بعض لوگوں نے نعت خوانی کو کاروبار بنا لیا ہے نعت خوانی کا کاروبار بھی حرام ہے اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ کا یہی موقف ہے۔ مدارس میں جو بچے منزل پڑھتے ہیں اس کا ایصال ثواب کے لیے دینا یہ ایک قسم کا دھوکہ ہے جس میں منزل دینے لینے والی دونوں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس کا ایصال ثواب بھی نہیں ہوتا۔ وہ تو منزل ہے تلاوت نہیں ہے بچے سبق پڑھ رہے ہیں قرآن سیکھ رہے ہیں تلاوت تو تب ہے کہ خاص حصول ثواب و برکت کے لیے پڑھی جائے اور پھر اس کا ایصال ثواب کر دیا جائے

حضرت مولانا سردار احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر ۱۹۵۶ء میں بیعت کی

۔ میت کی دعوت تیجہ چالیسواں وغیرہ کا کھانا و چنے وغیرہ بھی نہیں کھانے چاہیے اس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے امام احمد رضا بریلوی حضرت محدث اعظم رحمہما اللہ تعالیٰ نہیں کھاتے تھے حضرت پیر طریقت قاضی فضل رسول دامت برکاتہم اور فقیر بھی نہیں کھاتے۔ حالت اضطراری میں بطور دوا غیر انسان کا خون دینے کی اجازت ہے انسان کا خون دینا درست نہیں۔ انسان کی اسی جز کا دوسرے کی طرف منتقل کرنا جائز ہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہو جیسے دودھ۔ خون ان اجزاء سے نہیں۔ اور حرام بھی ہے۔ اور بیماری میں حالت اضطراری بھوک و پیاس سے حالت اضطراری کی طرح نہیں اس کو بھوک و پیاس کی حالت اضطراری پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔

O انتقال خون شرعاً کیسا ہے؟

☆ بھوک میں انسان اس حد تک پہنچ گیا کہ مر رہا ہے کھانے کی کوئی حلال شے دستیاب نہیں تو اب حلال کی عدم موجودگی کی صورت میں حرام، مردار کھا لینا نہ صرف جائز ہے بلکہ فرض ہو جاتا

ہے اگر نہ کھائے گا اور بھوک و پیاس کے سبب مرجائے گا تو گناہ گار ہوگا جبکہ بیماری کا علاج کرانا تو واجب ہے اور نہ ہی فرض ہے بلکہ مباح ہے اور سنت زوائد سے ہے اگر کوئی بیماری کا علاج نہیں کراتا اور بیماری کے سبب مرجاتا ہے تو وہ گناہ گار نہیں۔ ہوگا خصوصاً حرام شے استعمال نہ کرے تو ماجور ہے اس کو اجر ملے گا۔ اور شہادت کا رتبہ پائے گا۔ یہ بات تقویٰ کے زمرے میں آئے گی۔ بیماری اور بھوک میں فرق ہے اس فرق کو سمجھنا چاہیے۔

O سادات کرام پر صدقہ واجبہ حرام ہے لیکن مدارس دینیہ میں زکوٰۃ اور صدقات سے اخراجات ہوتے ہیں تو سادات طلبہ کا اس میں سے کھانا پینا کیسا ہے؟

☆ جی سادات کرام پر صدقہ واجبہ اور زکوٰۃ حرام ہے ناجائز ہے الگ الگ شعبے ہونے چاہئیں۔ لنگر کا فنڈ الگ ہو تعمیرات کا الگ ہو بجلی پانی کے بلوں کا الگ مسجد اور مدرسے کا الگ لیکن ایسا اب کہاں ہے۔ ایک راہ "حیلہ" کا بھی تھا لیکن اب مدارس میں حیلہ نہیں۔ اگر حیلہ کا انتظام ہو تو پھر سادات کرام اس سے کھا سکتے ہیں حیلہ کے بغیر جائز نہیں حرام ہے۔ مہتمم حضرات کا فرض ہے کہ

درجنوں مدارس میں پڑھا اور درجنوں مدارس میں تدریس کی

وہ انتظام کریں تاکہ وہ سادات کرام کا یہ مسئلہ حل ہو۔

O "حیلہ" کی ذرا تفصیل؟

☆ حیلہ شرعی یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو جس کے لیے صدقات واجبہ لینا شرعاً جائز ہو۔ مال یا کھانا وغیرہ جو چیز دینا ہو اس کا مالک بنالیا جائے اور اسے بتادیا جائے کہ یہ چیز اب تیری ہے تجھ سے زبردستی کوئی نہیں لے سکتا پھر وہ اپنی خوشی سے مدرسہ کے فنڈ دیدے تو سادات کے لیے بھی اس کا کھانا جائز ہے۔

مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جامعہ نعیمیہ کی انتظامیہ میں ایک غریب رکن بھی ہم رکھتے ہیں۔ اس کو صدقہ واجبہ کے پیسے دے دیتے ہیں اور وہ پھر اپنی طرف سے وہ رقم مدرسے کو ہبہ کر دیتا ہے تو یہ رقم اب صدقہ واجبہ نہ رہی سادات کرام کے لیے جائز ہوگئی۔ ہاشمیوں پر صدقہ

واجبہ حرام ہے ان میں آل جعفر، آل عباس، آل عقیل، آل علی، آل حارث سب کے سب شامل ہیں۔ اور ہاشمیوں میں سے جو مسلمان ہوئے اور حضور ﷺ کے ساتھ مددگار رہے ان پر اور ان کی اولاد پر زکوٰۃ وغیرہ حرام ہے اور جنھوں نے اسلام قبول نہیں کیا بعد میں ان کی اولاد مسلمان ہوگئی ان پر زکوٰۃ صدقہ واجبہ جائز ہے ابولہب کی اولاد سے جو غریب مسلمان ہیں ان کے لیے زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبات جائز ہیں۔

O دوران سفر نماز کا مسئلہ کیا ہے کہ ہوائی جہاز یا ریل میں نماز کی ادائیگی کیسے کرے؟

☆ ہوائی جہاز، چلتی کشتی میں نماز ہو جائے گی۔ بس اور ٹرین میں اگر پڑھ لی تو وقت کا

۳۰ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ (۱۹۶۲ء) کو محدث اعظم پاکستان نے رحلت فرمائی

ثواب مل جائے گا فرض اور وتر نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ نفلی نماز ادا ہو جائے گی فرض نماز میں ایک ہی جگہ کا ہونا ضروری ہے۔ بعض کا موقف ہے کہ گاڑی میں بھی نماز ہو جاتی ہے لیکن احتیاط کا تقاضا ہے کہ فرض نماز کا اعادہ کیا جائے۔

O اعضاء جسمانی کا عطیہ دینا کیسا ہے؟

☆ ناجائز ہے نہ زندگی میں دے سکتا ہے نہ مرنے کے بعد کیونکہ آنکھ، گردہ وغیرہ اعضاء انسان کی ذاتی ملکیت نہیں امانت ہیں اس لیے کسی کو ان کا مالک نہیں بنا سکتا۔ انسان کو اپنے اعضاء میں تصرف کا حق ہے ان میں اتنا اور اسی طریقہ سے تصرف کر سکتا ہے جتنا اور جس طریقہ سے شریعت نے اس میں تصرف کا حق اور اختیار دیا ہے۔ اگر اس میں تجاوز کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

O پلاسٹک سرجری کے حوالے سے آپ کی تحقیق؟

☆ اگر محض زینت کے لیے پلاسٹک سرجری کرائے تو جائز نہیں اگر دھبے ہیں بدنما داغ ہیں چہرہ بگڑ گیا ہے سرجری کرانے سے درست ہو سکتا ہے تو پھر جائز ہے۔ بشرطیکہ طریقہ حرام نہ ہو اور نہ طبعی بڑھاپا تو دور کرنا مقصود ہو۔

O اتحاد بین المسلمین کی غرض سے مختلف مکاتیب فکر کے درمیان مفاہمت اور قوت

برداشت پیدا کرنا کیسا ہے اجتماعی تقریبات کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

☆ جائز ہیں بلکہ قیام امن اور غلط فہمیوں کے ازالے کے لیے ضروری ہیں تخریب کاری کے خاتمے کے لیے ایسے پروگرام ہونے چاہئیں خود حضور اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ سے ثابت ہے۔

○ دیوبندی، وہابی، شیعہ وغیرہ کی اقتداء میں نماز کیسی ہے؟

☆ ہر بدعقیدہ کی اقتداء میں باطل ہے کیونکہ نماز کا تعلق عقیدہ سے ہے اگر عقیدہ ہی غلط ہے تو نماز کیسے ہوگی کسی کافر، مشرک کی اپنی نماز بھی ادا نہیں ہوتی اصل عقیدہ ہے۔ عقیدے پر خوب غور کیا جانا چاہیے۔

○ بیعت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

☆ بیعت کا اصل مقصد تعلیم و تربیت ہے یہ کام اساتذہ کریں شیخ طریقت کریں مقصد ایک ہی ہے رسمی بیعت کی کوئی حیثیت نہیں جاہل پیر اور جاہل مرید ایک دوسرے کا بیڑا غرق کرتے ہیں صوفیاء جو فقہا تھے انھوں نے دین کی خدمت کی غیر فقہاء اور جاہل صوفیاء نے بدعات کو فروغ دیا اور دین کے ساتھ ظلم کیا اس دور میں سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ فقہاء کو صوفیاء کے تابع کر دیا گیا ہے جبکہ حقیقتاً صوفیاء فقہا کے تابع ہیں۔ حلال حرام میں صوفیاء کی بات حجت نہیں فقہا کی بات حجت ہے

۸۱-۱۹۸۰ء میں اخوان المومنین پاکستان کی بنیاد رکھی

وہ مقنن ہیں۔ عدالت کی کی بات حجت ہے۔ اگر عدالت کو اسمبلی کے تابع کر دار جائے تو یہ ظلم ہے یہ ہرگز روا نہیں۔

○ آپ کب سے دورۂ قرآن پڑھا رہے ہیں؟

☆ ۱۹۷۲ء سے اب تک مسلسل ہر سال دورۂ قرآن کریم پڑھا رہا ہوں ایک دو سال مجبوراً ناغہ ہوا۔ پہلے پہلے شیخوپورہ پڑھایا وہیں سے ابتدا کی پھر دربار حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کی مسجد میں مولانا محمد سعید نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں اس کے بعد جامعہ نقشبندیہ میرپور آزادی کشمیر میں حضرت سائیں رکن دین رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ میں پھر مسلسل جامعہ جماعتیہ لاہور میں۔ اب چھ سال سے مسلسل جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور میں پڑھا رہا

ہوں۔ اس سال بیماری کی وجہ جامعہ نظامیہ رضویہ جانا مشکل تھا اس لیے اپنی مسجد اخوان المومنین پاکستان ۱۵۰۰ راوی روڈ لاہور میں پڑھایا۔

○ آپ کے فتاویٰ مرتب کیے گئے ہیں؟

☆ ڈیڑھ سال جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں قیام کے دوران چھ جلدوں میں فتاویٰ نظامیہ مرتب ہوا ان کے تقریباً دو ہزار صفحات ہیں ساتویں جلو جدید مسائل میں ہے۔ لیکن وسائل کی کمی کے سبب ابھی تک چھپ نہیں سکا۔

○ شادیاں کتنی کی ہیں؟

☆ ایک شادی کی تھی مگر علیحدگی ہوگئی۔ طلاق دے دی۔ دوسری کے لیے فرصت نہیں میرے نزدیک شادی ایک مشن ہے مشن کے لیے موزوں رشتہ ملے تو دوسری شادی کروں گا۔

○ آپ کے زیر مطالعہ کتنی تفاسیر قرآن ہیں؟

☆ میں نے الحمدللہ بہت ساری تفاسیر پڑھی ہیں ہر تفسیر کی الگ الگ خصوصیات ہیں تفسیر

فوٹو ضرورت کے تحت جائز ہے حج نص قطعی سے ثابت ہے جبکہ فوٹو کی حرمت حدیث شریف سے ہے

روح المعانی، مظہری، طبری، احکام القرآن، جصاص اور النظم الدرر سے متاثر ہوا۔ یعنی مختلف اعتبارات سے مختلف تفاسیر سے متاثر ہوا۔

○ آپ نے کن کن موضوعات پر تصنیفی کام کیا؟

☆ تقریباً ہر موضوع پر کام کیا ہے مسودے موجود ہیں چھاپنے والا کوئی نہیں۔

○ آپ کی لائبریری میں کتب کی کل تعداد کتنی ہے؟

☆ 50950 پچاس ہزار نوصد پچاس ہیں مخطوطے بھی ہیں فہرست بنائی ہے موجود ہے۔

○ آپ ساری زندگی میں کس کس سے متاثر ہوئے؟

☆ اسلامی تاریخ میں شیخین اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے بہت متاثر ہوا علمی حوالے سے اپنے استاذ مولانا عطا محمد بندیالوی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے متاثر ہوا۔ میرے نزدیک حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل تھے ان کی زیارت ہوئی

ے اسی زیارت کے طفیل میں نے دین پڑھنا شروع کیا۔ میں کہتا ہوں کہ جن کے زیارت کے طفیل
مدہ علماء کی صف میں شامل ہو جائے وہ ولی ہوتا ہے حضرت محدث اعظم پاکستان انہی لوگوں میں
سے تھے بڑے بزرگوں میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت
امام غزالی سے متاثر ہوا۔

○ مدارس نظامیہ کے تعلیمی معیار سے آپ مطمئن ہیں؟

☆ نہیں۔ مدارس نظامیہ کے تعلیمی معیار سے مطمئن نہیں ہوں کوئی بھی نصاب خود کامیابی کے لیے کافی نہیں ہوتا بلکہ کامیابی کے لیے خمسہ عناصر ہیں (۱) نصاب (۲) استاد (۳) شاگرد اور (۴) انتظامیہ۔ مخلص (۵) تعلیمی ماحول

نصاب کتنا ہی اچھا ہو استاد ماہر نہ ہو تو اس نصاب کا کوئی فائدہ نہیں۔ نصاب کتنا ہی آسان کیوں نہ ہو طالب علم محنت نہ کرے تو کامیابی کہاں سے آئے استاذ کتنا ہی علامہ اور قابل کیوں نہ ہو اور طالب علمی بہت زیادہ محنت کرنے والے کیوں نہ ہوں اگر پڑھائی کے لیے ماحول سازگار نہ ہو تو فروغ علم کیسے ممکن ہے ہمارے ملک سے پہلے کالجوں اور یونیورسٹیوں سے علم اڑ گیا اور پھر ان اثرات نے مدارس کا بیڑا غرق کر دیا۔ جو اب تک غرق ہو رہا ہے انہیں ابھی بچایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اصحاب حل وعقد اخلاص سے کام لیں۔ جب تک مدارس نجی طور پر کام کرتے رہے نتیجہ اچھا تھا اب وفاق المدارس اور تنظیم المدارس وغیرہ نے انہیں تباہ کر دیا ہے۔

○ قدیم اور عصری علوم کی یکجا تدریس کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

☆ قدیم اور عصری علوم یکجا پڑھنا تو کوئی بات نہیں لیکن جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے یہ نامناسب

قرعہ اندازی کے بعد انعامی بانڈ کی قیمت میں کمی نہ ہو تو نہ ہو تو خرید نا جائز ہے

ہے اس سے بچہ نہ تو جدید علم سیکھ پاتا ہے اور نہ ہی قدیم علوم سے شناسائی ہوتی ہے نتیجہ کے طور پر نہ مسٹر نہ ملاں۔ یعنی وہ آدھا تیتر آدھا بیٹر بن جاتا ہے تکبر وغرور سے بھرے بے فیض افراد تیار ہوتے ہیں۔
علماء کے لیے پہلے علوم اسلامیہ میں مہارت ہونا ضروری ہے اس کے بعد دوسری زبانیں سیکھیں تو نور علی نور ہے حضور ﷺ نے دوسری زبانیں سیکھنے کا ارشاد بھی فرمایا ہے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

نے حضور علیہ السلام کے ارشاد پر ہی تیرا یوم میں عبرانی زبان سیکھی تھی اور ایسے سیکھی تھی کہ لکھنا، پڑھنا، سمجھنا

کرائے کے حافظ سے چالیسویں کا ختم کرانا حرام ہے

اور بولنا سب سیکھ لیا تھا۔ اب اگر کوئی ایسا ذہین طالب علم ہو تو ضرور سیکھے۔ ہمارا عذاب یہ ہے کہ احول درست نہیں نظم وضبط نہیں جس کی وجہ سے بچوں کی ذہانت ولیاقت ختم ہو کر رہ جاتی ہے یہ تو وہی حساب ہے کہ اونٹ کے ساتھ بکری باندھ دیں تو ایک کا ستیاناس ضرور ہوگا۔ کیونکہ اونٹ بکری کی چال نہیں چل سکتا اور بکری اونٹ کی طرح کیسے چلے۔

○ آج کل کرامت کا وجود مفقود ہو کر رہ گیا ہے.................؟

☆ نہیں کرامت کا وجود مفقود نہیں ہوا۔ کرامت برحق ہے ہر بزرگ کی طرف منسوب بات ضروری نہیں کہ وہ اس کی کرامت ہو بعض اوقات بلکہ اب تو اکثر اوقات کرامت نہیں ہوتی لیکن اسے کرامت مشہور کر دیا جاتا ہے یا ضعیف الاعتقادی کے سبب کرامت سمجھ لیا جاتا ہے۔

○ آپ سیاسی حوالے سے کس طرف میلان رکھتے ہیں؟

☆ میں کسی سیاست دان کو پسند نہیں کرتا یہی طبقہ قوم کے بگاڑ کا سبب ہے یہ تو ست لوگوں کے کپتان ہیں کاہل ہے کام چور ہیں۔

○ اتحاد اہلسنت کے لیے آپ کا فارمولا؟

☆ یہ اتحاد ممکن نہیں اس لیے کہ زیادہ تر لوگ منافقت کا شکار عملی چور ہیں دعویٰ حضور ﷺ سے محبت کا کرتے ہیں اور مخالفت آپ ﷺ کے ارشادات مبارکہ کی کرتے ہیں یہی منافقت ہے اتحاد اہلسنت تو ممکن تب ہوگا جب یہ منافقت چھوڑ دیں گے اطاعت نبوی کو شعار بنالیں گے ایسا کر لیں تو اتحاد خود بخود ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم ﷺ ایسی دو ذوات مقدسہ ہیں کہ جن کے ساتھ محبت کرنے والوں میں دشمنی نہیں ہو سکتی بلکہ دوستی ہی ہوگی اور اگر محض خالی دعوے ہوں گے تو پھر یہ فیض کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔

○ آپ کا پیغام؟

☆ اس دور میں نام کے غوث وقطب ہزاروں مل جاتے ہیں مگر انسان لاکھوں میں دو چار مشکل سے ملیں گے۔ جبکہ سب سے بڑا مرتبہ ومقام انسانیت ہی کا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

فرشتہ مجھ کو کہنے سے میری تحقیر ہوتی ہے میں مسجود ملائک ہوں مجھے انسان رہنے دو

تکمیل انسانیت کے لیے محبت الٰہی ضروری ہے..... محبت الٰہی کے لیے اتباع مصطفیٰ ﷺ ضروری ہے..... تکمیل انسانیت کے لیے محبت مصطفیٰ ضروری ہے..... ولی اللہ ہونے کے لیے محبت

حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نامہ مبارک کا عکس جوانھوں نے مولانا سندھیلوی مدظلہ کے والد گرامی شرف الدین مرحوم کے ان کے داخلے کے حوالے سے لکھا تھا۔

الٰہی ضروری ہے..... محبت الٰہی ہونے کے لیے اتباع مصطفیٰ ﷺ ضروری ہے..... ولی اللہ ہونے کے لیے اتباع مصطفیٰ ﷺ ضروری ہے لہذا منافقت کو چھوڑ کر حضور ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ کی ہی اطاعت کی جائے اسی میں کامیابیوں کے راز پنہاں ہیں۔

عہد حاضر میں اسلاف کی عظیم یادگار

حضرت پیر سید محمد مقصود علی شاہ نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ

کوٹ گلہ شریف

تحریر: قاری ملک محمد اکرم اعوان..... نلی شریف ضلع خوشاب

اللہ تعالیٰ کے مقبول اور محبوب بندے ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی ترویج و اشاعت اور تبلیغ کے لیے مستعد ومگن رہتے ہیں اوران کا مقصود کار ہمہ وقت ایک ہی رہتا ہے کہ رب کریم کی رضا حاصل ہو جائے عہد حاضر میں اسلاف کی عظیم یادگار، والی کوٹ گلہ شریف حضرت بابا جی پیر سید محمد مقصود علی شاہ نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا شمار بھی انہی مقبولان بارگاہ خداوندی میں ہوتا ہے۔آپ کی ولادت باسعادت 1904ء میں ضلع میانوالی کے مشہور موضع چکڑالہ میں ہوئی اور 84 برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔

آپ دو بھائی تھے آپ کے بڑے بھائی کا نام سید مزمل شاہ صاحب تھا۔آپ کے والد گرامی کا مزار چکڑالہ میں ہی ہے اور آپ کے بھائی صاحب کا مزار شاہ محمد والی (تحصیل تلہ گنگ) میں ہے۔آپ کی شادی کوٹگلہ شریف میں ہوئی۔تو آپ نے چکڑالہ سے کوٹگلہ شریف میں رہائش اختیار کرلی آپ کے والد صاحب کا وصال چکڑالہ میں ہی ہوگیا تھا اور آپ کے بھائی چکڑالہ میں اکیلے رہ گئے تھے، بیمار بھی تھے۔کچھ دیر بعد وہ شاہ محمد والی میں شفٹ ہوگئے۔

آپ کی بیعت بغداد شریف میں خانوادۂ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے حضرت سید محمد شرف الدین گیلانی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی جو شہنشاہ بغداد رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین اور اولاد میں سے ہیں بغداد شریف تقریباً 20 سال غوث پاک رضی اللہ عنہ کے روضہ انور پر رہے وہاں سے ہر سال پیدل اور اونٹوں پر سوار ہوکر حج پر جاتے بغداد شریف سے حکم ملا۔ آپ پاکستان میں حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ ملتان جائیں۔ملتان شریف سے آپ کو حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ کے دربار شریف حاضری کا حکم ملا۔داتا دربار سے موہڑہ شریف تحصیل

مری کا پیغام ملا موہڑہ شریف جاتے ہوئے راستے میں گولڑہ شریف چلے گئے اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ ملاقات ہوئی تو گولڑہ شریف میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ گولڑہ ہے آپ نے تو موہڑہ شریف جانا ہے۔ جب آپ موہڑہ شریف تحصیل مری پہنچے تو حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی قدس سرہٗ سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا شاہ صاحب بغداد شریف سے تشریف لائے ہیں ملاقات کروائیں تقریباً ۷ سال تک وہاں رہے وہاں سے آپ کو خلافت ملی اور حکم ملا تو داودخیل ضلع میانوالی تشریف لے گئے ایک مسجد میں جا کر ڈیرہ لگایا۔ داودخیل محلہ نمے خیل میں قیام کیا ان لوگوں نے مسجد کے ساتھ ایک حجرہ بنوایا آپ نے اس حجرہ میں بیٹھ کر راہ حق کی تبلیغ کی۔ وہاں کے لوگ فیض یاب ہوئے۔ دوسرا ڈیرہ کٹھہ مصرال تحصیل خوشاب پہاڑی کے ساتھ لگایا۔ وہاں کے راجگان نے مسجد کے لیے جگہ دی مسجد کے ساتھ حجرہ بنوایا وہاں پر بھی فیض عام کیا۔ کٹھہ اور داؤدخیل میں اکثر قیام فرماتے تھے۔ آپ نے دنیا کے کونے کونے میں سفر کیا۔ آپ نے کچھ وظائف جنہور شریف پہاڑی میں مزار حضرت سلطان مہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیے وہاں پر وظائف پڑھے آپ فرمایا کرتے تھے......... موت کو یاد رکھو......... نماز کی پابندی کرو......... باوضو رہا کرو، وضو سے شیطان بھاگ جاتا ہے......... آنکھ اور دل کو پاک صاف رکھو......... سر سے کپڑا نہ اٹھاؤ۔ ٹانگ پر ٹانگ نہ رکھو..... موت کی تیاری کرو......... آپ مہمانوں کی خود تواضع کرتے..... آپ خود کھڑے ہو کر لنگر شریف تقسیم کرتے..... ہر آنے والا آدمی یہ سمجھتا تھا کہ حضور بابا جی صاحب پہلے سے مجھے جانتے ہیں۔ اخلاق اور ادب تو آپ کے گھر میں تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ جس بندے پر اللہ راضی ہو جاتا ہے تو اس بندہ کو نیک بندے کے پاس بھیج دیتا ہے اور پھر فرمایا کرتے تھے جس پر اللہ تعالیٰ بہت زیادہ راضی ہو جائے۔ تو اللہ اس نیک بندہ کو اس آدمی کے گھر بھیج دیتا ہے......... آپ فرمایا کرتے تھے انسان کے جسم کے اندر ۳۶۰ لطائف ہیں اگر یہ زندہ ہوں ایک دفعہ......... اللہ ھو......... پڑھنے سے ۳۶۰ دفعہ کا ثواب ملتا ہے سیدھا قدم اٹھاؤ تو کہو۔ اللہ اور دوسرا قدم اٹھاؤ۔ تو کہو ھو۔ آپ فرماتے تھے جتنے اولیاء اللہ زندہ ہیں وہ پردہ پوش ہیں چھپ گئے ہیں صاحب مزار کے پاس جاؤ۔ ادب کے ساتھ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے کے پاس جاؤ تو ادب کے ساتھ جاؤ۔ ادب نیکی کی ابتداء ہے کسی صاحب مزار کے پاس جاؤ۔ سرہانے کھڑے ہو کر سورۃ بقرہ کی پہلی چند آیتیں پڑھیں اور قدموں کی طرف پر سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھیں۔ پھر سیدھے ہاتھ، چہرے کی طرف بیٹھ کر گیارہ تسبیح اللہ الصمد

پڑھیں اول آخر درود شریف پڑھیں صاحب مزار سے فیض ہوگا صاحب مزار کا تصور رکھیں...... آپ ہمیشہ علماء اور سادات کا احترام فرمایا کرتے تھے...... علماء کے بارے فرماتے تھے...... یہ میرے نبی ﷺ کے دین کے مجاہد ہیں...... آپ کو کبھی غصہ نہیں آتا تھا ہر آنے والے پر شفقت فرمایا کرتے تھے۔ چھوٹے بچوں کو بلا کر نعت شریف سنتے تھے۔

قدر نبی ﷺ والے کی جانن، دنیا دار کمینے

وصال سے قبل جناب حضرت صاحبزادہ سید عبدالرزاق شاہ نے مدرسہ بنانے کی اجازت پوچھی فرمایا میں پوچھ کر بتاؤں گا دوسرے دن آپ نے فرمایا کہ اجازت مل گئی اور اللہ اور اس کے حبیب ﷺ اور غوث پاک رضی اللہ عنہ مدد فرمائیں مدرسہ آپ کے وصال کے بعد تعمیر ہوا جس کا نام دارالعلوم مقصودیہ غوثیہ ہے یہاں پر آج کل کئی طالب علم پڑھ رہے ہیں۔

مکمل طور پر آپ کی سوانح حیات فرمودات، ارشادات، مشاہدات وغیرہ جلد شائع ہوں گے آپ نے زیادہ سفر پیدل کیا مسجد کی صفائی پر آپ بڑی توجہ دیتے ہیں فرماتے تھے...... مسجد کو آباد اور روشن کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے گھروں کو روشن کرے گا......... آپ نے اپنی ساری زندگی تقویٰ اور پرہیزگاری سے گزاری۔ اور زندگی حضور نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر گزار کر ایک نمونہ پیش کیا۔ آپ کا مزار کونگلہ شریف تحصیل تلہ گنگ میں مرجع خلائق ہے۔

میری گذارش ہے کہ جس آدمی کے پاس حضور بابا جی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوئی بات نصیحت یا فرمان ہو تو مجھے بھیجیں ہم مشکور ہوں گے۔ آپ فرمایا کرتے تھے داودخیل حجرہ میں بہت سی نیک ہستیاں ملیں بلکہ آپ فرماتے اس حجرہ میں مجھے میرا رب ملا۔ جب آپ داؤدخیل تشریف لے گئے تو اس وقت وہاں کے لوگ دین کو نہ سمجھتے تھے تو آپ نے وہاں ڈیرہ لگا کر فیض عام کیا۔ پورے داودخیل نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آج وہ لوگ آپ کو بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے پکارتے ہیں۔ مجھ جیسے ناقص انسان کو اس حجرہ شریف میں رہنے کا موقع ملا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

ایک دفعہ میں سردیوں کے موسم میں تہجد کے وقت پیر صاحب کے پاس بیٹھا تھا۔ آپ مسجد کے محراب میں تشریف فرما تھے میں آپ کے پاؤں مبارک دبا رہا تھا اور ساتھ رو بھی رہا تھا۔ آپ نے توجہ فرمائی اور پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کی حضور بابا جی صاحب! مجھے نوکری چاہیے میں بہت پریشان ہوں تو آپ نے لب مبارک میرے ماتھے پر لگائی ماتھے پر پیار کیا اور فرمایا کہ میرا بیٹا نوکری نہیں بلکہ لوگوں کو بھی نوکری دلوائے گا۔ بہت لوگ آپ کے پاس نوکری کے

لیے آئیں گے۔ آپ ان کے کام آئیں گے وقت دور نہیں ہے خدا کا شکر ہے کہ آج ایسی ہی بات ہے میرے مرشد کریم کا فرمان ہے ثابت ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کا لاہور جانا ہو نوکری کے بارے یا ویسے جانا ہوا اور وہاں پر رہتے ہوئے آپ کو کام کوئی پڑ گیا یا کوئی مشکل پیش آئی تو وہاں پر داتا حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ کا دربار ہے وہاں چلے جایا کریں۔ آپ کو میرے پاس آنے سے تکلیف ہوگی۔ داتا صاحب رضی اللہ عنہ جا کر میرے سلام عرض کرنا اور اپنا کام عرض کرنا۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ مدد فرمائیں گے فیض ہوگا۔ تو آج میں لاہور میں ہوں جب بھی کوئی ایسا وقت آتا ہے تو میں ایسا ہی کرتا ہوں اور مہربانی فرماتے ہیں اور کام ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض قیامت تک جاری وساری رکھے اور ہمیں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے آمین۔

جامعہ نعیمیہ کراچی کے ناظم تعلیمات، جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی راہنما اور انجمن طلباء اسلام کے بانی مفتی جمیل احمد نعیمی کا مکتوب گرامی

عزیزم محمد محبوب الرسول قادری صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد سلام مسنون ودعائے مؤذن کے معلوم ہو کہ آپ کے ارسال کردہ کتب ورسائل موصول ہوئے جزاکم اللہ احسن الجزاء آپ نے فقیر کے انٹرویو کو جس اہتمام اور اچھے انداز میں شائع کرنے کی کوشش فرمائی اس پر احقر آپ کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہے۔

الحمد للہ افق صحافت پر اس وقت ہمارے دو وقیع ومؤقر پرچے تاباں ودرخشاں (سوئے حجاز، انوار رضا) یہ آپ کے عزم وارادے کا منہ بولتا ثبوت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری دامت برکاتہم العالیہ اور ان کے رفقاء اور آپ کے ساتھیوں کو مزید دین متین کی خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے نیز یہ کہ آپ کے پرچے اور آپ کے فون سے یہ معلوم ہو کر دلی خوشی ہوئی کہ آپ...... تاجدار بریلی...... کے عنوان پر عظیم شمارہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس میں بھی کامیابی عطا فرمائے آمین ثم آمین احقر حتی الامکان جو تعاون ہوگا وہ انشاء اللہ کرے گا حضرت علامہ مفتی محمد خان صاحب قادری دامت برکاتہم العالیہ اور جملہ احباب کو فقیر کا سلام نیاز عرض ہے۔

والسلام مع الاکرام

جمیل احمد نعیمی

۴۔ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

۸ مارچ ۲۰۰۳ء

ایک گمنام سیرت نگار اور قادر الکلام نعت گو شاعر

راجہ محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: محمد محبوب الرسول قادری

سیرت نگاری اور نعت گوئی فن ہی نہیں بلکہ فن سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی اور رسول کریم ﷺ کی شفقتوں کا خوبصورت ثمر ہوا کرتی ہے نعت گوئی اور سیرت نگاری کی سعادت حاصل کرنے والی خوش بخت لوگ منتخب اور چنیدہ ہوا کرتے ہیں دارین کی سعادتیں ان کا مقدر ٹھہرتی ہیں۔ ایسے ہی خوش بخت لوگوں میں ایک شخصیت راجہ محمد شریف کی بھی ہے راجہ محمد شریف ہمارے شہر جوہر آباد میں طویل عرصہ تک کوہ نور شوگر ملز میں اکاؤنٹس ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز رہے لیکن سیرت نگاری اور نعت گوئی کے حوالے سے ان کی شخصیت کا خاص پہلو عوام کے سامنے نہ آسکا اگرچہ اہل علم ان کے مداح اور معترف رہے گزشتہ دنوں کتابوں کے مطالعہ کے دوران میری ذاتی لائبریری سے ایک کتاب ''شہدائے عہد نبوی'' سامنے آئی جو مرحوم راجہ صاحب کی تصنیف ہے کتاب کے مطالعہ سے انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ یہ کتاب قلم وقرطاس کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ تو قلب وروح سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں جو دل کی انگلیوں سے لکھے گئے ہیں جن کی براہ راست تاثیر روح تک جا پہنچتی ہے اور رسول کریم ﷺ کے تربیت یافتہ غلاموں کی داستان محبت واخوت اور قربانیاں انسان کو خوب خوب متاثر کرتی ہیں اور انسان کے سینے میں جذبہ جہاد انگڑائیاں لینے لگتا ہے ''شہدائے عہد نبوی'' کے مطالعہ کے بعد مجھے شدت سے احساس ہوا کہ مرحوم راجہ صاحب کی دیگر کا مطالعہ بھی کیا جانا چاہیے اور راقم کی زیر ترتیب کتاب ''تاریخ ضلع خوشاب'' میں راجہ محمد شریف مرحوم کا تذکرہ بھی شامل ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہ شہر جوہر آباد یا ضلع خوشاب ہی نہیں بلکہ وطن عزیز اور ملت اسلامیہ کا عظیم سرمایہ تھے اللہ کریم نے انھیں اپنے پیارے پیغمبر، نبی رحمت، نور مجسم ﷺ کی مدحت کے لیے منتخب فرمایا تھا اس سلسلہ میں مرحوم کے فرزند راجہ زاہد شریف جو میرے کالج فیلو رہے نے مرحوم کی دیگر تصانیف حیات رسالت مآب ﷺ اور آئینہ حجاز فراہم کیں۔ یہ دونوں

کتابیں ایک مسلمان کے لیے راہنما کا کام دیتی ہیں اور ان کے مطالعہ سے مرحوم راجہ صاحب کے دل میں عشق رسول ﷺ کی شمع فروزاں کا بھی احساس ہوتا ہے۔ انھوں نے آئینہ حجاز کے دیباچہ میں لکھا۔ ''منکہ مسمّی محمد شریف، ذات مسلمان، وطن پاکستان اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ غالب کی طرح میرے آباء کے لیے بھی شاعری کبھی ذریعۂ عزت نہیں بنی اور نہ ہی انہیں شاعری سے خدا واسطے کا بیر یا لگاؤ رہا۔ البتہ پیشہ سپہ گری ضرور رہا ہے خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ پیشہ سپہ گری کتنی پشتوں سے میرے خاندان کی عزت بڑھا رہا ہے لیکن جہاں مجھے یاد ہے! میرا باپ اور دادا فوجی ملازم تھے۔ اور میں نے اپنے گھر میں کرچ اور چمکتے ہوئے تمغے بھی دیکھے ہیں۔ جو انہیں بحیثیت فوجی افسر اور شاندار فوجی خدمات کے صلہ میں ملے تھے۔ مگر اس ترغیب وتحریص کے باوجود اپنا پیشہ نہ سپہ گری ہے اور نہ شاعری''

مرحوم کے اس پیراگراف سے پتہ چلتا ہے وہ ایک محبّ وطن پاکستانی اور کھرے مسلمان تھے اور ان کے اجداد کی عسکری خدمات بھی مسلم ہیں۔

راجہ شریف کا آبائی تعلق ضلع راولپنڈی تحصیل گجر خان کے ایک چھوٹے سے گاؤں برج موہڑہ سے ہے۔ وہ صاحب سیف الملوک رومی کشمیر حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ سے خوب متاثر ہیں انھیں حضرت سعدی شیرازی قدس سرہٗ حفظ تھے انھوں نے غالب اور اقبال کے کلام سے راہنمائی پائی وہ اپنے عہد کے نامور ادیبوں کے مستقل قاری رہے اسلامیات ان کی فطرت میں بچپن سے شامل رہی۔ انھوں نے اپنا ماحول خود ہی بنایا جس پر اسلام کی چھاپ بہت گہری تھی انھوں نے اپنی قلبی کیفیت کا اظہار اپنی شاعری اور اپنی نثری کتابوں میں خوب کیا ہے آئینہ حجاز سے متعلق خود رقم طراز ہیں۔

''میں نے سیدنا حضرت ابراہیم، تاریخ کعبہ، فلسفہ حج، حجۃ الوداع، اور ہجرت کے بعد کے واقعات وغزوات کا جستہ جستہ اور اجمالی ذکر کرتے وقت بڑی احتیاط سے کام لیا ہے۔ ان مقالات کی تیاری کے لیے میں نے سب کے نزدیک مستند اور پائے کی علمی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ کوئی مشکوک اور غیر معتبر چیز نہ آنے پائے۔ سیرۃ النبی، تاریخ کعبہ، تاریخ ابن

خلدون، قصص القرآن، حجۃ البالغہ اور زاد المعاد جیسی کتب سے میں نے مسائل کا استنباط کیا ہے اور ہر ممکن کوشش کی ہے کہ کوئی غیر مستند بات آپ تک نہ پہنچے۔ واقعات کی تفصیلات میں اختلاف ممکن ہے۔ بہر حال میں نے درمیانی راستہ اختیار کیا ہے۔ اور وہی مسائل لکھے ہیں۔ جو عوام وعلماء میں مشہور ومعلوم ہیں۔

شنیدم آنچہ از پاکان امت ترا با شوخی رندا نہ گفتم

پہلے میرا ارادہ محض وہ نعتیں پیش کرنے کا تھا۔ جو میں نے زیارت روضہ اقدس کے وقت لکھی تھیں۔ مگر یہی چھوٹی سی بات اتنی دراز ہوگئی کہ ایک اچھی خاصی ضخیم کتاب سامنے آگئی۔''

ان کی نعت نگاری کے حوالے سے اگر میں مثال دینا چاہوں تو میں یہ پسند کروں گا کہ مرحوم راجہ صاحب کی وہ نعت پیش کروں جو انھوں نے بارگاہ نبوی ﷺ میں اس وقت پیش کی۔ جب وہ الوداعی حاضری کے بعد واپس رختِ سفر باندھ رہے تھے مرحوم کا تخلص برقؔ تھا نعت ملاحظہ فرمائیں۔

السلام اے حاملِ قرآن والا ذی وقار السلام اے گلشنِ ہستی کے چہرے کے نکھار
السلام اے خاتمِ آدم کے تابندہ نگیں السلام اے رشتہ قدسی کے در شہسوار
السلام والصلوٰۃ اے شافع روزِ حساب السلام والصلوٰۃ اے رحمت پروردگار
السلام والصلوٰۃ اے فاتح بدر و حنین السلام والصلوٰۃ اے آدمیت کی بہار
تیری پوری زندگی والنجم کی تفسیر تھی السلام والصلوٰۃ اے ترجمانِ کردگار
صد سلام اس شہر پر اس کی فضاؤں کو سلام السلام اے گنبد خضریٰ کے ابدی شب گزار
تو محمد مصطفیٰ، پیغمبر آخر زماں انبیاء کی آرزو نقشِ رسالت کا وقار
جا رہا ہوں تیرے در سے بادلِ ناخواستہ ہے دعا کہ ہو زیارت تیرے گھر کی بار بار

ایک دوسری نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

میرے رسول قدرت حق کے ہیں شاہکار میرے رسول خوبیاں ہیں جن کی بے شمار
میرے رسول باعث تکوین روز گار میرے رسول گلشن ہستی کے ہیں نکھار
میرے رسول رحمت پروردگار ہیں میرے رسول باعث صبر و قرار ہیں

اس نعت کے 33 اشعار ہیں اور ہر شعر حب رسول ﷺ کا پتہ دیتا ہے۔ مثلاً

میرے رسول عاصی و زاہد کی قبلہ گاہ ... میرے رسول ادنیٰ و اعلیٰ کی بارگاہ
میرے رسول شاہ و گدا کے ہیں پادشاہ ... میرے رسول ذکر جن کا بے وضو گناہ
میرے رسول مرجع ہر خاص و عام ہیں ... میرے رسول بے شبہ خیر الانام ہیں

اور آخری اشعار ملاحظہ ہوں۔

میرے رسول اکمل و کامل و حق شناس ... میرے رسول سورۂ والنجم کی اساس
میرے رسول حسن خدا کا ہیں انعکاس ... میرے رسول معنیٔ قرآں کا اقتباس
میرے رسول عبد بھی ہیں اور عبدہٗ ... میرے رسول نسل انسانی کی آبرو

☆☆☆ . ☆☆☆

میرے رسول جن کے کمالات مقدسہ ... میرے رسول جن کے معجزات مقدسہ
میرے رسول جن کے واقعات مقدسہ ... حالات مبارکہ اور حیات مقدسہ
لکھی ہے میں نے اے میرے اللہ! میرے رسول ... یہ برقؔ کی ناچیز سی کوشش کریں قبول

راجہ محمد شریف رحمتہ اللہ علیہ سیرت نگاری کا بے حد شوق رکھتے تھے "حیات رسالت مآب ﷺ" (واقعات عظیمہ کی ترتیب زمانی) منفرد انداز میں تحریر فرمائی اور اپنی نوعیت کا منفرد کام کیا۔ انھوں نے سیرت سرور کائنات ﷺ کے عظیم و حسین واقعات کو اس انداز میں پیش کیا ہے کہ اس کے ساتھ ہی واقعات کا سن اور اس وقت سرور عالم ﷺ کی عمر شریف بھی ساتھ ہی درج کر دی ہے۔ اور پوری کتاب ایک گوشوارے کی صورت میں شائع کرنے کا اعزاز پایا ہے۔ ان کے ہاں ادبی چاشنی بھی ہے اور شعر و سخن کی لذت بھی۔

مرحوم راجہ صاحب کے تذکرے کے لیے ایک مختصر سا مضمون چنداں طور پر کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لیے رسالے کا مکمل خصوصی نمبر اور ان کی حیات پر مستقل کتاب مرتب کرنے کی ضرورت ہے کاش اس طرف ان کے قرابت دار، عزیز و اقرباء اور حلقہ احباب کے علاوہ صاحبان قلم و قرطاس اور ارباب علم و فضل متوجہ ہوں کیونکہ مرحوم راجہ محمد شریف کسی ایک خاندان کے نہیں بلکہ پوری ملت مسلمہ کا عظیم سرمایہ تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خدمت کی توفیق بخشی تو یہ ہمارا اعزاز ہوگا اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے ان کی قبر کو روشن ٹھنڈا، منور اور کشادہ فرمائے اور قوم کو مرحوم کا بہتر نعم البدل عطا فرمائے۔

استاذ العلماء و برہان الاصفیاء سند العاشقین دلیل العارفین حضرت مولانا

علامہ حافظ محمد نور الدین فاروقی نقشبندی قدس سرہٗ

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی مدظلہ العالی نے ۱۰ مارچ ۲۰۰۳ء کی شب اچانک فون پر ارشاد فرمایا تو وقت کی قلت کی سبب انوار رضا میں مفصل تحریر شامل نہ کی جا سکی۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بزرگان چکوڑی شریف کے احوال تعلیمات شامل اشاعت کیے جائیں گے۔..................(ادارہ)

تحریر: صاحبزادہ فخر الامین فاروقی

(ارمغان لطیف فی تذکرہ اولیائے چکوڑی شریف...... سے انتخاب)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہندوستان میں اسلام کی اشاعت اور ترقی صوفیائے کرام ہی کی مرہون منت ہے کہ ان مردان خدا نے جس تندہی اور خلوص نیت سے دین حق کی خدمت کی اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ آج برصغیر میں ہمیں جو اسلام کی روشنی نظر آ رہی ہے یہ انہی بوریہ نشین اور گدڑی پوش نفوس قدسیہ کی سعی و جہد کا نتیجہ ہے۔ جنھوں نے علائق دنیا سے بے نیاز ہو کر خدمت دین اور احیائے سنت مصطفیٰ ﷺ کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا۔

محقق دوراں، راہبر کاملاں، حضرت مولانا علامہ حافظ نور الدین صاحب فاروقی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا شمار بھی انہی پاکیزہ ہستیوں میں ہوتا ہے۔ آپ اہل اللہ کے مقتدا، اہل علم و کمال کے راہنما، راہ طریقت کے ہادی، ولایت و ہدایت کے مہر منور اور کرامت و ریاضت کے اعتبار سے اپنے دور کے شیخ کامل تھے آپ کا سلسلہ نسب تقریباً بیالیس واسطوں سے ہو کر خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔

آپ ٹھیکریاں شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا علامہ حافظ غلام رسول صاحب فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے کامل درویش صوفی باصفا اور جید عالم دین تھے۔ آپ کا خاندان علم و فضل کے لحاظ سے اس علاقہ میں امتیازی حیثیت کا حامل تھا۔ آپ کا سارا

گھرانہ علماء وفضلاء پر مشتمل تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ اور گھر کی دوسری مستورات سب عابدہ، زاہدہ اور زیور علم سے آراستہ تھیں۔ ہر وقت تسبیح وتہلیل اور ذکر خدا کا غلغلہ اس بابرکت گھرانہ سے بلند ہوتا رہتا تھا۔ یہ گھرانہ اپنے اخلاق جودوسخا اور مہمان نوازی کی وجہ سے دور دور تک مشہور تھا۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور ۹ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ پھر اعلیٰ دینی علوم کی تحصیل کے لیے لاہور تشریف لے گئے اور مولانا علامہ غلام محی الدین بگوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ (یہ مدرسہ مسجد بازار حکیماں والی میں تھا) میں پہنچ کر مولانا موصوف کے سامنے زانوائے تلمذ تہہ کیا وہیں پر مولانا موصوف کے چھوٹے بھائی مولانا علامہ احمد دین بگوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی پڑھاتے تھے۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کچھ کتابیں آپ سے بھی پڑھیں۔ اسی طرح آپ نے کتابت، صرف ونحو، منطق، فلسفہ، معانی، تفسیر وحدیث اور فقہ پر مکمل عبور حاصل کیا۔ مگر طبیعت پھر بھی سیر نہ ہوئی۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے دہلی شریف کا رخ کیا جو اس زمانہ میں علم وادب کا عظیم مرکز تھا۔ وہاں پر آپ نے حضرت مولانا علامہ مفتی صدر الدین آزردہ رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے مستند عالم دین سے علوم مروجہ کی تکمیل کی۔ مولانا فیض الحسن سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے ہمدرس تھے۔ وہیں سے آپ نے مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے دستار فضیلت حاصل کی اور واپس پنجاب تشریف لائے۔

جملہ علوم کی تحصیل کے بعد آپ کی ذہنی بے چینی و بے قراری میں کوئی فرق نہ آیا اور روحانی غذا کی ضرورت محسوس ہوتی رہی۔ دل اور روح کی دھڑکنیں برملا پکارتیں۔

پڑھ لیے میں نے علوم شرق و غرب   روح میں باقی ہے اب بھی درد و کرب

چنانچہ آپ نے اس زمانہ میں مشہور صوفی بزرگ اور روحانی پیشوا شیخ کامل حضرت خواجہ پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب نقشبندی قصوری دائم الحضوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی شہرت سنی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کے دست اقدس پر بیعت کرلی۔ خواجہ قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی نظر میں آپ کو روحانیت کی بلندیوں پر پہنچا دیا انوار الٰہی اور تجلیات ربانی آپ پر جلوہ گر ہونے لگے اور آپ کا دل دنیا سے متنفر ہوگیا۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی   الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

آپ کچھ عرصہ شیخ کامل کے حضور میں ہی رہے۔ پھر خواجہ قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اجازت کے ساتھ ہی یہ ہدایت کی واپس جا کر دین مصطفیٰ ﷺ کی شمع روشن رکھنا۔

کہتے ہیں کہ خانقاہ کے دوسرے درویشوں نے شور مچایا اور کہنے لگے کہ ہم عرصہ دراز سے آپ کی خدمت کر رہے ہیں ہمیں کچھ عطا نہیں ہوا۔ اور حافظ نور الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اتنی جلدی سب کچھ (فیوض وبرکات) لے گئے یہ سب باتیں سن کر خواجہ قصوری دائم الحضوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نادانو حافظ نور الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس دیا اور ماچس پہلے سے موجود تھی۔ میں نے تو صرف آگ لگا کر دیا روشن کیا ہے اور تمھارے پاس ابھی کچھ بھی نہیں۔ خواجہ قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ بات سن کر سب درویش خاموش ہوگئے اور قبلہ حافظ نور الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے پیر ومرشد کے حکم سے واپس گاؤں ٹھیکریاں شریف میں تشریف لے آئے اور درس و تدریس کے کام میں اپنے والد ماجد کا ہاتھ بٹانے لگے۔

عقیدت مندوں کے پرزور اصرار پر آپ چکوڑی بھیلووال تشریف لے آئے اور اسی گاؤں کو اپنا مستقل ٹھکانا بنالیا اور دین مصطفیٰ ﷺ کی تبلیغ وترویج میں ہمہ تن مشغول ہوگئے۔ آپ نے چکوڑی بھیلووال میں ایک چھوٹے سے دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی جو بہت جلد ایک عظیم درسگاہ کی شکل اختیار کرگیا۔ یہی چکوڑی بھیلووال، چکوڑی میاں صاحب اور پھر چکوڑی شریف بن کر علم وفضل اور حکمت وعرفان کا مرکز بن گیا جہاں لوگ دور دور سے آکر فیض یاب ہوتے اور تشنگان علم حقہ اپنی پیاس بجھاتے۔

نماز تہجد سے فارغ ہوکر فجر کی نماز تک آپ حفاظ کرام کی منزلیں سنا کرتے اور فجر کی نماز کے بعد کتب درس نظامی کی تدریس میں مشغول ہو جاتے اور جب تک تدریس سے فارغ نہ ہو جاتے کسی دوسرے کام کی طرف بالکل توجہ نہ دیتے۔ علوم دینیہ کی تدریس میں آپ یکتائے روزگار تھے۔ بے شمار غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور دولت ایمان سے مشرف ہوکر بارگاہ ایزدی میں سرنگوں ہوئے۔ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کو بہت فروغ دیا۔ فتویٰ نویسی، سرکاری عمل داری

اس زمانہ میں نئی نئی تھی حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم وعمل اور دین داری کے پیش نظر مقدمات میں شرعی فیصلوں کے لیے آپ ہی سے رجوع کیا جاتا تھا اور آپ کو اکثر ان مقدمات کے سلسلے میں گجرات جانا پڑتا۔ جس سے آپ کا اور آپ کے طالب علموں کا (جو دور دور سے چکوڑی شریف تحصیل علم کے لیے آتے) کافی حرج ہوتا تھا اس کا آپ نے یہ حل تلاش کیا کہ طالب علموں کو بھی سفر میں ساتھ رکھتے اور راستہ میں بھی انہیں سبق پڑھاتے اور سمجھاتے جاتے ڈپٹی کمشنر نے جب یہ حالت دیکھی کہ آپ کا اور آپ کے طالب علموں کا کافی وقت ضائع ہوتا ہے۔ ڈپٹی کمشنر گجرات جو کہ خود بھی علماء وفضلاء کا قدر دان تھا خود چکوڑی شریف حاضر ہوا اور حکم صادر کیا کہ آئندہ قبلہ حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو گجرات آنے کی زحمت نہ دی جائے بلکہ فیصلہ طلب امور چکوڑی شریف میں ہی ان کے روبرو پیش کئے جائیں اور فریقین یہیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں۔ اس طرح آپ گورنمنٹ کی طرف سے اس علاقہ کے لیے شرعی جج مقرر کئے گئے بے شمار مقدمات آپ کے پاس آتے جن کا آپ شریعت کے مطابق فیصلہ کرتے۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی مثالی دین داری اور علم وفضل کا یہ رعب ودبدبہ تھا کہ کیا مجال کوئی جھوٹی گواہی دے جائے اور پھر فراست کے سبب بمصداق۔ اتقو فراسته المومن فانه ینظر بنور الله. یہ مثل بھی حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر بھی صادق آتی تھی ایک دفعہ ایک مقدمہ میں یسٹین نامی ایک شخص نے گواہی دی تو حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک تیز نظر ڈالی اور فرمایا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ سچ بات بیان کرو۔ وہ شخص کانپنے لگا اور جھوٹ سے توبہ کر کے سچ سچ بتا دیا۔ دوسرے گواہوں اور خود مدعی نے بھی تسلیم کیا کہ اس کا دعویٰ غلط ہے اور انھوں نے آپ سے معافی مانگ لی۔ آپ نے بغیر کسی رعایت کے حق پر مبنی فیصلہ سنا دیا اور مثل برائے ادخال گجرات روانہ کردی۔

1865ء میں جب لاہور میں گورنمنٹ کالج قائم ہوا۔ اور اس میں حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو صدر شعبہ علوم شرقیہ کا عہدہ قبول کرنے کی دعوت دی گئی مگر آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ......''میں یہاں اس چھوٹے سے گاؤں میں رہ کر آزادانہ طور پر جس طرح دین مصطفیٰ ﷺ کی خدمت کر رہا ہوں انگریز کی ملازمت میں رہ کر نہیں کر سکتا۔''......یہی دعوت مولانا علامہ سید احمد قلعہ داری رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی دی گئی مگر آپ نے بھی انکار فرما دیا۔ بعد میں یہی عہدہ حضرت مولانا علامہ فیض الحسن صاحب سہارن پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا گیا......کل نفس ذائقة الموت کے مطابق بارگاہ ایزدی میں آپ کی طلبی ہوگئی اور کم وبیش پون صدی کی ضیاء پاشیوں کے

بعد 1302ء میں علم وعمل کا یہ درخشندہ آفتاب اہل دنیا کی نظروں سے ہمیشہ کے لیے اوجھل ہوگیا۔ آپ کے وصال کی خبر آناً فاناً چاروں طرف پھیل گئی۔ ایک بڑی بھیڑ تھی۔ جو چاروں طرف سے چلی آئی تھی۔ موت العالم موت العالم کی مثال اس سے کم ہی دیکھنے میں آئی ہوگی۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے فرزند رشید حضرت خواجہ محمد امین صاحب فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی۔ آپ کو چکوڑی شریف کے بڑے قبرستان کے شمال مشرق کی طرف (جہاں پر آپ نے طالب علموں اور زائرین کے لیے مکان تعمیر کرایا تھا) سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کی لوح مزار پر شیخ عبد اللہ صاحب ساکن چک عمر کا لکھا ہوا یہ قطعہ کندہ ہے۔

جناب فضیلت مآب کمال — چوکرد انتقال از سرائے زوال
زہے نور ملت زہے نور حق — زہے نور دیں حافظ قیل و قال
بشیخ از لب ہاتف آمدندا — کہ گوغاب "نور جلی" بسال

آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کا فیض جاری ہے۔ حضرت شیخ عبد اللہ صاحب ساکن چک عمر فرمایا کرتے تھے۔ جب مجھے کسی بھی مسئلہ میں گرہ پڑتی۔ تو میں چکوڑی شریف کا رخ کرتا تھا۔ کبھی تو مسئلہ راستہ میں ہی حل ہو جاتا اور کبھی حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک پر بیٹھ کر فاتحہ خوانی کرنے کے بعد مشکل حل ہو جاتی تھی۔

آپ کی وفات پر حضرت شیخ عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور بھی بہت سے شعراء نے آپ کی تاریخ وفات لکھی۔ جن میں حضرت مولانا علامہ صالح محمد کنجاہی رحمہ اللہ تعالیٰ اور مولانا علامہ عبد الکریم صاحب قلعداری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام نامی شامل ہیں۔ صاحبزادہ فیض الامین فاروقی نے آپ کی تاریخ وصال ''لعل بے نظیر'' (1302ھ) سے نکالی ہے۔

آپ نے ایک صاحبزادہ اپنی یادگار چھوڑا جو آسمان تصوف پر ماہتاب بن کر چمکا اور اس نے دنیا کو اپنے فیض کی کرنوں سے جگمگایا اس ماہتاب کا نام نامی حضرت خواجہ محمد امین صاحب فاروقی چشتی سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ جن کو دنیا صاحبزادہ صاحب کے نام سے جانتی تھی۔ حضرت خواجہ حافظ نور الدین صاحب فاروقی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عرس پاک ہر سال کیم۔۲۔ چیت کو نہایت عقیدت اور احترام سے منایا جاتا ہے۔ عرس پاک کے تمام انتظامات سجادہ نشین آستانہ عالیہ امینیہ خواجہ پیر محمد یوسف فاروقی چشتی سیالوی مدظلہ العالی کرتے ہیں۔

سلام رضا پر طارق سلطانپوری کی تضمین کا ایک جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر (کوئٹہ)

اللہ تعالیٰ نے سید البشر، امام الانبیاء، شفیع المذنبین اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا: ''اے حبیب! اگر ہم تمھیں پیدا نہ کرتے تو اس کائنات کو بھی پیدا نہ کرتے''۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

رفعنالک ذکرک (پارہ ۳۰، الانشراح: ۴) اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو رفعت بخشی۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ (پارہ ۲۱ سورۂ احزاب) (تمھارے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بہترین نمونہ ہے۔

وانک لعلی خلق عظیم (اور بے شک تم بڑے خلق پر (فائز) ہو۔ پ ۲۹، ۱) قیامت کے دن جب تمام مخلوقات کو ختم کر دیا جائے گا تو کوئی کسی کا ذکر کرنے والا نہ ہو گا مگر اللہ کے حبیب کا ذکر اس وقت بھی ہو رہا ہو گا کیونکہ آپ ﷺ کا ذکر کرنے والا خود خدا ہے جو حی و قیوم ہے ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس کا وعدہ ہے۔ ان اللہ و ملئکۃ یصلون علی النبی۔ (بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور بھیجتے رہیں گے۔ سورہ احزاب پارہ ۲۲ آیت ۵۶)

یہ ایک صداقت ہے کہ: نابغہ روزگار امام احمد رضا محقق بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ستر سے زیادہ علوم و فنون پر حاوی تھے مگر عشق مصطفیٰ ﷺ ان پر حاوی تھا۔ گویا مفسر، محدث اور فقیہہ حضرت امام رضا بریلوی قدس سرہ کا مشن ہی ''عشق مصطفیٰ ﷺ'' جس کی خوشبو چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ کو زیادہ سے زیادہ عام کرنا، پھیلانا اور وسعت دینا تھا۔

زمین و زماں تمھارے لیے مکین و مکاں تمھارے لیے　　چنیں و چناں تمھارے لیے بنے دو جہاں تمھارے لیے
صبا وہ چلے کر باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے　　لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمھارے لیے

حقیقتاً جب امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان حضرت سرور کونین، ہادی برحق ﷺ کے حضور ثنا کے لیے وا ہوئی تو بے مثال سلام رضا جس کا مطلع ہے۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام　　شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

صفحہ قرطاس پر رقم ہوا۔ یہ سلام ۱۷۱ اشعار پر مبنی ہے۔ اس کا ہر ہر شعر خلوص و عقیدت اور

عشق و محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ یہ برجستہ و برمحل الفاظ و معانی کا ایسا حسین و جمیل گلدستہ ہے۔ جس کی خوشبو اقصائے عالم میں پھیل چکی ہے اس میں مشرق و مغرب کی تخصیص نہیں بلکہ جہاں جہاں اردو پہنچی ہے وہاں وہاں تک ''سلام رضا'' کا شہرہ ہی شہرہ ہے اور اس مقبولیت میں روز افزوں اضافہ بھی ہو رہا ہے۔

یہ روح پرور اور ذہن افروز درود و سلام اپنے شگفتہ پن کے باعث سننے والوں کے سوئے ہوئے ضمیر کو جگا دیتا ہے۔ اسے والہانہ انداز سے پڑھئے تو یہ قلبی و روحانی سکون کا سبب بنتا ہے۔ یہ اخلاق کے سنوارنے اور نکھارنے کا ضامن ہے۔ یہ تطہیر روح اور تزکیہ نفس کے لیے اکسیر ہے۔

چشم بینا سے اس کیفیت سے تجدید حیات حاصل کیجئے جس میں بوڑھے، جوان اور بچے سبھی جھوم جھوم کر کیف و مستی اور سرشاری و سپردگی کے عالم میں دست بدستہ کھڑے ہو کر پرنم آنکھوں کے ساتھ یہ سلام پڑھتے ہیں۔

''سلام رضا'' میں سرکار مدینہ کا سراپا اور عہد طفولیت سے لے کر عہد نبوت کا نقشہ ایسے انداز میں کھینچا گیا ہے۔ جس کا جواب نہیں۔ اس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری سیرت سامنے آجاتی ہے۔ اس میں قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے مطالب کو بطریق احسن سمویا گیا ہے۔

''سلام رضا'' سے واشگاف ہوتا ہے کہ اس کے تخلیق کار کا دل عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا تو ہے ہی حب اہل بیت و صحابہ کرام رضوان علیہم پھر آئمہ مجتہدین اور اولیائے کاملین خاص کر سیدنا غوث اعظم سے معمور ہے۔ اسی لیے ان کی درخواست انفرادی یا ذاتی نہیں بلکہ جماعتی اور اجتماعی ہے۔ کہتے ہیں۔

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں　　شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

ہمارے آج کے تضمین نگار جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے ''باران رحمت'' میں اسی شعر پر خوبصورت انداز میں تضمین کہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

طالب مرحمت میں ہی تنہا نہیں　　ان کی تسنیم کا کون پیاسا نہیں
کون محتاج ان کے کرم کا نہیں　　ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

اصطلاح عروض یا اصطلاح شعرا میں تضمین کسی مشہور مضمون یا شعر کو اپنی نظم میں داخل یا چسپاں کرنا یا دوسرے کے شعر پر مصرعے یا بند لگانے کو کہتے ہیں۔ (فرہنگ آصفیہ جلد اول، مولوی

سید احمد دہلوی، لاہر، طبع دوم ۱۹۸۷ء ص ۶۱۰ نور اللغات جلد دوم، مولوی نور الحسن نیر، لاہور، ۱۹۸۵ء ص ۲۶۹)

جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے اپنی تضمین ''باران رحمت'' کا انتساب جناب سید صابر حسین شاہ بخاری قادری کے نام کیا ہے۔ جو سوز وگداز سے لبریز دل کے مالک ہیں اور اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی کے والہ وشیدا ہیں۔ انہی کی لگاتار ترغیب وتشویق کا حاصل یہ تضمین ہے۔ اب وہی اس کی معیاری اور دیدہ زیب اشاعت کا بندوبست کر رہے ہیں۔

اسلام کے دائرے میں داخل ہونے کے لیے صدق دل سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ لا الہ الا اللہ میں توحید باری تعالیٰ کا اقرار ہے۔ جبکہ محمد رسول اللہ میں رسالت محمدی کا اعتراف ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے کے بغیر معرفت الٰہی کا حصول ناممکن ہے۔ اللہ کی رضا وخوشنودی کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وپیروی کے سوا کوئی اور سبیل نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (۳/۱۱ آل عمران)
''کہہ دوائے نبی کہ اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تمہیں چاہے گا''

اس سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ کی بڑی اہمیت ووقعت ہے۔ اسی لیے اسلام کا سمجھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا سیرت النبی کے مطالعہ کے بغیر ناممکن ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کا سب سے بڑا پہلو رسالت ہے۔ اور رسالت کا تعلق پوری انسانیت سے ہے۔ چونکہ رسول مقبول ﷺ کی شخصیت سے رسالت کو علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی فقط پیدائش سے وفات تک کے واقعات میں دوسرے اشخاص وافراد کی زندگیوں کی طرح مقید نہیں ہو سکتی۔ نتیجۃً سیرت نبوی کے دائرے میں چند تاریخی واقعات اور سوانح حیات ہی نہیں آئیں گے۔ سارا قرآن آ جائے گا، ساری ہدایات وتعلیمات آئیں گی، تمام احکام وقوانین اور فرامین ومکاتیب، عقائد وعبادات اور معاملات وآداب آئیں گے۔ بلکہ ان تمام رفقاء کے حالات بھی جن کی خاص تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور مختلف ذمہ داریاں ان کو تفویض کیں۔

ہمارے تضمین نگار جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے ''باران رحمت'' کو منظر عام پر لانے سے پیشتر سعی بلیغ کی کہ وہ متذکرہ بالا حقائق جو ''سلام رضا'' کی روح ہیں.......... کو دل و دماغ میں کماحقہ جذب کریں۔